راہ اسلام

ISSN: 2349 - 0950

راہ اسلام

اسلامی علوم ومعارف اور علمی ثقافتی افکار وعقائد کا ترجمان

شمارہ: ۲۶۱ - ربیع الثانی-جمادی الثانی ۱۴۴۵

خصوصی شمارہ

قرآن کریم اور عدم تحریف

- عدم تحریف قرآن پر شیعہ علماء کا اجماع
- تحریف قرآن: تجزیہ وتحلیل
- تحریف قرآن: فریقین کی نظر میں
- تحریف قرآن سے متعلق شیعوں پر آلوسی کا الزام: آیت اللہ فاضل لنکرانی کا جواب
- عدم تحریف قرآن: کتابیات

خانہ فرہنگ اسلامی جمہوریہ ایران نئی دہلی کا مرکزی کتب خانہ

یہ کتب خانہ ہندوستان کے عظیم ترین کتب خانوں میں سے ایک ہے جو گذشتہ پچاس سال سے زائد عرصہ سے فارسی ادب، ایرانولوجی اور مذہبی کتب کے حوالہ سے پورے ملک کے محققین و قارئین کی علمی سیرابی میں مصروف ہے۔خانہ فرہنگ ایران، نئی دہلی، ایران و ہندوستان کی مشترکہ میراث اور زبان وادب فارسی کی قدردانی کرتے ہوئے ارباب رجوع کیلئے حسب صراحت ذیل علمی۔ تحقیقی خدمات فراہم کررہا ہے:

- ✓ کتب خانہ کی فہرست کی آن لائن دستیابی
- ✓ تھیسیز کے انتخاب موضوع کے لئے علمی۔ تحقیقی تجاویز وپیشکش
- ✓ ایم. فل. ڈزرٹیشن اور پی. ایچ. ڈی تھیسیز کی تحقیق و تصحیح سے متعلق امور میں مدد
- ✓ فارسی ادب اور ایرانولوجی سے متعلق تحقیقات کیلئے ضروری منابع و مآخذ کی فراہمی
- ✓ فارسی ادب، ایرانولوجی اور اسلامیات سے متعلق موضوعات پر مشتمل کتابوں کی نشرواشاعت میں امداد

***

خانہ فرہنگ اسلامی جمہوریہ ایران نئی دہلی نے شعراء کے دیوان، نثری متون، عصر حاضر کے ہندوستانی، ایرانی، افغانی اور تاجیکی شعراء کے فارسی اشعار کا مجموعہ اس کے علاوہ راہ اسلام، قند پارسی، Cultural Dialogue اور Cultural Glimpses جیسے معتبر جریدوں کے مختلف شماروں کو ڈیجیٹل کتاب (Digital Book) کی شکل میں ایران کلچر ہاوس کی لائبریری اور نشریات کی ویب سائٹ پر اپلوڈ کردیا ہے۔خواہشمند حضرات لائبریری، نشرو اشاعت اور دوسری سہولیات سے استفادہ کیلئے اوپر کے بار کوڈ (QR Code) کو اسکین کریں یا مندرجہ ذیل ویب سائٹ کو دیکھیں:

www.ichdpublication.in

www.ichdlib.in

بسم الله الرحمن الرحیم

فَمَن يُرِدِ اللَّهُ أَن يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ
لِلْإِسْلَامِ ۖ وَمَن يُرِدْ أَن يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا
كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاءِ ۚ كَذَٰلِكَ يَجْعَلُ اللَّهُ الرِّجْسَ
عَلَى الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٢٥﴾ وَهَٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ
مُسْتَقِيمًا ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ ﴿١٢٦﴾

ترجمہ:

پس جب اللہ کسی کو ہدایت بخشنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے سینہ کو اسلام کیلئے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہی میں چھوڑنا چاہتا ہے تو اس کے سینہ کو تنگ کر دیتا ہے جیسے کہ وہ زبردستی آسمان پر چڑھ رہا ہے (اس کی طرف اونچا ہو رہا ہے) اسی طرح اللہ ان لوگوں پر کثافت مسلط کر دیتا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔ یہ تمہارے پروردگار کا سیدھا راستہ ہے۔ ہم نے نصیحت قبول کرنے والوں کے لیے آیتوں کو تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔

(سورہ انعام: آیات ۱۲۵، ۱۲۶)

اسلامی علوم و معارف اور علمی و ثقافتی افکار و عقائد کا ترجمان

شمارہ: ۲۶۱- ربیع الثانی-جمادی الثانی ۱۴۴۵

خصوصی شمارہ

قرآن کریم اور عدم تحریف

ایران کلچر ہاؤس، ۱۸- تلک مارگ، نئی دہلی-۱۱۰۰۰۱

فون: ۳۴، ۳۳، ۲۳۳۸۳۲۳۲، فیکس: ۲۳۳۸۷۵۴۷

ichdelhi@gmail.com

https://en.icro.ir/New-Delhi

www.ichdpublication.in

www.ichdlib.in

مشاورین علمی

پروفیسر سید محمد عزیزالدین حسین، پروفیسر اختر الواسع، پروفیسر سید اختر مہدی
پروفیسر سید علی محمد نقوی، پروفیسر سید طیب رضا نقوی

ادارتی بورڈ

حسنعلی زکریائی، مولانا محمد رضا خان، مہدی باقر خان

چیف ایڈیٹر	:	ڈاکٹر فرید الدین فرید عصر
ایڈیٹر	:	ڈاکٹر خان محمد صادق جونپوری
ناظر اشاعت	:	حارث منصور
پریس	:	الفا آرٹ، نویڈا، یو۔پی۔

ISSN: 2349 – 0950

صرف غیر مطبوعہ مقالہ ہی ارسال فرمائیں۔
مقالہ، بذریعہ ای میل ichdelhi@gmail.com ارسال فرمائیں۔
مقالہ، ایران کلچر ہاؤس کے پتہ پر پوسٹ بھی کر سکتے ہیں۔
مقالہ کی اشاعت کے لئے ادارتی بورڈ کا فیصلہ حتمی ہوگا۔
مقالہ نگار افراد کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔
ہماری مزید نشریات کے لئے مندرجہ ذیل ویب سائٹس سے رجوع فرمائیں۔

www.ichdpublication.in

www.ichdlib.in

فہرست مضامین

اداریہ		۱
عدم تحریف قرآن پر شیعہ علماء کا اجماع	سید مرتضی میر قیصری	۳
تحریف قرآن : تجزیہ و تحلیل	مولانا ناظم علی خیرآبادی	۲۰
تحریف قرآن : فریقین کی نظر میں	مولانا سید مشاہد عالم رضوی	۳۵
تحریف قرآن سے متعلق شیعوں پر آلوسی کا الزام : آیت اللہ فاضل لنکرانی کا جواب	فاطمہ نجارزادگان	۵۳
عدم تحریف قرآن : کتابیات	محمد مولوی	۸۱
اسلامی طرز زندگی اور حیات طیبہ کا باہمی ربط قرآنی نقطہ نظر سے	اصغر طہماسبی بلداچی	۹۶
سیرت اہلبیتؑ میں تربیت اولاد کے اصول	علی ہمت بناری	۱۱۷

حصہ نظم

قرآن محمدؐ	احمد شہریار	۱۳۸
اعجاز قرآن مجید	سید علی اکبر رضوی	۱۳۹
قرآن کریم	شاہد کمال	۱۴۰
سورہ یسین	محمد رضا خان	۱۴۲
قرآن کی مہجوریت	ندیم سرسوی	۱۴۳

اداریہ

معنویت و روحانیت مختلف ادوار و قرون میں سارے انسانوں کی مشترکہ ضرورت رہی ہے اور آج کے دور میں اس کی ضرورت اور بھی زیادہ محسوس ہو رہی ہے۔ قرآن کریم وہ واحد کتاب ہے جس میں انسانوں کی مختلف معنوی ضرورتوں کو پورا کرنے کی صلاحیت موجود ہے کیونکہ یہ ایک جامع کتاب اور انسانوں کے لئے مکمل نظام حیات ہے جو ہمیشہ باقی رہنے والی اور ابدی ہے۔

دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ قرآن کریم کتاب ہدایت ہے جس کا لازمہ یہ ہے کہ یہ کتاب کسی بھی طرح کی تغییر و تحریف سے مبرا ہو اور یہی عدم تحریف، قرآن کریم کو دوسری آسمانی کتابوں سے ممتاز بناتی ہے۔ عدم تحریف قرآن مسلمانوں کا مسلّمہ عقیدہ ہے اور صدر اسلام سے اب تک کے سارے علماء اور محدثین اس بات پر متفق ہیں۔

قرآن کریم کی عدم تحریف پر سب سے پہلی دلیل خود قرآن کریم کی مختلف آیتیں ہیں جہاں دعویٰ کیا جارہا ہے کہ "اگر تم کو اس کتاب میں شک ہے تو اس کے کسی ایک سورہ کے جیسی کوئی سورہ پیش کرو" یا دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ "ہم نے ہی ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں"۔

ائمہ معصومین علیہم السلام نے بھی اپنے گراں قدر بیانات میں قرآن کریم کی خصوصیات کو بیان فرمایا ہے۔ مثال کے طور پر جناب فاطمہ زہرا(س) کے خطبہ فدک، حضرت علی(ع) کے بعض خطبے اور خطوط نیز صحیفہ سجادیہ میں امام زین العابدین(ع) کی بعض دعاؤں سے قرآن کریم کی عظمت و بزرگی کا اندازہ ہوتا ہے اور یہ یقین ہو جاتا ہے کہ اس مقدس کتاب میں کسی طرح کی کمی یا زیادتی ممکن نہیں ہے۔

تاریخ میں متعدد علماء اور محققین نے عدم تحریف قرآن کے موضوع پر بحث و گفتگو کی ہے اور اس سلسلہ میں مستقل کتابیں بھی تحریر کی ہیں اور یہ ثابت کیا ہے کہ یہ مقدس کتاب کسی بھی طرح کی تحریف سے پاک و منزہ ہے۔

فصلنامہ راہ اسلام کے اس شمارہ میں عدم تحریف قرآن کے موضوع پر جدید تحقیقات کے حوالے سے گفتگو کی گئی ہے۔ سب سے پہلے تحریف کے لغوی اور اصطلاحی معنی کو بیان کیا گیا ہے اور پھر عدم تحریف قرآن کریم کے سلسلہ میں بزرگ شیعہ و سنی علماء کے نظریات کو نقل کیا گیا ہے اور آخر میں اس سلسلہ میں شیعہ علماء کے استدلال پر روشنی ڈالتے ہوئے انہیں قرآنی، روائی، تاریخی اور عقلی دلائل کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔

فصلنامہ راہ اسلام کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ اسلامی معارف اور دینی تعلیمات کو بہتر سے بہتر انداز میں قارئین کی خدمت میں پیش کرے تاکہ اسلامی تعلیمات کے سائے میں ہم سب مل کر ایک باوقار زندگی اور اچھے معاشرہ کی تعمیر کر سکیں۔ امید ہے یہ فصلنامہ اس راہ میں ایک مثبت اور تعمیری قدم ثابت ہوگا۔

ڈاکٹر فریدالدین فرید عصر
(چیف ایڈیٹر)

عدم تحریف قرآن پر شیعہ علماء کا اجماع

سید مرتضی میر قیصری[۱]

خلاصہ

اس مقالہ میں تحریف قرآن کے سلسلہ میں شیعہ علماء کے نظریات کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ بعض مخالفین کا یہ ماننا ہے کہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہیں لہٰذا اس مقدس کتاب کی حجیت تام کو نہیں مانتے ہیں جب کہ شیعہ علماء کے آثار و تألیفات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے۔ شیعہ علماء نہ صرف تحریف قرآن کے قائل نہیں ہیں بلکہ ادلہ اربعہ یعنی قرآنی، روائی، تاریخی اور عقلی دلیلوں کے ذریعہ تحریف قرآن کو مطلق طور پر رد کرتے ہیں اور عدم تحریف قرآن پر ان کے دلائل کے مطالعہ سے اس سلسلہ میں ان کی حساسیت ظاہر ہوتی ہے۔

اس طرح یہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ ائمہ اطہار علیہم السلام کی روایات کی طرف شیعوں کے رجوع کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ قرآن کی منزلت کو کم کرنا چاہتے ہیں بلکہ حدیث ثقلین کے مد نظر یہ خود عدم تحریف قرآن کی دلیل ہے۔

کلیدی کلمات: تحریف قرآن، سنن الٰہی، شیعہ، قاعدہ لطف، وحی

۱۔ اس مقالہ کو ڈاکٹر خان محمد صادق جونپوری صاحب نے فارسی سے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔

مقدمہ

قرآن کریم مسلمانوں کی آسمانی کتاب ہے جس کے الفاظ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور فرشتہ وحی کے ذریعہ بغیر کسی کمی بیشی کے پیغمبر گرامی اسلامؐ کی ذات پر نازل ہوئے ہیں۔ طول تاریخ میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ کتاب ہر طرح کی تحریف سے محفوظ رہی ہے اور اس طرح اسے تاریخ بشریت کا معجزہ کہا جاسکتا ہے۔

پیغمبر اکرمؐ نے کتابت قرآن کا حکم دیا اور عرب میں مروجہ تہذیب کے مطابق، اشعار و کلمات بلیغ کو حفظ کرنے کی تاریخ رہی ہے لہٰذا مسلمانوں میں کچھ لوگوں نے قرآن کریم کی آیتوں کو حفظ کیا اور اس طرح کتابت قرآن کا حکم نبوی، اصحاب کی سعی و کوشش سے سرانجام کو پہنچا ہر چند کہ اس مصحف کی جمع آوری خلیفہ سوم کے دور میں مکمل ہوئی اور آج جس کتاب کو ہم قرآن کریم کے عنوان سے جانتے ہیں وہ ایک مقدس، متواتر اور قطعی الصدور متن ہے[1]۔

دوسری طرف قرآن مجید کی آیتوں کی گواہی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت اس پیمانہ پر ہے کہ آج تک کوئی فرد بشر اس کی نظیر پیش نہیں کر سکا۔ اسی وجہ سے اعراب جاہلی جو کہ نزول قرآن کے زمانے میں شعر و فصاحت و بلاغت میں زبانزد عام و خاص تھے، قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کے سامنے خود کو بے بس محسوس کرتے تھے اور اس کے معجزہ ہونے کا اعتراف کرتے تھے۔ یہاں تک کہ عصر حاضر کے ادیب اور شاعر بھی اس مقدس کتاب کی عظمت کے قائل ہیں اور اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ اس جیسی کتاب لانے سے عاجز ہیں۔

ان ساری باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی عدم تحریف کا عقیدہ اور نظریہ مسلمانوں کا ایک عام نظریہ ہے لیکن مسلمانوں کا ایک مختصر گروہ اپنے مخالفوں کو بدنام کرنے کے لئے تحریف قرآن کے عقیدہ کو ان سے منسوب کرتا ہے۔ شیعی نظریہ، تاریخ میں ہمیشہ سے مظلوم واقع ہوا ہے

---

۱ - خرمشاہی، بہاؤ الدین، دانشنامہ قرآن و قرآن پژوہی (ج ۲) ص ۱۶۳۱

اور مخالفوں کے حسد وانتقام کا شکار رہا ہے جس کے تحت عقیدہ تحریف قرآن کا نظریہ سب سے زیادہ ان سے منسوب کیا گیا ہے۔

ابو علی جبائی (متوفی: ۲۳۵ھ) اہل سنت کے سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے نظریہ تحریف قرآن کو شیعوں سے منسوب کیا ہے۔

سید بن طاؤوس کے قول کے مطابق، ابو علی تحریف قرآن کے عقیدہ کو امامیہ علماء کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مسلمانوں کے لئے رافضہ (شیعہ) کی بلا اور آفت زنادقہ کی آفت سے بڑی ہے۔ رافضہ کا یہ دعویٰ ہے کہ قرآن میں کمی واقع ہوئی ہے یا تاخیر و تقدم ہوا ہے"[1]۔

ابن حزم اندلسی نے بھی تحریف قرآن کے غلط عقیدہ کو شیعوں سے منسوب کیا ہے۔ ان کا قول ہے:

"سارے شیعہ چاہے پرانے دور کے ہوں یا نئے دور کے، سب کا یہ ماننا ہے کہ قرآن میں تحریف و دگرگونی واقع ہوئی ہے، کچھ چیزیں اس میں اضافہ ہوئی ہیں اور بعض حصے اس سے کم کئے گئے ہیں اور کچھ حصوں میں تاخر و تقدم سے کام لیا گیا ہے۔ شیعوں میں صرف سید مرتضی اور ان کے دو ساتھی ابو علی طوسی اور ابوالقاسم رازی عدم تحریف قرآن کے قائل ہیں بلکہ سید مرتضی کے قول کے مطابق تحریف قرآن کا عقیدہ رکھنے والا کافر ہے"[2]۔

اس مسئلہ میں سب سے زیادہ شیعوں کو مورد الزام ٹھہرانے والا شخص ابن تیمیہ ہے۔ البتہ کتاب منہاج السنۃ میں اس کی عبارت ذو پہلو ہے۔ وہ تحریر کرتے ہیں:

ان محنتھم محنة الیھود.. والیھود حرفوا التوراة و کذلک الرافضة حرفوا القرآن۔

۱۔ ابن طاؤوس، علی بن موسی، سعد السعود، ص ۱۴۴

۲۔ ابن حزم، ابو محمد علی بن احمد، الفصل فی الملل و الاھواء والنحل (ج ۴) ص ۱۸۲

ترجمہ: ان کی مصیبت یہودیوں جیسی ہے... یہودیوں نے توریت میں تحریف کی.... اوراسی طرح رافضیوں نے قرآن میں تحریف کی[۱]۔

یہاں پر یہ واضح نہیں ہورہاہے کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ شیعوں نے قرآن میں تحریف کی ہے یا یہ کہ وہ تحریف کے قائل ہیں۔ بہر حال ابن تیمیہ کے قول کو چاہے ہم اس معنی میں لیں کہ شیعوں نے قرآن میں تحریف کی ہے یا یہ کہ شیعہ تحریف کے قائل ہیں، دونوں صورتوں سے یہ بات تو صاف ظاہر ہے کہ ابن تیمیہ شیعہ اور تحریف قرآن میں ایک طرح کے تعلق کے قائل ہیں۔

اس مقالہ میں ہم تحریف قرآن کے سلسلہ میں شیعہ علماء کے نظریات کو پیش کرکے ایک نتیجہ تک پہنچنے کی کوشش کریں گے۔ سب سے پہلے ہم لفظ تحریف کی تعریف پیش کریں گے اور پھر تحریف قرآن کے سلسلہ میں مشہور شیعہ علماء کے اقوال کو پیش کرکے ان کے استدلال کا تنقیدی جائزہ لیں گے۔

تحریف

تحریف کا اصل معنی ہے اپنے حقیقی مقام سے منحرف ہونا اور جب اس کا انتساب قرآن سے ہو جاتا ہے تو اس کے مختلف معانی سامنے آتے ہیں:

۱. کسی لفظ کو اپنے اصلی معنی سے ہٹا کر دوسرے معنی میں پیش کرنا یعنی کلام کی غلط تفسیر کرنا۔

مِنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ۔

ترجمہ: یہودیوں میں وہ لوگ بھی ہیں جو کلمات الٰہیہ کو ان کی جگہ سے ہٹادیتے ہیں[۲]۔

اس آیت میں اسی طرح کی تحریف کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ سارے مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ اس طرح کی تحریف قرآن میں واقع ہوئی ہے کیونکہ غیر معتبر تفسیر یا تفسیر بالرائے اسلامی معارف میں رائج ہے۔

۱- ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم، منہاج السنۃ النبویہ فی نقض کلام الشیعہ القدریہ (ج۱) ص ۳۲

۲- سورہ نساء، آیت ۴۶

۲. حروف یا حرکات کو کم کرنا یا زیادہ کرنا اس صورت میں کہ قرآن میں کوئی تبدیلی نہ ہو، اس طرح کی تحریف بھی قرآن میں واقع ہوئی ہے۔ قرائات کا مختلف ہونا اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ قرآن کسی ایک قرائت میں نازل ہوا ہے اور بقیہ قرائات میں حفظ معنی کے ساتھ ساتھ مختلف عربی لہجوں میں قرآن کی تلاوت کی گئی ہے۔

۳. ایک یا دو لفظ کا کم کرنا یا اضافہ کرنا اور اس طرح کی تحریف ظاہراً صدر اسلام میں واقع ہوئی ہے کیونکہ مصحف جامع کی تدوین کے بعد، عثمان نے حکم دیا کہ قرآن کے بعض نسخوں کو جمع کر کے جلا دیا جائے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ قرآن اس قرآن سے مختلف تھا جو اس وقت عثمان کے ہاتھ میں تھا۔

۴. تحریف اس معنی میں کہ قرآن میں کچھ اضافہ ہوا ہے یعنی قرآن کے کچھ حصے جو آج مسلمانوں کے درمیان موجود ہیں وہ جزو قرآن نہیں ہیں۔ اس طرح کی تحریف مسلمانوں کے اجماع کے مطابق باطل ہے۔

۵. تحریف اس معنی میں کہ یہ قرآن جو آج ہمارے درمیان ہے وہ آسمان سے نازل ہونے والے قرآن کا مکمل حصہ نہیں ہے۔ اس طرح کی تحریف میں اختلاف ہے۔ بعض اس کی نفی کرتے ہیں اور بعض اسے ثابت کرتے ہیں لیکن مسلمانوں میں یہ مشہور ہے کہ اس طرح کی تحریف نہیں ہوئی ہے یعنی آج جو قرآن ہمارے درمیان ہے وہ وہی قرآن ہے جو پیغمبر اکرمؐ پر نازل ہوا تھا۔

اگلے حصہ میں ہم تفصیل سے دیکھیں گے کہ بہت سے شیعہ علماء نے عدم تحریف قرآن کے موضوع پر تاکید کی ہے جیسے کہ ابن بابویہ قمی (شیخ صدوق) جنہوں نے عدم تحریف قرآن کو امامیہ کے اعتقادات میں سے مانا ہے۔ شیخ طوسی نے اپنی تفسیر التبیان میں اس کا ذکر کیا ہے اور ان کے استاد سید مرتضی سے بھی یہی بات نقل ہوئی ہے۔ طبرسی نے بھی اپنی کتاب مجمع البیان کے مقدمہ میں اسی بات کا ذکر کیا ہے اور کاشف الغطاء کا بھی یہی نظریہ ہے[1]۔

۱۔ موسوی خوئی، ابوالقاسم، البیان فی تفسیر القرآن، ص ۱۲۶

تحریف قرآن کے سلسلہ میں شیعہ علماء کا نظریہ

شیخ صدوق (متوفی ۳۸۱ھ) تحریر کرتے ہیں:

"ہمارا یہ ماننا ہے کہ پیغمبر اکرمؐ پر نازل ہونے والا قرآن وہی ہے جو آج ہمارے درمیان موجود ہے اور جو بھی اس میں اضافہ ہونے کے عقیدہ کو ہماری طرف نسبت دیتا ہے وہ جھوٹا ہے"[۱]۔

شیخ مفید (متوفی ۴۱۳ھ) سے تحریف قرآن کے سلسلہ میں سوال کیا گیا کہ آپ کیسے کہتے ہیں کہ قرآن میں کمی یا بیشی نہیں ہوئی ہے اور کوئی تحریف واقع نہیں ہوئی ہے جب کہ آپ ائمہ سے نقل کرتے ہیں کہ لوگ کنتم خیر امۃ کی جگہ کنتم خیر ائمۃ اخرجت للناس پڑھتے تھے۔ نیز جعلناکم امۃ وسطا کی جگہ جعلناکم ائمۃ وسطا اور یسالونک عن الانفال کی جگہ یسالونک الانفال پڑھتے تھے وغیرہ۔ اس طرح کی قرائت اس قرآن کے خلاف ہے جو لوگوں کے درمیان ہے۔

شیخ مفید نے اس کے جواب میں فرمایا کہ یہ خبر جو ائمہ سے نقل ہوئی ہے وہ خبر آحاد ہے اور اس کی صحت پر قطعی طور پر یقین نہیں کیا جاسکتا ہے اور اسی وجہ سے ہم یہاں پر رک جاتے ہیں اور ہم کو بتایا گیا ہے کہ لوگوں میں جو قرآن ہے اسی کی پیروی کریں اور ہم اس بات سے تخطی نہیں کرتے ہیں اور خود معصومین علیہم السلام کا حکم ہے کہ:

ما خالف الکتاب فاضربوہ علی الجدار۔ ہر روایت جو قرآن کے خلاف ہے اسے دیوار پر ماردو یعنی اس پر عمل نہ کرو۔

نیز دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ ہر روایت جو قرآن و عقل کے خلاف ہے اسے ہم پر چھوڑ دو۔ البتہ اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ بعض آیتوں کو دو طرح سے پڑھ سکتے ہیں جن میں سے ایک قرآنی نقطہ نظر سے ہے اور دوسری قرائت روایت میں منقول ہے جیسا کہ ہمارے مخالف کہتے ہیں قرآن مجید مختلف وجوہ پر نازل ہوا ہے[۲]۔

۱۔ صدوق، محمد بن علی، الاعتقادات، ص ۸۳

۲۔ مفید، محمد بن محمد، مصنفات الشیخ مفید (ج ۱) ص ۱۴۱

شیخ مفید رد تحریف کے سلسلہ میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں:

"امامیہ کا ایک گروہ کہتا ہے کہ قرآن کریم سے کوئی بھی لفظ یا آیت حذف نہیں ہوئی ہے لیکن حضرت علیؑ سے منسوب قرآن میں وہ باتیں تھیں جن کا تعلق تفسیر سے تھا نہ کہ اصل قرآن سے اور جن کو حذف کر دیا گیا ہے اور یہی بات میری نظر میں زیادہ درست ہے"[۱]۔

سید مرتضی (متوفی: ۴۳۶ھ)، طبرسی سے اس طرح روایت کرتے ہیں:

"قرآن کریم پیغمبر اکرمؐ کا معجزہ اور علوم شرعی و دینی کا ماخذ ہے۔ اس کا تمام حصہ پیغمبرؐ کے دور میں حفظ کیا گیا اور عبداللہ بن مسعود اور ابی ابن کعب جیسے صحابیوں نے قرآن کو کئی بار شروع سے آخر تک پیغمبر اکرمؐ کے حضور میں تلاوت کیا ہے۔ ان تمام باتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ قرآن کریم دور پیغمبر اکرمؐ میں جمع کیا گیا اور اس میں کسی طرح کی کمی یا پراکندگی نہیں پائی جاتی ہے"[۲]۔

شیخ طوسی (متوفی ۴۶۰ھ) بھی دوسرے علماء کی طرح عدم تحریف قرآن کے قائل ہیں۔ آپ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:

"قرآن میں کمی یا بیشی کے بارے میں گفتگو مناسب نہیں ہے۔ قرآن میں اضافہ کے بارے میں مسلمانوں کا اجماع یہ ہے کہ یہ باطل ہے اور عدم تحریف ہمارے نزدیک زیادہ صحیح ہے اور سید مرتضی نے بھی اس قول کو قبول کیا ہے اور اس کی تائید کی ہے اور روایتوں کے ظاہر سے بھی یہی معنی حاصل ہوتا ہے۔ البتہ عامہ سے متعدد روایتوں میں نقل ہوا ہے کہ قرآن میں کمی واقع ہوئی ہے یا ایک آیت قرآن کے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوگئی ہے لیکن اس طرح کی روایات کا روایات واحد میں شمار ہوتا ہے اور ان پر عمل نہیں کیا جاسکتا اور بہتر یہی ہے کہ اس طرح کی روایتوں کی طرف اعتناء نہ کیا جائے"[۳]۔

۱۔ مصنفات الشیخ مفید (ج۱) ص۸۱

۲۔ طبرسی، فضل بن حسن، مجمع البیان فی تفسیر القرآن (ج۱) ص۳۴۸

۳۔ طوسی، محمد بن حسن، التبیان فی تفسیر القرآن (ج۱) ص۳

طبرسی (متوفی ۵۴۸ھ) رد تحریف کے سلسلہ میں رقم طراز ہیں:

"مسلمانوں نے قرآن کی حفاظت کے لئے بہت اہتمام کیا ہےاور علمائے اسلام نے اس سلسلہ میں بہت کوشش کی ہے، یہاں تک کہ اگر آیات و حروف کی قرائت و اعراب میں اختلاف پیش آتا تو ان تمام اختلافات پر نظر رکھتے تھے۔ حفظ قرآن کے سلسلہ میں مسلمانوں کے اہتمام کے مد نظر، یہ کیسے ممکن ہے کہ قرآن میں اضافہ ہو یا کچھ کمی واقع ہو جائے۔

سیبویہ اور مزنی کی کتابوں پر نظر ڈالئے۔ادبیات عرب میں ماہر افراد اس کتاب کے سارے جوانب سے آگاہ ہیں۔ یہاں تک کہ اگر علم نحو میں کوئی باب ان کی کتاب میں اضافہ کر دیا جائے تو اہل فن فورا سمجھ جائیں گے کہ یہ اس کتاب سے متعلق نہیں ہے لہذا اگر سیبویہ اور مزنی کی معمولی کتابوں کا یہ حال ہے تو قرآن کریم جیسی آسمانی کتاب کے سلسلہ میں مسلمانوں کی دقت نظر کا کیا حال رہا ہوگا تو کیسے ممکن ہے کہ اس میں کچھ اضافہ کیا جائے یا اس سے کم کیا جائے"[1]۔

علامہ حلی (متوفی: ۷۲۶ھ) عدم تحریف قرآن کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:

"حق یہ ہے کہ قرآن مجید میں تاخیر و تقدیم اور تبدیلی نہیں ہوئی ہے اور نہ ہی قرآن میں کچھ اضافہ ہوا ہے یا کوئی کمی ہوئی ہے۔میں اس طرح کے عقیدہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں کیونکہ اس کا لازمہ یہ ہے کہ پیغمبر اکرمؐ کے معجزہ میں جو بالتواتر نقل ہوا ہے، تحریف ہوئی ہے اور یہ بات صحیح نہیں ہے اور پیغمبر اکرمؐ کے معجزہ میں کسی طرح کی تحریف نہیں ہوئی ہے"[2]۔

۱۔ مجمع البیان فی تفسیر القرآن (ج۱) ص ۱۵

۲۔ حلی، یوسف بن مطہر، اجوبۃ المسائل المُھَنّائیۃ، ص ۱۲۱

محقق کرکی (متوفی ۹۴۰ھ) اپنے ایک رسالہ میں جو خاص اس موضوع پر تحریر کیا ہے عدم تحریف قرآن کے بارے میں فرماتے ہیں:

"وہ روایتیں جو قرآن میں کسی طرح کی کمی کی طرف اشارہ کرتی ہیں انہیں توجیہ کرنے کی ضرورت ہے یا انہیں کنارے لگادینا چاہئے کیونکہ اگر کوئی روایت کتاب، سنت اور اجماع کے خلاف ہو اور اسے کسی دوسری وجہ پر حمل نہ کیا جاسکے تو ایسی روایت کو ہٹادینا چاہئے"[۱]۔

قاضی نور اللہ تستری (متوفی ۱۰۱۹ھ) تحریف قرآن کے بطلان کے بارے میں اس طرح تحریر کرتے ہیں:

"تحریف قرآن کے سلسلہ میں جو باتیں امامیہ سے منسوب کی گئی ہیں یہ امامیہ کا مشہور قول نہیں ہے بلکہ ایک مختصر گروہ کا قول ہے اور شیعہ ان کے قول کی طرف کوئی دھیان نہیں دیتے"[۲]۔

حر عاملی (متوفی ۱۱۰۴ھ) اس بارے میں اس طرح تحریر کرتے ہیں:

"اخبار میں تتبع اور تاریخ میں جستجو کے بعد یقین حاصل ہوجاتا ہے کہ قرآن کریم تواتر کے آخری حد پر ہے اور صحابہ میں ہزاروں لوگ حافظ قرآن تھے اور اس کی تلاوت کرتے تھے اور یہ مقدس کتاب پیغمبر اکرمؐ کے دور میں ہی جمع آوری ہوچکی تھی"[۳]۔

۱- حسینی میلانی، سید علی، التحقیق فی نفی التحریف، ص ۶

۲- بلاغی، محمد جواد، آلاء الرحمٰن فی تفسیر القرآن، ص ۲۵-۲۶

۳- التحقیق فی نفی التحریف، ص ۱۳-۱۸

عدم تحریف قرآن کے بارے میں شیعہ علماء کا استدلال

عدم تحریف قرآن کے سلسلہ میں شیعہ علماء کے دلائل پر غور و فکر کرنے کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دلائل مندرجہ ذیل چار عناوین پر منحصر ہیں: قرآنی دلائل، روائی دلائل، تاریخی دلائل اور عقلی دلائل۔

۱. قرآنی دلائل:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۔ ترجمہ: ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں[۱]۔

اس آیت میں صراحت کے ساتھ یہ اعلان ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو نازل کیا ہے اور وہی اسے ہمیشہ تحریف سے محفوظ رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ قرآن مجید کو تحریف کرنے والوں اور دشمنوں کی سازشوں سے محفوظ رکھے گا اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ ضرور پورا ہوگا اور اس کے وعدہ میں کسی طرح کا کوئی خلاف نہیں ہے۔

يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نُورَ اللهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللهُ إِلَّا أَن يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ۔

ترجمہ: یہ لوگ چاہتے ہیں کہ نور خدا کو اپنے منہ سے پھونک مار کر بجھا دیں حالانکہ خدا اس کے علاوہ کچھ ماننے کے لئے تیار نہیں ہے کہ وہ اپنے نور کو تمام کر دے چاہے کافروں کو یہ کتنا ہی برا کیوں نہ لگے[۲]۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کسی بھی طرح کی تحریف سے منزہ اور پاک ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں قرآن کریم کو نور بتلایا ہے:

۱- سورہ حجر، آیت ۹

۲- سورہ توبہ، آیت ۳۲

قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ۔

ترجمہ: تمہارے پاس خدا کی طرف سے نور اور روشن کتاب آچکی ہے[۱]۔

ان دونوں آیتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم نور ہے اور کافروں اور معاندین کی تمام تر سازشوں کے باوجود اللہ تعالیٰ اپنے نور کی حفاظت کرے گا۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ کفار و معاندین قرآن میں تحریف کے لئے اس میں کمی یا بیشی کرنا چاہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اعلان کر دیا کہ قرآن کو دشمنوں کی سازشوں سے محفوظ رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو سورج سے تشبیہ نہیں دی ہے کیونکہ سورج کی روشنی بھی ایک دن ختم ہو جائے گی بلکہ یہ فرمایا ہے کہ قرآن کی روشنی کبھی ختم نہ ہو گی یعنی قرآن ہمیشہ محفوظ رہے گا۔ یہ آیت ان آیتوں میں سے ہے جس سے عدم تحریف قرآن پر استدلال کیا جاتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاءَهُمْ وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ ﴿٤١﴾ لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ۔

ترجمہ: بیشک جن لوگوں نے قرآن کے آنے کے بعد اس کا انکار کر دیا ان کا انجام برا ہے اور یہ ایک عالی مرتبہ کتاب ہے۔ جس کے قریب سامنے یا پیچھے کسی طرف سے باطل آ بھی نہیں سکتا ہے کہ یہ خدائے حکیم و حمید کی نازل کی ہوئی کتاب ہے[۲]۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کا یہ دعویٰ ہے کہ قرآن کریم میں کسی طرح کے باطل کا گذر نہیں ہے اور تحریف بھی باطل کی ایک قسم ہے لہٰذا اس آیت کے مطابق قرآن میں کسی طرح کی تحریف نہیں ہو سکتی ہے۔

۱۔ سورہ مائدہ، آیت ۱۵

۲۔ سورہ فصلت، آیت ۴۱-۴۲

۲- روائی دلائل

۱. **تواتر قرآن:** عدم تحریف قرآن کے سلسلہ میں شیعہ علماء نے روائی دلائل کا بھی سہارا لیا ہے جیسے کہ تواتر قرآن پر دلالت کرنے والے تاریخی شواہد۔ شیعہ نقطہ نظر سے قرآن کا متواتر ہونا ضروری ہے یعنی حرف، لفظ، حرکات و سکنات میں قرآن کو متواتر ہونا چاہئے۔ متواتر ہونے سے مراد یہ ہے کہ جمہور مسلمانوں نے سینہ بہ سینہ اسے نقل کیا ہو اور اس سلسلہ میں خبر واحد معتبر نہیں ہے کیونکہ خبر واحد صرف فرعی مسائل میں قابل قبول ہے اور آیتوں کے سلسلہ میں قابل قبول نہیں ہے[۱]۔

۲. **حدیث کو قرآن پر عرضہ کرنے والی روایت:** ائمہ معصومین علیہم السلام سے منقول روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ روایات کی صحت کے لئے اسے قرآن کے سامنے پیش کرنا چاہئے۔ اگر قرآن کے موافق ہے تو اسے قبول کیا جائے اور اگر قرآن کے خلاف ہے تو اسے رد کر دیا جائے۔
اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر قرآن میں تحریف ممکن ہوتی تو کبھی بھی حدیث کے پرکھنے کا محور قرار نہ پاتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ائمہ اطہار علیہم السلام قرآن مجید کو غیر قابل تحریف مانتے تھے اور حدیثوں کو اسی کی بنیاد پر پرکھتے تھے۔ مثال کے طور اگر پیغمبر اکرمؐ سے منقول کوئی حدیث قرآن کے موافق ہوتی تو اسے معتبر مانتے تھے ورنہ اس حدیث کا کوئی اعتبار نہ ہوتا تھا۔

۳. **حدیث ثقلین:** شیعہ اور شیعہ علماء کا یہ ماننا ہے کہ حدیث ثقلین، عدم تحریف قرآن پر ایک اور دلیل ہے۔ یہ حدیث شیعہ سنی دونوں فرقوں میں متواتر ہے جس میں پیغمبر اکرمؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں تمہارے درمیان دو گراں بہا امانت چھوڑ رہا ہوں۔ جب تک تم ان دونوں سے متمسک رہو گے گمراہ نہ ہو گے کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے ملیں گے۔

۱- حلی، یوسف بن مطہر، اجوبۃ المسائل المتہانیہ، ص ۴۵

۳-تاریخی دلائل

۱. **حافظانِ قرآن کی تربیت**: شیعہ علماء کا یہ ماننا ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے کچھ مورد اعتماد صحابیوں کو حفظ و قرائت قرآن کریم کی ذمہ داری سونپی اور دوسروں کو بھی ان کے بارے میں بتایا۔ان کا فرض یہ تھا کہ وہ لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیں۔یہ قاریان قرآن امین لوگ تھے اور قرآن کو جس طرح پیغمبر اکرمؐ سے سنا تھا بالکل اسی طرح لوگوں کو تعلیم دیتے تھے۔ یہ خود اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن کریم دور پیغمبر اکرمؐ سے ہی کسی طرح کی تحریف سے مبرا ہے۔

۲. **کتابت قرآن کریم**: تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے روز نخست سے مسلمانوں کو قرآن کریم کی حفاظت کے بارے میں تاکید کی اسی وجہ سے قرآن کے بہت سے نسخے تیار کئے گئے اور گھروں اور صندوق خانوں میں انہیں محفوظ کیا گیا۔

دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ شیعوں کے نظریہ کے مطابق پیغمبر اکرمؐ نے نہ صرف کچھ لوگوں کو حفظ قرآن پر مامور کیا بلکہ قرآن کے نسخے تیار کرواکر مسلمانوں میں تقسیم کیا اور مسلمان بھی ہمیشہ اس کی حفاظت کی کوشش کرتے رہے اور کسی کو بھی اس میں تحریف کی اجازت نہیں دیتے تھے اور اگر کوئی ایسا کرنے کی کوشش کرتا تو معاشرہ سے نکال دیا جاتا تھا۔

علمائے اسلام بھی قرآن کی مختلف جزئیات جیسے الفاظ و حروف کی تعداد اور حرکات و قرائات سے آگاہ تھے۔ان سارے حفاظتی اقدامات کے بعد یہ کیسے ممکن تھا کہ کچھ لوگ قرآن میں تحریف کی جرأت کریں اور کسی کو اس بات کی خبر بھی نہ ہو لہٰذا تحریف اس معنی میں کہ قرآن میں کچھ اضافہ کیا گیا ہے یا کچھ حذف کر دیا گیا ہے، یہ غیر ممکن ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ دشمنان اسلام اس الزام کے ذریعہ اس آسمانی کتاب اور مسلمانوں کو کمزور کرنا چاہتے تھے۔ تاریخی متون کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آج جو قرآن ہمارے درمیان ہے، یہی نسخہ بعینہٖ پیغمبر اکرمؐ کے دور میں جمع آوری اور تدوین ہو چکا تھا اور اس دور میں بھی لوگ قرآن کو حفظ کرتے تھے اور کبھی کبھی حضرتؐ قرآن کے حفظ کو بعض لوگوں پر واجب قرار دیتے تھے اور وہ لوگ بھی قرآن کو حفظ کر کے پیغمبر اکرمؐ کے حضور میں تلاوت کرتے تھے۔ان ساری باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کسی بھی طرح کی تحریف سے محفوظ ہے۔

۴۔ عقلی دلائل

۱. **قاعدہ لطف:** قرآن کریم کی عدم تحریف کی ایک دوسری دلیل قاعدہ لطف ہے۔ علم کلام میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ پیغمبروں کی بعثت اور آسمانی کتابوں کا نزول ایک لطف ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے حق میں جاری ہوتا ہے تاکہ انسانوں کو ہدایت مل سکے کیونکہ پیغمبروں اور آسمانی کتابوں کے بغیر انسان سعادت و کامیابی حاصل نہیں کرسکتا ہے لہٰذا یہ ضروری ہے کہ نازل ہونے والی کتاب کسی بھی طرح کی تحریف اور رد و بدل سے محفوظ ہو کیونکہ مثال کے طور پر اگر قرآن کریم میں تحریف کی گنجائش ہوگی تو اس سے متمسک نہیں ہوا جاسکتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے قاعدہ لطف کے مطابق قرآن ناقابل تحریف ہے۔

۲. **اتمام حجت کی ضرورت:** اللہ تعالیٰ نے قرآن کو لوگوں کے درمیان اپنی حجت بتایا ہے اور وہ خود اپنی حجت کو تحریف سے محفوظ رکھے گا۔

۳. **قرآنی اعجاز:** قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت اس بلندی پر ہے کہ آج تک کوئی فرد بشر اس کی طرح کوئی کلام پیش نہیں کرسکا اور اسی وجہ سے جس دور میں قرآن نازل ہوا اس دور کے ادباء اور شعراء نے قرآن کی فصاحت و بلاغت کے سامنے سر خم کیا اور اسے معجزہ تسلیم کرلیا۔ دوسرے لفظوں میں کہا جائے کہ قرآن کریم کی اعجاز بیانی اس درجہ پر ہے کہ اس میں کسی طرح کا اضافہ کرنا ناممکن ہے۔

تجزیہ و تحلیل: تحریف قرآن کے سلسلہ میں شیعہ علماء کے نظریات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تحریف قرآن کے لئے کچھ سست اور غیر معتبر حدیثوں سے استناد کیا گیا اور بیشتر شیعہ اور سنی علماء نے ان حدیثوں کو غیر معتبر قرار دیا ہے اور ان حدیثوں کے راوی بھی ضعیف اور زیادہ تر اہل سنت سے ہیں۔ شیعوں کے ایک مختصر گروہ جیسے بعض اخباری لوگوں نے آیہ ولایت کے قرآن سے حذف ہونے کا خیال ظاہر کیا جس کو بزرگ شیعہ علماء نے شدت سے رد کیا ہے[1]۔

---

۱ ۔آلاء الرحمٰن فی تفسیر القرآن (ج۱) ص ۲۶

بہ طور خلاصہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ شیعہ علماء اور محققین شروع سے ہی تحریف قرآن کے منکر تھے اور اس عقیدہ کو باطل اور غلط سمجھتے تھے اور محدثین بھی حضرت امام جعفر صادقؑ کے زمانہ سے لیکر شیخ حر عاملی کے دور تک تحریف قرآن کے منکر تھے صرف کچھ اخباری حضرات جو ظواہر آیات و روایات پر حد سے زیادہ توجہ کرتے تھے، تحریف قرآن کے قائل ہوئے اور یہ تحریف قرآن کا الزام انہیں مختصر لوگوں کے غلط عقیدے کی وجہ سے پیدا ہوا۔

محمد جواد بلاغی تفسیر آلاء الرحمٰن کے مقدمہ میں تحریف قرآن پر دلالت کرنے والی ضعیف روایات کی رد میں تحریر کرتے ہیں:

> "تحریف قرآن کے سلسلہ میں منقول روایات کے صحیح ہونے کا کوئی احتمال نہیں ہے کیونکہ ان کی سند میں ایسے ضعیف افراد ہیں جو فاسد المذہب اور جھوٹے ہیں اور اس صفت میں مشہور ہیں اور مفہوم کے لحاظ سے بھی ان میں اختلاف ہے۔ان روایتوں کے بعض راوی ائمہ کے دشمن تھے"[1]۔

در حقیقت تحریف قرآن کے عقیدہ کی منشأ کچھ ضعیف روایات ہیں جو شیعہ سنی کتب میں موجود ہیں اور ان کے ظاہر سے تحریف قرآن سمجھ میں آتا ہے لیکن شیعہ سنی دونوں گروہ نے اس طرح کی حدیثوں کی سستی اور ضعف اور بے اعتباری کو بیان کیا ہے اور ان ضعیف روایات کے برے نتائج کو گوش گزار کیا ہے۔ اصولی اور کلامی کتابوں میں بھی اس طرح کی نامعتبر روایات کو سست اور باطل بتایا گیا ہے۔

اور یہ بھی دور از قیاس نہیں ہے کہ اس طرح کی روایتوں کو دشمنان دین نے جعل کی ہو اور لوگوں میں نشر کی ہو تا کہ اس طرح دین کو کمزور ثابت کر سکیں۔اہل سنت میں حشویہ جو کہ سلفیہ کے نظری مرجع ہیں اور شیعوں میں اخباریوں نے اپنی پوری طاقت و ہمت کو اس طرح کی حدیثوں کو جمع کرنے پر لگادیا تا کہ ان کی تعداد میں اضافہ ہو لیکن انہوں نے ان حدیثوں کی صحت کی طرف کوئی توجہ نہیں کی اور اس طرح صحیح اور غیر صحیح روایات کا ایک مجموعہ جمع ہو گیا۔اس طرح کے کاموں کو محقق شیعہ علماء

---

۱ - آلاء الرحمٰن فی تفسیر القرآن (ج۱) ص ۲۶

اور منصف سنی علماء کی طرف منسوب نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس مختصر گروہ کا غلط کام شیعہ سنی علماء کی اکثریت کی نظر میں مردود ہے اور اس کی رد میں بہت سی کتابیں بھی تحریر کی گئی ہیں[۱]۔

اور آخر کلام میں اس بات کی طرف توجہ رہے کہ عدم تحریف قرآن کے بارے میں شیعہ علماء کی دلیلیں علم کلام اور الٰہیات کے اصولوں پر مبنی ہیں اور ان کی جامعیت اور اتقان پر کوئی شک نہیں ہے۔ یہ ادلہ تاریخی، عقلانی، قرآنی اور روائی بنیادوں پر استوار ہیں اور آیات و روایات کے متن اور تاریخی شواہد سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اس آسمانی کتاب میں کسی بھی طرح کی تحریف واقع نہیں ہوئی ہے۔

نتیجہ

کچھ علمائے عامہ خاص کر ابن تیمیہ نے شیعہ علماء پر تحریف قرآن کے عقیدہ کا الزام عائد کیا ہے جب کہ شیعہ علماء اور محققین ابتداء سے ہی تحریف قرآن کے منکر تھے اور اسے غلط ثابت کیا ہے۔ شیعہ علماء ادلہ اربعہ (قرآنی، روائی، تاریخی اور عقلی) کی بنیاد پر یہ مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو اپنے بندوں پر حجت قرار دیا ہے اور وہ خود اپنی حجت کو ہر طرح کی تحریف سے محفوظ رکھے گا کیونکہ اس نے قرآن کو نازل کیا ہے اور اگر اس میں تحریف ہوگی تو یہ نزول قرآن کی غرض و غایت کے خلاف ہوگا۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ وحی کو بنا کسی تحریف کے اپنے امین فرشتہ جبریل کے ذریعہ پیغمبر اکرمؐ پر نازل کر سکتا ہے بالکل اسی طرح وہ اس کتاب کو ہر دور میں تحریف سے محفوظ رکھنے پر قادر ہے۔

۱۔ ہیثمی، احمد بن محمد، الصواعق المحرقۃ علی اہل الرفض والضلال والزندقۃ (ج۱) ص ۱۰۹

منابع و مآخذ

- قرآن کریم
- ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم، **منہاج السنۃ النبویہ فی نقض کلام الشیعہ القدریہ**، تحقیق، محمد رشاد سالم، جامعہ امام محمد بن سعود الاسلامیہ، ۱۴۰۶ق
- ابن حزم، ابو محمد علی بن احمد، **الفصل فی الملل والاہواء والنحل**، منشورات دار الافاق الجدیدۃ، بیروت
- ابن طاؤس، علی بن موسی، **سعد السعود**، المطبعۃ الحیدریہ، نجف، ۱۳۶۹ق
- ابن منظور، محمد بن مکرم، **لسان العرب**، دار صادر، بیروت، ۱۴۱۴ق
- بلاغی، محمد جواد، **آلاء الرحمٰن فی تفسیر القرآن**، دار احیاء التراث العربی، بیروت
- حسینی میلانی، سید علی، **التحقیق فی نفی التحریف**، دار القرآن الکریم، قم، ۱۴۱۰ق
- حلی، یوسف بن مطہر **اجوبۃ المسائل المہنائیۃ**
- خرمشاہی، بہاؤالدین، **دانش نامہ قرآن وقرآن پژوہی**، ناہید، تہران، ۱۳۷۷ش
- صدوق، محمد بن علی، **الاعتقادات**، تحقیق، عصام عبد السید
- طبرسی، فضل بن حسن، **مجمع البیان فی تفسیر القرآن**، دار العلوم، بیروت
- طوسی، محمد بن حسن، **التبیان فی تفسیر القرآن**، تحقیق احمد بن حبیب قصیر العاملی، مکتب الاعلام الاسلامی، قم، ۱۴۰۹ق
- فیومی، احمد بن محمد، **المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر**، المکتبۃ العلمیہ، بیروت
- مفید، محمد بن محمد، **مصنفات الشیخ مفید**، المؤتمر العالمی لالفیہ الشیخ المفید، قم، ۱۴۱۳ق
- مفید، محمد بن محمد، **اوائل المقالات**، دار المفید، بیروت، ۱۴۱۴ق
- موسوی خوئی، ابو القاسم، **البیان فی تفسیر القرآن**، دار الزہر للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت، ۱۳۹۵ق
- ہیثمی، احمد بن محمد، **الصواعق المحرقۃ علی اہل الرفض والضلال والزندقہ**، تحقیق، عبدالرحمٰن بن عبداللہ ترکی، مؤسسہ الرسالہ، بیروت، ۱۴۱۷ق

تحریف قرآن: تجزیہ و تحلیل

مولانا ناظم علی خیرآبادی

قرآن کریم محکم ترین معارف وعلوم، عادلانہ ترین قوانین حقوقی و جزائی، بہترین نظام فردی و اجتماعی، حکیمانہ ترین مناسک عبادی، وقیع ترین دستور و مواعظ اخلاقی، متقن ترین نکات تاریخی اور کارآمد ترین شیوہ تربیتی کا ناقابل انکار ایسا مجموعہ ہے جو حیات کے جملہ شعبوں میں انسانوں کی قیادت کر سکتا ہے۔

جس قدر بھی علوم بشری راہ ترقی و تکامل پر گامزن ہوں گے معارف قرآنی کے اسرار و حقانیت جلوہ گر ہوتے جائیں گے۔آیات قرآنی اتنی لذت بخش اور وقت تلاوت اعجاب انگیز ہیں کہ ہر انصاف پسند انسان کو اپنی طرف جذب کرتی ہیں۔ کافر، مشرک اور عناد پرست افراد اپنے جوانوں کو قرآن سننے سے روکتے تھے یا قرآن کی تلاوت کے وقت شور مچاتے تھے تاکہ قرآن کی آواز کسی تک نہ پہونچے:

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ ۔

ترجمہ: اور کفّار آپس میں کہتے ہیں کہ اس قرآن کو ہرگز مت سنو اور اس کی تلاوت کے وقت ہنگامہ کرو شاید اسی طرح ان پر غالب آجاؤ[۱]۔

۱۔ سورہ فصلت، آیت ۲۶

عرب کا حکیم و ادیب ولید بن مغیرہ جو ریحانۃ الادب اور گل سر سبد بوستان عرب کے نام سے جانا جاتا تھا، اس نے زبان رسالت مآب سے چند آیتیں سننے کے بعد فیصلہ کر دیا کہ میں نے محمدؐ سے ایسی بات سنی ہے جو نہ انسان کی گفتگو کے مشابہ ہے نہ جنوں کی۔ ان کی بات میں مٹھاس اور خالص زیبائی پائی جاتی ہے۔ وہ ثمر بار اور بابرکت ہے اس سے بلند کوئی بات نہیں ہے، وہ قابل رقابت بھی نہیں ہو سکتی ہے[1]۔

عرب کے دوسرے بزرگ ادیبوں جیسے عقبہ بن ربیعہ اور طفیل بن عمرو نے قرآن کی اعجازی شأن کا اعتراف کرتے ہوئے اس کا مقابلہ کرنے میں اپنی عاجزی کا اظہار کیا ہے۔

قرآن کریم کتاب ہدایت ہے:

ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ۔ ترجمہ: یہ وہ کتاب ہے جس میں کسی طرح کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ یہ صاحبانِ تقویٰ اور پرہیزگار لوگوں کے لئے مجسم ہدایت ہے[2]۔

❖

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ۔ ترجمہ: بیشک یہ قرآن اس راستہ کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے[3]۔

❖

قرآن رحمت و شفا ہے:

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ۔ ترجمہ: اور ہم قرآن میں وہ سب کچھ نازل کر رہے ہیں جو صاحبان ایمان کے لئے شفا اور رحمت ہے[4]۔

خداوند عالم نے اپنے لطف و کرم سے قرآن کریم کو اس خزانہ علم و عمل کی صورت میں انسان کو عطا کیا ہے جس کا جوہر و گوہر ختم نہیں ہوتا اور جس کی روش کبھی ماند نہیں پڑتی، انسان کے دین،

۱- طبرسی، مجمع البیان (ج۱) ص ۳۸۷
۲- سورہ بقرہ، آیت ۲
۳- سورہ اسراء، آیت ۹
۴- سورہ اسرا، آیت ۸۲

تہذیب و ثقافت اور تمدن کی وسعت میں کوئی آسمانی کتاب قرآن کے مانند اہمیت و صلابت ، عصمت و اتقان، تاریخی اعتبار اور حقانیت نہیں رکھتی۔ اس کتاب کو خداوند عالم نے نازل کیا ہے انسانی ہدایت کیلئے اور وہ خود ہی اس کا محافظ ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۔ترجمہ: ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں[۱]۔

اس آیہ مبارکہ میں خدا نے انّ، نحن، لام تاکید اور جملہ اسمیہ لاکر نزول قرآن اور اس کے تحفظ کی مکمل ذمہ داری اپنی طرف نسبت دی ہے۔

دوسری آیت میں ارشاد فرمایا ہے:

لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۖ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ- ترجمہ: جس کے قریب سامنے یا پیچھے کسی طرف سے باطل آبھی نہیں سکتا ہے کہ یہ خدائے حکیم و حمید کی نازل کی ہوئی کتاب ہے[۲]۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قرآن میں باطل کا کوئی گزر نہیں ہے۔ اس کا ہمہ جہت تحفظ کرنے والا خداوند عالم، پیغمبر اکرمؐ اور سچے جانشین نبیؐ اہلبیت طاہرینؑ ہیں۔ اس قدر تحفظ کے وسیع دائرہ میں رہنے والا قرآن تحریف، تبدیلی اور تغیر سے پاک و پاکیزہ ہے، غالباً اسی تحفظ کے پیش نظر رسول اکرمؐ نے اپنے زمانہ رسالت میں ہی قرآن کو جمع کر دیا تھا اور اسے مرتب کر کے پیش کر دیا تھا۔

چنانچہ علامہ ہادی معرفت نے تحریر کیا ہے:

"موجودہ شکل میں قرآن کریم کی تالیف و جمع آوری ایک زمانہ میں نہیں ہوئی بلکہ گزرتے زمانہ کے ساتھ مختلف افراد اور گروہ کے ذریعہ انجام پائی ہے۔ ترتیب، نظم اور ہر سورہ کے عدد آیات پیغمبر اسلامؐ کی حیات کے زمانہ میں ان کے حکم سے انجام دی گئی ہے اور یہ توقیفی ہے، اسے تعبدی طور پر قبول کرنا چاہئے اور اسی ترتیب سے تلاوت کرنا چاہئے۔

۱- سورہ حجر، آیت ۹ ۲- سورہ فصلت، آیت ۴۲

ہر سورہ کا آغاز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے نزول سے ہوتا ہے۔ آیات ترتیب نزول کے اعتبار سے ثبت ہوئی ہیں یہاں تک کہ جب دوسرا بسم اللہ نازل ہوا تو دوسرے سورہ کا آغاز ہوا۔ یہ آیات کا نظم طبیعی ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ پیغمبر اکرمؐ جبریل امین کے اشارہ سے حکم دیتے تھے کہ نظم طبیعی کے بر خلاف آیت کو دوسرے سورہ میں رکھ دیا جائے جیسے آیہ: وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ۖ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ[۱]۔

جس کے بارے میں آیا ہے کہ آخری نازل شدہ آیتوں میں ہے۔ اس کیلئے پیغمبرؐ نے حکم دیا کہ اسے سورہ بقرہ میں ربا یا دَین والی آیت کے درمیان ثبت کریں۔ اسی بنا پر آیات اور سوروں کا ثبت چاہے نظم طبیعی کے لحاظ سے ہو یا نظم دستوری کے اعتبار سے توقیفی ہے۔ رسول اکرمؐ کے حکم سے ان کی نگرانی میں انجام پایا ہے اور اسی کی پیروی کرنا چاہئے[۲]۔

اگرچہ صاحبان نظر کے درمیان سوروں کی نظم و ترتیب کے بارے میں اختلاف نظر پایا جاتا ہے لیکن سید مرتضی علم الہدیٰؒ اور بہت سے محققین اور آیت اللہ خوئیؒ کے معاصرین کا نظریہ یہ ہے کہ موجودہ قرآن حیات مرسل اعظمؐ میں جمع ہو چکا تھا کیونکہ ایک گروہ قرآن کو زمانہ رسولؐ میں حفظ کر چکا تھا اور یہ بہت بعید امر ہے کہ اتنے اہم مسئلہ کو پیغمبرؐ اسلام ترک کر دیں تاکہ بعد میں نظم و ترتیب دی جائے۔

یہ نظریہ بالکل درست نہیں ہے کیونکہ حافظ قرآن کا ہونا دلیل نہیں ہے کہ سوروں کے درمیان ترتیب بھی ہو جائے اس لئے تمام قرآن کا تحفظ فعلی نہیں ہے البتہ یہ ضرور ہے کہ سوروں کی تکمیل اور دوسرے سورہ سے الگ ہونا تاکہ ایک سورہ دوسرے سورہ سے مشتبہ نہ ہو جائے زمانہ پیغمبر اسلامؐ میں ہوا ہے لیکن حیات پیغمبرؐ میں سورہ اور آیت کے نزول کا ہر لحظہ احتمال رہتا تھا تو نزول قرآن سے مایوسی کے بعد ہی نظم و ترتیب کے قابل ہوگا، اس بنا پر بیشتر مورخین کا نظریہ یہ ہے کہ سوروں کی جمع و ترتیب پیغمبر اکرمؐ کے وصال کے بعد پہلی بار امیر المؤمنین حضرت علیؑ کے ذریعہ انجام پائی۔

۱- سورہ بقرہ، آیت ۲۸۱

۲- معرفت، محمد ہادی، علوم القرآن، ص ۱۰۷

حضرت علیؑ پہلے شخص تھے جو پیغمبرؐ کے بعد قرآن جمع کرنے میں مشغول ہوئے۔ روایات کے اعتبار سے چھ مہینہ گھر میں رہے اور یہ کام انجام دیا۔ ابن ندیم کا بیان ہے کہ پہلا مصحف جو جمع کیا گیا وہ مصحف علیؑ تھا۔ یہ مصحف آل جعفرؒ کے پاس تھا۔ وہ مزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک مصحف ابو یعلی حمزہ حسنی کے پاس دیکھا جو خط علیؑ میں تھا۔ اس میں سے چند صفحات غائب تھے۔ فرزندان حسن بن علیؑ نے اسے میراث میں حاصل کیا تھا[1]۔

محمد بن سیرین، عکرمہ سے نقل کرتے ہیں کہ خلافت ابو بکر کے زمانہ میں حضرت علیؑ خانہ نشین ہو گئے اور قرآن کو جمع کیا۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے عکرمہ سے پوچھا کہ کیا اس کی نظم و ترتیب دوسرے مصاحف کی مانند تھی، کیا اس میں ترتیب نزول کی رعایت کی گئی تھی تو انہوں نے کہا کہ جن اور انسان جمع ہو جائیں اور حضرت علیؑ کے مثل قرآن جمع کریں تو وہ نہیں کر سکتے۔ ابن سیرین کہتے ہیں کہ میں نے اسے بہت تلاش کیا تا کہ وہ مصحف مل جائے لیکن ممکن نہیں ہو سکا[2]۔

ابن جزی کلبی کا بیان ہے کہ اگر مصحف علیؑ مل جاتا تو اس میں بہت زیادہ علوم پائے جاتے[3]۔

وہ مصحف جو حضرت علیؑ نے جمع کیا تھا اس کی کچھ مخصوص خصوصیات تھیں جو دوسرے مصاحف میں نہیں تھیں اور وہ یہ ہیں:

۱. آیات اور سوروں کو دقت نظر کے ساتھ نزول کے مطابق جمع کیا گیا تھا۔ اس میں مکی سورے مدنی سے پہلے تھی۔ آیتوں کی نزول کی تاریخی کیفیت اور مراحل واضح تھے۔ اس کے ذریعہ سے تشریع واحکام بالخصوص مسئلہ ناسخ و منسوخ کو بخوبی حاصل کیا جا سکتا تھا۔
۲. اس میں آیتوں کی قرائت پیغمبر اکرمؐ کی قرائتوں کے مطابق ثبت ہوئی تھی جو اصلی قرائت ہے اور اختلاف قرائت کی کوئی راہ نہیں تھی۔

۱۔ الفہرست، ص ۴۷-۴۸
۲۔ ابن سعد؛ محمد بن سعد بن منیع الزہری، طبقات ابن سعد (ج۲) ص ۱۰۱؛ استیعاب بر حاشیہ اصابہ (ج۲) ص ۲۵۳؛ سیوطی، جلال الدین، الاتقان فی علوم القرآن (ج۱) ص ۵۷
۳۔ ابن جزی کلبی، التسہیل لعلوم التنزیل (ج۱) ص ۴؛ معرفت، محمد ہادی، التمہید فی علوم القرآن (ج۱) ص ۲۸۸

۳. یہ مصحف تنزیل و تأویل پر مشتمل تھا یعنی حاشیہ میں موارد نزول آیات اور موجب نزول آیات اور سوروں کو بیان کیا گیا تھا، اس میں تأویلات بھی درج تھیں جو آیتوں کے سمجھنے میں موثر ہوتی ہیں۔ خود حضرت علیؑ نے فرمایا: لقد جئتم بالکتاب مشتملا علی التنزیل والتاویل[۱]۔

نیز امیر المومنین علیؑ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ کوئی آیت پیغمبرؐ پر نازل نہیں ہوئی مگر پیغمبرؐ نے مجھے اس کو سنایا اور لکھوایا۔ میں نے اسے اپنے خط میں لکھا۔ انہوں نے ہر آیت کی تفسیر و تأویل، ناسخ و منسوخ اور محکم و متشابہ ہونے کے بارے میں بتایا اور میرے لئے دعا فرمائی کہ خدا مجھے حفظ و فہم مرحمت فرمائے۔ اس روز سے اب تک میں کوئی آیت بھولا نہیں ہوں اور کوئی علم و معرفت جو انہوں نے مجھے عطا کی اور میں نے اسے لکھا فراموش نہیں کیا[۲]۔

اس مصحف کو حضرت علیؑ نے لوگوں کے سامنے پیش کیا لیکن لوگوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ بعد میں وہ قرآن دیکھنے میں نہیں آیا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جب وارث امیر المومنینؑ امام عصر عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف ظہور فرمائیں گے تو وہ قرآن بھی ظاہر ہوگا۔

سلیم بن قیس ہلالی (متوفی ۹۰ھ) صحابی خاص امیر المؤمنینؑ نے سلمان فارسیؓ سے نقل کرتے ہوئے روایت کی ہے: جب حضرت علیؑ نے اپنی جانب لوگوں کی بے مہری اور بے توجہی کا احساس کیا تو گھر میں بیٹھ رہے اور قرآن کو مکمل طور پر جمع کرنے سے پہلے گھر سے نہیں نکلے۔ جمع قرآن کی تکمیل کے بعد مسجد میں لے کر آئے۔ ابو بکر کے گرد لوگ جمع تھے۔ آپؑ نے فرمایا کہ میں نے یہ پورا قرآن جمع کیا ہے۔ اس میں کوئی آیت نہیں ہے مگر یہ کہ پیغمبرؐ نے مجھے سنایا اور اس کی تفسیر و تأویل بتائی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تم یہ کہو کہ میں اس سے غافل تھا۔ اس وقت ایک گروہ اٹھا اور قرآن دیکھنے کے بعد کہنے لگا کہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے جو ہمارے پاس ہے وہ کافی ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اس کے بعد اسے نہ دیکھ سکو گے۔ آپ گھر چلے آئے اور کسی نے اس کے بعد اس قرآن کو نہیں دیکھا[۳]۔

۱۔ بلاغی، محمد جواد، آلاء الرحمٰن فی تفسیر القرآن (ج ۱) ص ۲۵۷
۲۔ زرکشی، بدر الدین، البرہان فی علوم القرآن (ج ۱) ص ۱۶
۳۔ مظفر، محمد رضا، اسرار سقیفہ، ص ۸۲

تحریف:

لفظ تحریف متعدد معانی میں مشترک طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ بعض معانی کے بارے میں مسلمانوں کے درمیان اتفاق ہے کہ قرآن میں تحریف ہوئی ہے اور بعض وہ معانی ہیں جو باتفاق مسلمین قرآن میں واقع نہیں ہوئے ہیں اور بعض معانی کے بارے میں اختلاف ہے۔ سب سے پہلے ضروری ہے کہ لفظ تحریف کے لغوی اور اصطلاحی معنی واضح ہوں تا کہ اس امر کے سمجھنے میں آسانی ہو کہ قرآن میں اس معنی میں تحریف ہوئی ہے یا نہیں۔

تحریف کے لغوی معنی: تحریف کی اصل حرف ہے جس کے معنی کنارہ کے ہیں۔ چنانچہ سورہ حج میں ارشاد ہوتا ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَعْبُدُ اللهَ عَلَىٰ حَرْفٍ ۖ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ ۖ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انقَلَبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ۔

ترجمہ: اور لوگوں میں کوئی ایسا ہے جو کنارے پر رہ کر اللہ کی بندگی کرتا ہے، اگر فائدہ ہوا تو مطمئن ہو گیا اور جو کوئی مصیبت آگئی تو الٹا پھر گیا۔ اُس کی دنیا بھی گئی اور آخرت بھی، یہ ہے صریح خسارہ[۱]۔

زمخشری نے اپنی تفسیر میں اس آیت کے ذیل میں کہا ہے: ای علی طرف من الدین لا فی وسطہ و قلبہ۔ یعنی یہ لوگ دین کے ایک کنارے پر ہوتے ہیں قلب اور وسط دین میں نہیں رہتے[۲]۔

تحریف کے اصطلاحی معنی: اصطلاحی طور پر لفظ تحریف سات معنی میں استعمال ہوا ہے:

۱۔ کسی چیز کا اس کے مقام سے نقل کرنا اور دوسرے معنی کی طرف بدلنا۔ ارشاد ہوتا ہے: مِنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ[۳]۔ تحریف اس معنی کے لحاظ سے قرآن میں

۱- سورہ حج، آیت ۱۱

۲- زمخشری، جاراللہ محمود، الکشاف فی حقائق غوامض التنزیل و عیون الاقاویل فی وجوہ التاویل (ج ۲) ص ۱۴۲

۳- جو لوگ یہودی بن گئے ہیں اُن میں کچھ لوگ ہیں جو الفاظ کو اُن کے محل سے پھیر دیتے ہیں (سورہ نساء، آیت ۴۶)

واقع ہوئی ہے کیونکہ جس نے بھی اپنی رائے سے تفسیر کی ہے اس نے قرآن میں تحریف کی ہے۔اس قسم کی تحریف سے روکا گیا ہے۔

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا ہے:

من فسر القرآن برأیه فلیتبوأ مقعده من النار۔ترجمہ: جس نے اپنی رائے سے تفسیر کی اس کا ٹھکانا جہنم ہے[1]۔

۲۔کسی آیت یا سورہ کو قرآن میں ترتیب نزول کے خلاف ثبت کرنا۔ سوروں میں اس طرح کی تحریف جابجا ہوئی ہے لیکن آیتوں میں اس کا احتمال بہت کم ہے۔

۳۔حروف یا حرکات میں کمی یا زیادتی قرآن کی حفاظت کے ساتھ، اس معنی کے لحاظ سے بھی قرآن میں تحریف ہوئی ہے۔

۴۔ایک دو الفاظ کی کمی یا زیادتی قرآن کے تحفظ کے ساتھ، اس معنی کے اعتبار سے تحریف صدر اسلام اور زمانہ صحابہ میں قطعی طور پر ہوئی ہے۔

۵۔ تحریف زیادتی کے ساتھ کہ جو قرآن ہمارے پاس ہے ان میں سے بعض وہ کلام نہیں ہے جو نازل ہوا ہے۔اس معنی کے لحاظ سے تحریف نہیں ہوئی ہے اور اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔

۶۔ناقص ہونے کے اعتبار سے تحریف کہ جو قرآن ہمارے ہاتھ میں ہے اس کے بعض حصہ لوگوں نے ضائع کر دیا ہے، اس معنی کے لحاظ سے تحریف کے بارے میں اختلاف ہے[2]۔

تحریف کے بارے میں علمائے اسلام کا نظریہ:

علمائے اسلام کے درمیان مشہور ہے کہ قرآن میں تحریف نہیں ہوئی ہے۔ ہمارے پاس جو قرآن ہے وہ وہی ہے جو نبی کریمؐ پر نازل ہوا ہے۔اس کی صراحت اکثر علماء نے کی ہے جیسے کہ:

❖ رئیس المحدثین الصدوق محمد بن بابویہؒ۔انہوں نے عدم تحریف کو امامیہ کے عقائد میں شمار کیا ہے۔

۱۔ابن ابی جمہور، عوالی اللئالی (ج ۴) ص ۱۰۴

۲۔خوئی، ابوالقاسم، البیان فی تفسیر القرآن، ص ۲۰۰

- شیخ الطائفہ ابو جعفر محمد بن حسن طوسیؒ نے اپنی تفسیر تبیان میں اسی بات کو تحریر کیا ہے، انہوں نے علم الہدیٰ سید مرتضیٰؒ کا قول بھی نقل کیا ہے۔
- طبرسیؒ نے کتاب مجمع البیان کے مقدمہ میں اسی بات کو بیان کیا ہے
- شیخ الفقہاء شیخ جعفرؒ نے اپنی کتاب کشف الغطاء میں اسی بات کو بیان کیا ہے اور عدم تحریف قرآن پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔
- محدث شہیر مولی محسنؒ کاشانی نے اپنی دونوں کتابوں وافی اور علم الیقین میں اسے بیان کیا ہے۔
- شیخ محمد جواد بلاغیؒ نے مقدمہ تفسیر آلاء الرحمٰن میں بھی تحریر کیا ہے۔
- شیخ مفیدؒ، شیخ بہائیؒ، قاضی نور اللہ شوشتریؒ وغیرہ بلکہ بیشتر شیعہ علماء اور محققین کے نزدیک طے شدہ ہے کہ قرآن میں تحریف نہیں ہوئی ہے[1]۔

تحریف کے قول کے پیدا ہونے کا سبب:

سابق میں تحریف کے اقسام کے ذیل میں بیان کیا جا چکا ہے کہ کچھ لوگ تحریف کے قائل ہیں لیکن اکثر علماء و محققین کے نزدیک تحریف کا قول باطل ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تحریف کا قول کیوں پیدا ہوا؟ اس بارے میں محمد ہادی معرفت نے تحریر کیا ہے کہ کچھ روایات شیعہ و سنی کتابوں میں آئی ہیں جن کا ظاہر تحریف پر دلالت کرتا ہے۔ علمائے شیعہ و سنی نے ان روایات کی تحقیق کر کے بیان کیا ہے کہ یہ روایات یا تو سند کے لحاظ سے ضعیف ہیں یا صحیح حدیث کی طرف دلالت نہیں کرتی ہیں اور قابل تاؤیل ہیں۔ اصولی اور کلامی کتابوں میں بھی اس طرح کی روایات کو مکمل طور پر رد کیا گیا ہے۔

علامہ شیخ جواد بلاغیؒ نے مقدمہ تفسیر آلاء الرحمٰن میں تحریر کیا ہے:

> "تمام وہ روایات جو حاجی نوری نے اس سلسلہ میں بیان کی ہیں ان میں صداقت کا احتمال تک نہیں پایا جاتا۔ ان میں کچھ مفہوم کے لحاظ سے مختلف ہیں اور تعارض و تنافی تک پہونچتی ہیں۔ ان میں بیشتر روایات کی سند ان لوگوں تک پہونچتی ہے جنہیں علمائے

۱۔ البیان فی تفسیر القرآن، ص ۲۰۱

رجال نے ضعف گفتار، فساد مذہب اور خفائے روایات سے متصف کیا ہے یا ان میں سے کچھ دروغ گوئی میں مشہور ہیں اور ایسے افراد کی روایت قابل اعتماد نہیں ہے"[۱]۔

نفی تحریف کی دلیلیں:

مسلمانوں نے قرآن کریم کے تحفظ کیلئے روز اول سے کوشش کی۔ پیغمبر اکرمؐ خود محافظ قرآن تھے اور مسلسل اس کے تحفظ کا حکم دیتے تھے۔ مسلمان حکم رسولؐ کے پابند تھے اور اس سے ایک لمحہ کیلئے بھی غفلت نہیں برتی اور بہت سے حافظین قرآن معاشرہ میں ہر دور میں موجود رہے۔

جو لوگ علوم اسلامی کا مطالعہ کرنا چاہتے تھے ان کیلئے قرآن چراغ راہ تھا اور بہت سے اسلامی علوم قرآن مجید کے مطالعہ سے حاصل ہوئے۔ قرآن وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ[۲] کا دعویدار تھا۔ اس کی تحدی ہر دور میں تھی اور ہے مگر کوئی اس کا جواب نہیں لا سکا۔ اس طرح اتنا کثرت سے بیان ہوا لکھا اور پڑھا گیا کہ صحت نقل کے بارے میں کوئی شک وشبہہ نہیں کیا جا سکتا۔ علم الہدیٰ سید مرتضیؒ نے اپنی کتاب المسائل الطرابلسیات میں تحریر کیا ہے کہ قرآن کی نقل صحت اتنی واضح اور روشن ہے جیسے دنیا کے مشہور و معروف شہروں، تاریخ کے مشہور واقعات، معروف مصنفین اور شعراء کے سلسلہ میں ہمیں یقین ہے اس سے کچھ زیادہ یقین صحت قرآن کا ہے۔

شبہہ تحریف کو دور کرنے کی ایک دلیل قرآن کریم کا متواتر ہونا ہے۔ قرآن مجید کا ہر حرف، ہر لفظ حتی کہ حرکت وسکون متواتر ہے یعنی تمام جمہور مسلمین نے دست بدست اور سینہ بسینہ نقل کیا ہے۔ اسلام کے ضروری اور اساسی مسائل میں سے ایک یہ ہے اور علماء کا اس پر اتفاق ہے۔ قرآن سند نبوت اور اسلام کا معجزہ جاوید ہے تو جب تک تواتر کی حد تک نہ ہو تو نبوت پر بھی یقین نہیں ہو سکتا۔

سید مجاہد طباطبائیؒ نے کتاب وسائل الاصول میں اور محقق اردبیلیؒ نے کتاب شرح ارشاد میں اور سید محمد جواد عاملیؒ نے مفتاح الکرامہ میں اسی انداز پر استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ جو غیر متواتر روایات نقل ہوئی ہیں وہ قابل قبول نہیں ہیں۔

۱۔ تفسیر آلاء الرحمٰن (ج ۱) ص ۲۵

۲۔ خشک و ترسب کچھ ایک کھلی کتاب میں لکھا ہوا ہے (سورہ انعام، آیت ۵۹)

قرآن کریم کی اعجازی شان جس پر سب کا اتفاق ہے وہ بھی شبہہ تحریف کے متضاد ہے۔ علماء نے مسئلہ اعجاز کو شبہہ تحریف کی رد میں عظیم دلیل قرار دیا ہے، کیونکہ کسی زیادتی کا احتمال یا کمی کا خیال کلی طور پر قرآن کی شان کے منافی ہے۔ اسی طرح قرآن میں تبدیلی کلمات کا احتمال بھی درست نہیں ہے کیونکہ اس تبدیلی کی بنا پر قرآن میں تبدیلی ہو جائے گی اور قرآن وحی ہونے کی حالت سے خارج ہو جائے گا۔

اسی طرح کلمات میں کمی کرنا بھی کلام الٰہی کے اولین نظم میں اور اسلوب فصاحت و بلاغت میں نقص پیدا کر دے گا اور قرآن کی اعجازی شان و عظمت میں کمی پیدا ہو جائے گی۔

خداوند عالم نے خود قرآن کے تحفظ کی ضمانت لی ہے: انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ یہی قرآن جو مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے اسی کی ضمانت تحفظ خدا نے لی ہے۔ سورہ فصلت آیت ۴۲ کے مطالعہ سے صریحی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ قرآن ہمیشہ کیلئے باطل چیزوں سے محفوظ ہے، باطل امور وہی ہیں جو قرآن کو معتبر ہونے سے ساقط کر دیتے ہیں اور اسے اس کی اصل سے دور کر دیتے ہیں۔

قرآن کے تحریف سے محفوظ ہونے کی وہ روایات معتبرہ بھی موجود ہیں جو پیغمبر اکرمؐ سے منقول ہیں۔ پیغمبر اکرمؐ نے ارشاد فرمایا ہے:

ان علی کل حق حقیقة وعلی کل صواب نورا فما وافق کتاب اللہ فخذوہ وما خالف کتاب اللہ فدعوہ۔

ترجمہ: ہر حق تک پہونچنے کیلئے ایک حقیقت ہے جو حق کو آشکار کرتی ہے اور ہر درست اور راست طے کرنے کیلئے ایک نور ہے جو رہنمائی کرتا ہے جو احادیث قرآن کے موافق ہوں انہیں لے لو اور جو مخالف ہوں انہیں چھوڑ دو[1]۔

قرآن کریم بھی ایک حقیقت اور نور ہے جو حقائق اور راستہ کو روشن کرتا ہے، وہ حق و باطل کا معیار ہے اس میں تمام تر خشک و تر موجود ہے، اس کے تحفظ کا ذکر خداوند عالم نے کیا ہے۔

۱۔ کلینی، محمد بن یعقوب، الکافی (ج۱) ص ۶۹

قرآن میں عدم تحریف کے بارے میں علمائے شیعہ کا نظریہ:

علمائے امامیہ شیعہ کو محدثین اور محققین دو گروہ میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ محققین اول روز سے اب تک تحریف کو مردود قرار دیتے رہے ہیں اور محدثین بھی، رئیس المحدثین ابو جعفر صدوقؒ سے زمانہ خاتم المحدثین شیخ حر عاملیؒ و محدث کاشانیؒ تک سب محققین کے نظریہ کے حامل تھے، صرف گیارہوں صدی میں ایک گروہ اخباریوں کا پیدا ہوا۔ انہوں نے تحریف کا مسئلہ پیش کیا جن کے نظریہ کو بزرگ علماء نے مسلسل رد کیا۔ چند بزرگ علماء کے نظریات کو ہم یہاں پر نقل کرتے ہیں:

۱۔ شیخ المحدثین ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ صدوقؒ (متوفی ۳۸۱ھ) نے رسالہ اعتقادات میں تحریر کیا ہے:

> "ہمارا عقیدہ ہے کہ موجودہ قرآن وہی ہے جو پیغمبر اکرمؐ پر نازل ہوا۔ اس میں ایک سو چودہ سورے بغیر کمی اور زیادتی کے ہیں، اور جو ہماری طرف یہ نسبت دیتا ہے کہ ہم اس سے زیادہ قرآن کو جانتے ہیں وہ جھوٹا ہے"[۱]۔

۲۔ عمید طائفہ محمد بن محمد بن نعمان شیخ مفیدؒ (متوفی ۴۱۳ھ) نے تحریر کیا ہے:

> "امامیہ کا عقیدہ ہے کہ قرآن میں کچھ کمی نہیں ہوئی ہے نہ کلمہ، نہ آیت اور نہ سورہ اور مصحف علیؑ میں جو کچھ ہے وہ شرح و تفسیر کی صورت میں ہے"[۲]۔

۳۔ شیخ الطائفہ ابو جعفر محمد بن حسن طوسیؒ (متوفی ۴۶۹ھ) مقدمہ تفسیر تبیان میں لکھتے ہیں:

> "ہمارے مذہب کا نظریہ ہے کہ قرآن میں کسی قسم کی کمی یا زیادتی نہیں ہوئی ہے۔ کلام سید مرتضیؒ اور ظاہر روایات اہلبیتؑ کی اس پر دلالت موجود ہے"[۳]۔

۱۔ صدوق، ابو جعفر، الاعتقادات، ص ۹۳

۲۔ شیخ مفید، محمد بن محمد بن نعمان، اوائل المقالات و مذاہب المختارات، ص ۵۶

۳۔ طوسی، محمد بن حسن، التبیان فی تفسیر القرآن (ج ۱) ص ۳

۴۔ جمال الدین ابو منصور حسن بن یوسف بن المطہر علامہ حلیؒ (متوفی ۷۲۶ھ) سید مہنا کے جواب میں لکھتے ہیں:

"حق یہ ہے کہ ہر گز تبدیل، تاخیر، تقدیم قرآن میں نہیں ہوئی۔ اسی طرح زیادتی اور نقص بھی نہیں ہے۔ میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں اس سے جو ان چیزوں کا یقین کرتا ہے کیونکہ یہ اسلام کے معجزہ جاودانی کے بارے میں طعن ہے اور اساس نبوت کو متزلزل کرتا ہے"[۱]۔

۵۔ شیخ محمد حسین آل کاشف الغطاء (متوفی ۱۳۷۳ھ) نے اصل الشیعہ واصولہا کے صفحہ ۱۳۳ پر تحریف کی نفی کا تذکرہ کیا ہے۔ نیز انہوں نے اپنی کتاب کشف الغطاء میں تحریر کیا ہے:

لاريب في أنه محفوظ من النقصان، بحفظ ملك الديان، كما دل عليه صريح القرآن، وإجماع العلماء في جميع الأزمان، ولا عبرة بالنادر۔

ترجمہ: قرآن ہر قسم کے نقصان سے محفوظ ہے۔ مالک حقیقی خدا کے تحفظ کے ذریعہ جیسا کہ قرآن کی صریح آیات اور علماء کا اجماع ہر زمانہ میں اس پر دلالت کرتا ہے اور اگر کچھ لوگ اس کے قائل ہیں تو ان کے قول کا کوئی اعتبار نہیں ہے"[۲]۔

ان کے علاوہ دیگر شیعہ اعاظم علماء نے اپنی کتابوں میں تحریف کے قول کی مسلسل تردید کی ہے جن میں سے کچھ کے نام یوں ہیں:

۶۔ علامہ ابو علی فضل بن حسن طبرسیؒ (متوفی ۵۴۸)، مجمع البیان جلد ۱، صفحہ ۱۵۔

۷۔ محقق اردبیلیؒ (متوفی ۹۹۳)، مجمع الفائدہ جلد ۲، صفحہ ۲۱۸۔

۸۔ محمد محسن فیض کاشانیؒ (متوفی ۱۰۹۰)، تفسیر صافی کے مقدمہ ششم میں، علم الیقین جلد ۱، صفحہ ۵۶۵ اور وافی، جلد ۲، صفحہ ۲۷۳۔

۹۔ محقق ثانی شیخ علی بن عبد العالی کرکیؒ (متوفی ۹۴۰) کا رسالہ اسی موضوع پر ہے۔

۱۔ الحلی ابن مطہر، اجوبۃ المسائل المہنائیۃ، ص ۱۲۱

۲۔ تفسیر آلاء الرحمٰن، ص ۳۵

۱۰۔ سید شرف الدین عاملیؒ (متوفی ۱۳۸۱)، فصول المہمہ صفحہ ۱۶۳۔

۱۱۔ سید محسن امین عاملیؒ (متوفی ۱۳۷۱)، اعیان الشیعہ، جلد ۳، صفحہ ۱۰۱۔

۱۲۔ علامہ امینیؒ (متوفی ۱۹۷۰)، کتاب الغدیر، جلد ۳، صفحہ ۱۰۱۔

۱۳۔ علامہ طباطبائیؒ (متوفی ۱۴۰۲)، المیزان، جلد ۱۲، صفحہ ۱۰۶تا ۱۳۷

۱۴۔ امام خمینیؒ (متوفی ۱۹۸۹)، تہذیب الاصول، جلد ۲، صفحہ ۱۶۵اور انوار الہدایہ شرح کفایۃالاصول جلد ۱، صفحہ ۲۴۵۔

۱۵۔ آیت اللہ سید ابوالقاسم خوئیؒ (متوفی ۱۹۹۲)، مقدمہ تفسیر البیان، صفحہ ۲۱۵تا ۲۵۸۔

منابع و مآخذ

- ابن ابی جمہور، **عوالی اللئالی**، سید الشہداء، قم، ۱۴۰۳ق
- ابن جزی کلبی، **التسہیل لعلوم التنزیل**، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۹۹۵
- ابن سعد؛ محمد بن سعد بن منیع الزہری، **طبقات ابن سعد**، مکتبۃ الخانجی، قاہرہ، ۲۰۰۱م
- بلاغی، محمد جواد، **آلاء الرحمٰن فی تفسیر القرآن**، مکتبہ وجدانی، قم
- الحلی ابن مطہر، **اجوبۃ المسائل المہنّائیۃ**، مطبعہ الخیام، قم
- خوئی، ابوالقاسم، **البیان فی تفسیر القرآن**، مکتبہ نجف
- زرکشی، بدرالدین، **البرہان فی علوم القرآن**، دار المعرفۃ، بیروت
- زمخشری، جاراللہ محمود، **الکشاف فی حقائق غوامض التنزیل و عیون الاقاویل فی وجوہ التأویل**، دار الکتب العربی، بیروت، ۱۴۰۷ق
- سیوطی، جلال الدین، **الاتقان فی علوم القرآن**، دار الندوۃ، بیروت
- شیخ مفید، محمد بن محمد بن نعمان، **اوائل المقالات و مذاہب المختارات**، تبریز، ۱۳۷۱ش
- صدوق، ابو جعفر، **الاعتقادات**، کتابستان، قم، ۱۳۹۹ش
- طبرسی، فضل بن حسن، **مجمع البیان للعلوم القرآن**، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۴۰۶ق
- طوسی، محمد بن حسن، **التبیان فی تفسیر القرآن**، دار احیاء التراث العربی، بیروت

- طوسی، ابو جعفر، **الفہرست**، بیروت، ۱۴۰۳ق
- کلینی، محمد بن یعقوب، **الکافی**، تصحیح علی اکبر غفاری، دار الکتب الاسلامیہ، تہران، ۱۳۶۳ش
- مظفر، محمد رضا، **اسرار سقیفہ**، ترجمہ محمد جواد حجتی کرمانی، انتشارات انصاریان، قم، ۱۳۷۳ش
- معرفت، محمد ہادی، **التمہید فی علوم القرآن**، مطبعہ مہر، قم، ۱۳۹۸ق
- معرفت، محمد ہادی، **صیانۃ القران من التحریف**، موسسہ نشر اسلامی، قم

تحریف قرآن: فریقین کی نظر میں

مولانا سید مشاہد عالم رضوی

خلاصہ

قرآن کریم معجزہ الٰہی ہے جسے اللہ نے اپنے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر آج سے چودہ سو سال قبل تمام انسانوں کی ہدایت کے لئے نازل فرمایا تھا۔ یہ کتاب مسلمانوں کے نزدیک مقدس و محترم ہونے کے ساتھ ساتھ شک و شبہہ سے بالاتر اور نور وہدایت ہے جس میں کسی بھی طرح کہیں سے باطل کا کوئی گزر ناممکن ہے۔

مسلمانوں اور علمائے اسلام کا ایمان ہے کہ زمانہ نزول قرآن سے لیکر آج تک نہ اس میں کوئی تبدیلی ہوئی ہے نہ کوئی ردوبدل واقع ہوا ہے۔ قرآن کریم بالاتفاق علمائے اسلام وہ چاہے شیعہ ہوں یا سنی تحریف لفظی سے پاک ومنزہ ہے نہ اس میں کوئی کمی ہوئی ہے نہ ہی کوئی زیادتی ہوئی ہے اور یہ شیاطین انس وجن کے دست برد سے محفوظ ہے جس کے تاریخی ثبوت وشواہد اور عقلی دلیلوں کے علاوہ قرآن واحادیث کے مطمئن بخش دلائل موجود ہیں۔ البتہ فریقین میں بعض علماء ایسے بھی ہیں جو قرآن کریم میں کمی کے قائل ہیں جن کی تعداد مختصر ہے حالانکہ شیعہ وسنی علماء کی اکثریت اس خیال کو باطل قرار دیتی ہے۔ چنانچہ آپ اس مختصر سے مقالہ میں اسی شاخسانہ تحریف کی حقیقت کو تفصیل سے ملاحظہ فرمائیں گے جو اس مقالہ کا موضوع ہے۔

کلیدی الفاظ: قران، تحریف، فریقین، تحدی، معجزہ، ہدایت، سلامت قرآن، ثقلین

معنی و مفہوم تحریف

"تحریف" حرف سے نکلا ہے اور کنارہ، طرف اور گوشے کے معنی میں آتا ہے۔ یہ تو اس کے لغوی معنی ہیں[۱]۔ اصطلاح میں "تحریف" مضمون کلام یا محتوی میں زیادتی یا کمی کو کہتے ہیں یا تبدیل و تغیر کے معنی میں آتا ہے۔[۲]

تحریف دو طرح سے ممکن ہے:

۱۔ تحریف لفظی یعنی کسی لفظ کو زیادہ یا کم کر دیا جائے اور اصل مضمون میں لفظی طور پر کوئی زیادتی یا کمی واقع ہو۔ قرآن کریم میں ایسی تحریف شیعہ و سنی دونوں کے نزدیک مردود ہے اور انشاء اللہ آپ اس کی تفصیلات آگے ملاحظہ فرمائیں گے۔

۲۔ تحریف معنوی یعنی کسی متن یا مضمون کے ایسے معنی پیش کرنا جو مقصود متکلم کے خلاف ہو یا پھر معنی میں تبدیلی کر کے غیر صحیح و نادرست معنی پیش کرنا یا اپنے خاص نظریہ کو اصل متن (قرآن) پر تھوپنا اور اپنے من موافق معنی بیان کرنا اور اسی کو تحریف معنوی کہتے ہیں۔[۳]

اس کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

الف۔ معنی کو تبدیل کرنا جیسے لفظ "ولی" اس آیت میں۔

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ۔ ترجمہ: ایمان والو بس تمہارا ولی اللہ ہے اور اس کا رسول اور وہ صاحبانِ ایمان جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکات دیتے ہیں[۴]۔

لفظ "ولی" مولا اور سرپرست کے معنی میں ہے مگر کچھ لوگوں نے اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لیے اسے "دوست" کے معنی میں ترجمہ کیا ہے۔

۱۔ مصطفوی، حسن، التحقیق فی الکلمات القرآن (ج ۲) ص ۱۹۷

۲۔ معرفت، ہادی، صیانۃ القران من التحریف، ص ۱۱۶

۳۔ خوئی، ابوالقاسم، البیان فی تفسیر القرآن، ص ۱۹۷

۴۔ سورہ مائدہ، آیت نمبر ۵۵

ب۔ کسی آیت کو شانِ نزول اور اصل مصداق کے بجائے اس کے بر خلاف منطبق کرنا جیسے سمرہ بن جندب نے معاویہ ابن ابی سفیان سے رشوت لیکر سورہ بقرہ کی آیت ۲۰۷[۱] کو حضرت علی ابن ابی طالبؑ کے قاتل ابن ملجم مرادی پر منطبق کیا ہے اور بجائے علیؑ جو آیت کے اصل مصداق ہیں آپ کے قاتل کو مذکورہ آیت کا مصداق بتایا ہے چنانچہ تحریف معنوی کی یہ بھی ایک قسم ہے۔

البتہ قرآن کریم میں اس قسم کے کاموں کی نسبت جا بجا یہودیوں کی طرف دی گئی ہے۔ گویا یہودی اس کام میں ماہر تھے۔ جیسے سورہ نساء آیت نمبر ۴۶ میں ارشاد ہوتا ہے:

مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَرَاعِنَا لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّينِ۔

ترجمہ: یہودیوں میں وہ لوگ بھی ہیں جو کلمات الٰہیہ کو ان کی جگہ سے ہٹا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے بات سنی اور نافرمانی کی اور تم بھی سنو مگر تمہاری بات نہ سنی جائے گی یہ سب زبان کے توڑ مروڑ اور دین میں طعنہ زنی کی بنا پر ہوتا ہے۔

اس ذیل میں علامہ جوادی لکھتے ہیں کہ یہودیوں کی ایک خصلت یہ بھی ہے کہ کبھی سیدھی بات نہیں کرتے ہیں اور الفاظ یا معنی میں تحریف ضرور کرتے ہیں۔[۲]

حالانکہ تحریف معنوی سے خود عظمت قرآن پر کوئی اثر نہیں پڑتا نہ ہی اس کے اعجاز بیان میں کوئی خلل پڑتا ہے[۳] بلکہ یہ عمل مفسر و مترجم کے خبث باطن کا پتہ دیتا ہے جو معنی قرآن کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے کی کوشش کر کے اس کے اصل معنی کو بتانے کے بجائے دوسروں کو گمراہ کر دیتا ہے جو درواقع اپنے کو گمراہ کرنے کے مترادف ہے۔

۱۔ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ۔ترجمہ: اور لوگوں میں وہ بھی ہیں جو اپنے نفس کو مرضی پروردگار کے لئے بیچ ڈالتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے۔

۲۔ علامہ جوادی، انوار القرآن، ص ۲۰۴

۳۔ جلالی مازندرانی، السید محمود، المحصول فی علم الاصول (ج ۳) صفحہ ۵۵

بزرگ علمائے شیعہ جو تحریف قرآن کو باطل سمجھتے ہیں

ا۔ شیخ صدوق

امامیہ کے خیال میں جو قرآن لوگوں کے درمیان ہے یہ وہی قرآن ہے جو رسول کریمؐ پر نازل ہوا تھااور اس قرآن کے کل ۱۱۴ سورہ ہیں۔ چنانچہ مذکورہ تعداد سے ہٹ کر ہر قسم کی زیادتی جس کی نسبت امامیہ کی طرف دی جائے وہ جھوٹ اور ان پر ایک بہتان ہے[۱]۔

۲۔ سید مرتضی علم الہدی

بنابر نقل صاحب مجمع البیان جناب سید مرتضی فرماتے ہیں: موجودہ قرآن مجید کا تحریف سے پاک وصاف ہونا ایک یقینی امر ہے۔ اسی طرح جس طرح سے کسی شخص کو شہروں، تاریخی واقعات کے وجود کا یقین وایقان ہوتا ہے... موجودہ قرآن وہی قرآن ہے جو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانے میں نازل ہوا تھااور اس پر متعدد دلیلیں قائم کی گئی ہیں[۲]۔

۳۔ شیخ طوسی

آپ فرماتے ہیں: قرآن میں کسی زیادتی یا کمی کی بحث وگفتگو کرنا ایک باطل وبے بنیاد امر ہے جس کے بارے میں بات کرنا بیہودہ ہے کیونکہ اس سلسلے میں لوگوں کا اجماع پایا جاتا ہے کہ قرآن میں نہ کوئی حرف زیادہ کیا گیا ہے نہ ہی کم کیا گیا ہے[۳]۔

۴۔ علامہ حلی

علامہ حلی تحریف یا عدم تحریف کے بارے میں جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں کسی بھی قسم کی کوئی تحریف نہیں ہوئی ہے اور یہ بات تواتر سے ثابت ہے اور اگر کوئی قرآن میں تحریف

۱۔ صدوق، ابو جعفر، الاعتقادات، ص ۱۵۳

۲۔ الشریف المرتضٰی، الموضح عن وجہ اعجاز القرآن الصرفہ، ص ۴۳

۳۔ طوسی، محمد بن حسن، التبیان فی تفسیر القرآن (ج ۱) ص ۳

کو ممکن سمجھتا ہے تو یہ احتمال خود معجزہ پیغمبرؐ میں بھی در آئے گا اور اس کے اندر شبہہ اور بے ثباتی کا سبب بنے گا، اس لیے ماننا پڑے گا کہ قرآن میں کوئی تحریف نہیں ہوئی ہے[۱]۔

۵۔ فضل بن حسن طبرسی

آپ فرماتے ہیں: یہ کوئی شائستہ بات نہیں کہ تفسیر قرآن میں کوئی صاحب آن کر کمی یا زیادتی کا احتمال دیں کیونکہ قرآن کریم میں کسی بھی قسم کی زیادتی کے باطل ہونے پر علماء کا اجماع پایا جاتا ہے اور رہی بات کمی کی تو اگرچہ اس پر بعض روایات پائی جاتی ہیں مگر یہ حقیقت کے خلاف ایک غیر واقع امر ہے لہٰذا نہ تو قرآن میں کوئی زیادتی پائی جاتی ہے نہ ہی کسی لفظ کی کوئی کمی ہوئی ہے[۲]۔

۷۔ آیت اللہ العظمیٰ سید ابو القاسم خوئی

آپ فرماتے ہیں: مسلمانوں میں اس بات کی ہمیشہ شہرت رہی ہے کہ قرآن کریم ہر طرح کی تحریف سے پاک و صاف رہا ہے اور سارے کے سارے مسلمان اس بات پر عقیدہ رکھتے ہیں کہ موجودہ قرآن وہی قرآن ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر نازل ہوا تھا اور بیشتر شیعہ علماء نے اس بات کی صراحت کی ہے۔۔۔ اور شاخسانہ تحریف قرآن محض بعض جاہل و نادان افراد کا ایک توہم ہے جس کا عقلمندوں سے کوئی لینا دینا نہیں ہے[۳]۔

۸۔ علامہ طباطبائی

آپ فرماتے ہیں: قرآن کی تاریخ روشن اور لوگوں کے درمیان اس کے سوروں اور آیات کی قرائت ہمیشہ رائج رہی ہے اور ہم سب جانتے ہیں کہ یہ وہی قرآن ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بتدریج نازل ہوا تھا اور اگر کوئی اس کے علاوہ اظہارِ نظر کرتا ہے تو اس کے لئے خود قرآن کی یہ تحدی یعنی چیلنج کہ اس کا مثل لے آؤ کافی ہے[۴]۔

۱۔ الحلی ابن مطہر، اجوبۃ المسائل المہنائیہ، ص ۱۲۱
۲۔ طبرسی، فضل بن حسن، مجمع البیان للعلوم القرآن (ج ۱) ص ۴۳
۳۔ البیان فی تفسیر القرآن، ص ۲۵۹
۴۔ طباطبائی، محمد حسین، قرآن در اسلام، ص ۱۳۳-۱۳۴

۹۔ سید العلماء سید علی نقی

آپ فرماتے ہیں : اکابر علمائے شیعہ جن کے اقوال و تحقیقات کے محور پر تشیع کے آسمان نے گردش کی ہے ان کے اقوال و تصریحات اس کے خلاف ہیں۔ انہوں نے تصریح کی ہے کہ ہم قرآن مجید میں کسی زیادتی یا کمی کے قائل نہیں ہیں جس سے اس کی صحت و اعتبار پر حرف آسکے۔

ہم نے بارہااعلان کیااور پھر اعلان کرتے ہیں کہ ہم قرآن مجید یعنی انہیں دو دفتیوں کے درمیان والے قرآن میں جو مسلمانوں کے ہاتھوں میں موجود ہے کسی قسم کا شبہہ نہیں رکھتے اور ہم اس کو کلام الٰہی ، رسول کا اعجاز ، اسلام کی سچائی کا نشان اور تمام مسلمانوں کے لیے لازم العمل اور واجب الاتباع سمجھتے ہیں[۱]۔

نتیجہ بحث :

بزرگان علمائے شیعہ کے اس اتفاق نظر سے کسی انصاف پسند صاحب عقل و خرد کو ذرہ برابر تردید نہیں ہوگی کہ موجودہ قرآن ہی مورد قبول ہے اور اس مصحف شریف میں کوئی تحریف نہیں کی گئی ہے کیونکہ صدر اسلام سے مسلمانوں کی جانب سے حفظ و قرائت قرآن کا اہتمام کرنا قرآن کریم کو ہر دخل و تصرف سے محفوظ رکھے ہوئے ہے۔ جس کے دونوں ہی فرقے کے علماء قائل ہیں اور تحریف قرآن کی آواز کو توہم و خیال سے زیادہ کچھ اور نہیں سمجھتے۔

شیعہ علماء کی صراحت کے بعد مناسب ہے کہ بعض سنی علماء کے نظریات بھی قارئین کے سامنے پیش کر دیے جائیں جو تحریف کے خلاف ہیں اور قرآن کریم کو ہر دخل و تصرف سے مصون و محفوظ گردانتے ہیں۔

۱۔ سید العلما سید علی نقوی، مقدمہ تفسیر قرآن، صفحہ ۱۰۹۔

۱۱۰

سنی علماء اور عدم تحریف قرآن

۱۔ابن جریر طبری

آپ سورہ حجر آیت ۹[1] کے ذیل میں تحریر کرتے ہیں کہ قرآن مجید مذکورہ بالا آیت کے بموجب ہر نقص وزیادتی سے مصون و محفوظ ہے اور سورہ فصلت آیت ۴۲[2] کی بناپر قرآن ہر طرح کے باطل کے داخلہ سے پاک و منزہ ہے اس طرح کہ شیطان کو اس کے اندر زیادتی یا کمی کرنے کی کوئی قدرت واستطاعت نہیں ہو سکتی[3]۔

۲۔ علی بن محمد ماوردی

موصوف اسی آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ بقول قتادہ قرآن کریم خداوند متعال کی طرف سے وعدہ تحفظ کے بعد تحریف سے محفوظ ہے اور شیطانوں کی طرف سے کسی بھی قسم کی زیادتی یا کمی سے دور ہے[4]۔

۳۔ ابو حیان محمد بن یوسف

مذکورہ آیت کے ذیل میں تحریر کرتے ہیں: قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی جانب سے وعدہ تحفظ کی بناپر ہر زمانہ میں تحریف کے خطرہ سے محفوظ رہا ہے اور شیاطین کی طرف سے اس میں کسی بھی طرح کی کمی یا زیادتی ناممکن ہے[5]۔

۱۔ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۔ ترجمہ: ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

۲۔ لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ۔ ترجمہ: جس کے قریب سامنے یا پیچھے کسی طرف سے باطل آ بھی نہیں سکتا ہے کہ یہ خدائے حکیم و حمید کی نازل کی ہوئی کتاب ہے۔

۳۔ طبری، ابن جریر، جامع البیان فی تفسیر القرآن (ج ۱۴) ص ۷

۴۔ ماوردی، علی بن محمد، النکت والعیون (ج ۳) ص ۱۴۹

۵۔ ابو حیان محمد بن یوسف، تفسیر بحر المحیط (ج) ۲ ص ۲۱۵

یہ آراء و نظریات گذشتہ شیعہ و سنی علماء کے تھے۔ معاصر علماء کی فہرست طولانی ہے لہٰذا اس مقام پر صرف چند بزرگوں کے نام پر اکتفا کریں گے۔

شیعہ علماء میں حضرت امام خمینی اور شیخ جعفر سبحانی حفظہ اللہ عدم تحریف قرآن کی تاکید کرتے ہیں[1] اور سنی علماء میں جناب محمد طنطاوی اور جناب وھب ہزحیلی بھی تحریف قرآن کا انکار کرتے ہیں[2]۔

ایک اہم سوال کا جواب

اس منزل پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن مجید کو نازل ہوئے چودہ سو سال کا عرصہ ہو رہا ہے آخر کیسے اطمینان ہو کہ یہ قرآن وہی ہے جو رسول اللہؐ پر نازل ہوا تھا اور اس میں کسی قسم کی کوئی کمی و زیادتی نہیں ہوئی ہے اور کوئی رد و بدل اور تغیر و تبدل نہیں ہوا ہے ؟

علماء نے عدم تحریف قرآن کے سلسلہ میں روشن و مستحکم دلائل پیش کئے ہیں اور عقل و نقل دونوں سے اپنی بات کی وضاحت کی ہے۔

عدم تحریف قرآن پر دلیلیں

اس باب میں تین اہم دلیلیں ہیں: عقلی دلیل، قرآنی دلیل اور روائی دلیل۔

چنانچہ ہر چیز سے پہلے وہ شواہد و ثبوت ملاحظہ فرمائیں جو ہمیں قرآن مجید کے بارے میں بعض حقائق سے روبرو کرتے ہیں اور اس کے معجزہ ہونے اور کلام الٰہی ہونے کا یقین دلاتے ہیں لہٰذا اس مقام پر ہر دلیل سے پہلے عقلی دلیل پیش خدمت ہے۔

پہلی دلیل عقلی دلیل

یہ ضروریات تاریخ کا ایک حصہ ہے کہ آج سے چودہ سو سال پہلے دنیا میں محمد بن عبد اللہ نام کے ایک پیغمبر تشریف لائے اور انہوں نے قرآن نامی ایک کتاب پیش کی جو انسانوں کے لئے ہدایت اور

۱۔ سبحانی، شیخ جعفر، رسائل و مقالات، ص ۴۴

۲۔ طنطاوی، محمد، التفسیر الوسیط للقرآن الکریم (ج ۸) ص ۲۰

معجزہ بن کر نازل ہوئی تھی۔ چنانچہ وہ انہی دونوں صفتوں کے ساتھ تمام انسانوں کو چیلنج کرتی ہے اور اپنے مخالفین کو تحدی کرتی ہے کہ اگر تم کو اس کے کلام الٰہی ہونے میں شک ہے تو پھر اس کا جواب لے آو؟ تاریخ گواہ ہے کہ آج تک نہ کوئی اس کا جواب لا سکا نہ ہی کسی سے اس کا جواب بن پڑا۔

حتی کہ اس کتاب وحی الٰہی کے کسی ایک سورہ کا بھی جواب نہیں لایا جاسکا جبکہ اس کا چیلنج اسی طرح آج بھی باقی ہے اور یہ قرآن جو ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے وہی قرآن ہے جس کی تمام مسلمانانِ عالم تلاوت کرتے ہیں۔ اس میں حیرت انگیز نظم، بدیع اسلوب، بلاغت کلام اور کہیں سے متن وبیان میں ذرہ برابر اختلاف کا نہ ہونا یقین دلاتا ہے کہ جو باتیں روز اول سے اس کتاب ہدایت میں موجود تھیں آج بھی وہ اسی طرح محفوظ ہیں۔

چنانچہ اگر اس میں ذرہ برابر بھی رد وبدل ہوا ہوتا تو دنیا بھر میں اسکا ڈھنڈورا پیٹا جاتا اور اس کے مخالفین چین سے نہ بیٹھتے، اس بنا پر اس کی سلامتی کا قائل ہونا پڑتا ہے اور تحریف کی نفی کرنی پڑتی ہے اور تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ وہی قرآن ہے جو آج سے چودہ سو سال پہلے رسول خداؐ پر نازل ہوا تھا اور اس کی صفت اعجاز وہدایت کماحقہ باقی ہے نہ کوئی تحریف ہوئی نہ ہی شیطانی دست برد کا شکار ہوئی ہے[1]۔

مذکورہ بالا بیان کو دلیل اعجاز قرآن سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس کی مجموعی افادیت کے پیش نظر مزید توضیح کچھ اس طرح ہو سکتی ہے۔

قرآن کا اپنے مخالفین کو کھلا چیلنج

قرآن کریم روز اول سے مخالفین کو اپنا مثل لانے کی کھلی دعوت دیتا رہا ہے اور انہیں بار بار للکارا ہے کہ اگر تم کو اس کے کلام خدا ہونے میں شک وشبہہ ہے تو تم اس کے ایک سورہ کا جواب لے آو۔ ارشاد ہوتا ہے:

۱۔ طباطبائی، محمد حسین، تفسیر المیزان (ج ۱۲) ص ۱۵۰ تا ۱۵۵

وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ۔

ترجمہ: اگر تمہیں اس کلام کے بارے میں کوئی شک ہے جسے ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ہے تو اس کا جیسا ایک ہی سورہ لے آؤ اور اللہ کے علاوہ جتنے تمہارے مددگار ہیں سب کو بلالو اگر تم اپنے دعوے اور خیال میں سچے ہو[1]۔

بنابرایں اگر انسان کے اندر اس بات کی توانائی ہوتی کہ وہ اس کے ایک سورہ کا جواب لے آتا تو وہ چین سے نہ بیٹھتا اور اس کا جواب لے آتا خصوصاوہ عرب جہاں قرآن نازل ہوا تھا انہیں تو اپنی کلام دانی اور فصاحت و بلاغت پر ناز تھا اور شعر و شاعری میں ید طولی رکھتے تھے یہ ضرور جواب لانے کی کوشش کرتے جبکہ اسلام سے انہیں دشمنی بھی تھی۔

مگر قرآن کریم کی اس منطقی پیشکش کے باوجود وہ جواب نہ لاسکے بلکہ ع تنگ آمد بجنگ آمد۔ رسول اکرمؐ سے جنگ کرنے پر آمادہ ہوگئے چنانچہ قرآن کریم نے ان کی عاجزی و ناتوانی پر مہر تصدیق ثبت کردی اور فیصلہ کردیا کہ یہ کبھی قرآن کا مقابلہ نہیں کرسکتے اور ہرگز اس کا جواب نہیں لاسکتے۔

ارشاد ہوتا ہے:

قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ۔

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ اگر انسان اور جنات سب اس بات پر متفق ہوجائیں کہ اس قرآن کا مثل لے آئیں تو بھی نہیں لاسکتے چاہے سب ایک دوسرے کے مددگار اور پشت پناہ ہی کیوں نہ ہوجائیں[2]۔

۱۔ سورہ بقرہ، آیت نمبر ۲۳

۲۔ سورہ اسراء، آیت نمبر ۸۸

قرآن کریم کا ایک اور چیلنج

قرآن کریم اپنے ایک سو چودہ خوبصورت سوروں کے نظم وترتیب، مطالب کی صحت ودرستی اور بدیع اسلوب کو انسانوں کے سامنے پیش کر کے دعوت فکر دیتا ہے کہ ذرا غور وفکر تو کرو کیا تم اس کتاب میں اختلاف کی کیفیت پاتے ہو؟ ٹکراؤ کی صورت دیکھتے ہو؟ جوانسانوں کی تحریروں میں جا بجا نظر آتا ہے[1]۔

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا۔

ترجمہ: کیا یہ لوگ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے ہیں کہ اگر وہ غیر خدا کی طرف سے ہوتا تو اس میں بڑا اختلاف ہوتا[2]۔

جبکہ ڈھونڈنے کے باوجود ہمیں اس کتاب مقدس میں کہیں کوئی اختلاف یا ٹکراؤ یا تضاد نظر نہیں آتا۔اسی طرح قرآن مجید کے دیگر صفات جیسے غیب کی خبریں اور مرور ایام کے ساتھ اس کی صداقت کا ظاہر ہونا،انبیاء کی عبرت آموز داستانیں، معارف قرآنی کی عظمت وبلندی، نور وہدایت کی کیفیت، یہ سب وہ حقائق ہیں جو اہل نظر کے سامنے ہیں اور یہ سب قرآن کے کلام خدا ہونے کا یقین دلاتے ہیں[3]۔

نتیجہ

اعجاز بیانی قرآن کریم کی ایک ایسی صفت ہے جو قرآن میں کسی بھی قسم کی زیادتی یا کمی کو مردود قرار دیتی ہے۔ دوسری بات یہ کہ قرآن کا اپنے مخالفین کو چیلنج اور مثل لانے کی دعوت اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں کوئی تبدیلی ناممکن ہے چاہے بصورت اضافہ ہو یا بصورت حذف دونوں ہی صورتیں غیر ممکن ہیں۔اس بناپر کوئی بھی ذہن تحریف کو قبول نہیں کرتا اور علمائے اسلام بشدت اس کی تردید کرتے ہیں اور اسے باطل شمار کرتے ہیں۔اب اس مقام پر عقلی دلائل کے ذکر کے بعد ذرا قرآن و احادیث میں بھی اس تحریف کی حقیقت کو چھان بین کریں دیکھیں قرآن کریم اور احادیث میں سلامتی قرآن کے بارے میں کیا نظریہ پایا جاتا ہے۔

۱- ہادوی، تہرانی مہدی، مبانی کلامی اجتہاد، ص ۵۴-۵۵

۲- سورہ نساء، آیت نمبر ۸۲

۳- تفسیر المیزان (ج ۱۲) ص ۱۵۴

سلامتی قرآن پر قرآن سے دلیل:

ا۔قرآن کریم، سلامتی وصحت آیات پر روشنی ڈالتے ہوئے ہمارے سامنے ایسی آیات پیش کرتا ہے جن سے یقین حاصل ہو جاتا ہے کہ قرآن میں کوئی کمی یا زیادتی نہیں ہوئی ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۔

ترجمہ: ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں[1]۔

یہ آیت صاف صاف دلالت کر رہی ہے کہ قرآن شیاطین جن وانس کے دست برد سے محفوظ رہے گا اور تا ابد اس میں کسی کو کوئی راہ تحریف میسر نہیں ہو سکتی اور خداوند اپنی کتاب کی حفاظت پر قادر وتوانا ہے اس لئے مجال نہیں کوئی اس میں تحریف کر سکے۔

لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۖ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ-

ترجمہ: جس کے قریب سامنے یا پیچھے کسی طرف سے باطل آ بھی نہیں سکتا ہے کہ یہ خدائے حکیم وحمید کی نازل کی ہوئی کتاب ہے[2]۔

مذکورہ آیت قرآن کریم کو باطل کی ہر قسم سے پاک و منزہ بتا رہی ہے چنانچہ کتاب کی اصل صورت میں تغیر و تبدل کا ہونا اور نازل کرنے والے کے مقصود سے الگ کسی حالت کا ایجاد ہونا بھی باطل کی ایک قسم ہے آیت جس کی نفی کر رہی ہے بنابریں تحریف کی کوئی صورت کیوں نہ ہو قرآن کریم اسے اپنے سے دور بتاتا ہے اور کل کا کل قرآن، حکیم وحمید کا کارنامہ ہے جو بذات خود تحفظ قرآن کا ضامن ہے۔

يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نُورَ اللهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللهُ إِلَّا أَن يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ۔

ا-سورہ حجر، آیت ۹
۲- سورہ فصلت، آیت ۴۲

ترجمہ: یہ لوگ چاہتے ہیں کہ نور خدا کو اپنے منہ سے پھونک مار کر بجھا دیں حالانکہ خدا اس کے علاوہ کچھ ماننے کے لئے تیار نہیں ہے کہ وہ اپنے نور کو تمام کردے چاہے کافروں کو یہ کتنا ہی برا کیوں نہ لگے[۱]۔

قرآن کریم بھی نور ہے۔ جیسا کہ خود قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

قَدۡ جَاءَکُم مِّنَ اللهِ نُورٌ وَکِتَابٌ مُّبِينٌ۔

ترجمہ: تمہارے پاس خدا کی طرف سے نور اور روشن کتاب آچکی ہے[۲]۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ اس کے کامل کرنے کا ہے وہ شیاطین و دیگر معاندین کی پھونکوں سے بجھ نہیں سکتا اور اس نور کا کمال یہ ہے کہ نازل کرنے والے کے منشا کے مطابق ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب یہ تحریفات سے بچا رہے کیونکہ تحریف سے اس کے کمال پر حرف آتا ہے اور وعدہ الٰہی تخلف ناپذیر ہے۔ لہٰذا اس کا کمال یقینی اور نقص وعیب محال ہے اس لیے تحریف قرآن غیر ممکن ہے۔

عدم تحریف قرآن پر حدیث ثقلین سے استدلال

یہ حدیث فریقین کی معتبر کتابوں میں تواتر کی حیثیت رکھتی ہے جو عدم تحریف قرآن پر دلالت کرتی ہے۔ حضرت محمد مصطفیؐ نے اس حدیث میں قرآن و عترت یعنی اپنے اہل بیت علیہم السلام کو امت کی گمراہی سے نجات کا ذریعہ بتایا ہے اور ان دونوں کے ایک ساتھ رہنے اور ایک دوسرے سے علاحدہ نہ ہونے کی ضمانت لی ہے اور مسلمانوں پر دونوں سے تمسک اختیار کرنے کو واجب ولازم قرار دیا ہے[۳]۔

حدیث ثقلین سے استدلال دو طرح سے ہو سکتا ہے۔

اول۔ تحریف کے قائل ہونے سے لازم آتا ہے کہ امت مسلمہ قرآن سے تمسک نہ کر سکے کیونکہ بصورت تحریف لزوماً قرآن کا کچھ حصہ ہاتھ سے جا چکا ہوگا ایسی صورت میں قرآن کی حجیت ناتمام بلکہ ساقط ہو جائے گی جب کہ قرآن سے وابستگی تا روز قیامت واجب و لازم ہے تو پھر

۱-سورہ توبہ، آیت نمبر ۳۲

۲-سورہ مائدہ، آیت نمبر ۱۵

۳-البیان فی تفسیر القرآن، ص ۲۱۱

تحریف کی صورت میں قرآن کے کچھ حصے مسلمانوں کی دسترس سے باہر ہوں گے اس لیے ماننا پڑتا ہے کہ تحریف ایک باطل امر ہے جس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

دوم۔ حدیث ثقلین کو پیش نظر رکھتے ہوئے دوسرا استدلال یہ ہے کہ عقیدہ تحریف قرآن خود قرآن مجید کو حجیت سے ساقط کر دیتا ہے لہٰذا قائلین تحریف موجودہ قرآن سے وابستگی اختیار کرنے کے لئے ائمہ معصومین علیہم السلام کی طرف رجوع کریں اور جب وہ تائید و توثیق فرما دیں تب کہیں جا کر وہ موجودہ قرآن کی پیروی کر سکتے ہیں جب کہ قرآن مذکورہ حدیث میں ثقل اکبر ہے اور اہل بیت ثقل اصغر چنانچہ اکبر کو اصغر پر موقوف کریں اور ائمہ سے قرآن کے بارے میں تائید حاصل کریں حالانکہ یہ بات قرین قیاس نہیں ہے لہٰذا قرآن کو تحریف سے پاک و منزہ ماننا ہی پڑتا ہے۔

تاریخی شواہد اور ثبوت جو عدم تحریف قرآن کی گواہی دیتے ہیں

ہم طول تاریخ میں مشاہدہ کرتے ہیں کہ روز اول سے مسلمانوں کے درمیان قرآن کریم کے حفظ و ضبط کا بڑے شد و مد سے جوش و ولولہ رہا ہے جس سے خود تحریف کی نفی ہوتی ہے۔ اس سلسلے سے چند شواہد ملاحظہ فرمائیں:

الف۔ قرآن کے سلسلے میں پیغمبر اسلامؐ اور صحابہ کرام کا اہتمام

قرآن معجزہ پیغمبر اسلامؐ ہے اور روز اول سے آنحضرتؐ اس کے سورہ اور آیت کو لے کر مخالفین سے تحدی کرتے رہے ہیں اور اسے اپنے دعویٰ کی سچائی کی دلیل قرار دیتے رہے ہیں۔ دوسری طرف تاریخ کہتی ہے کہ قرآن آیت بآیت اور سورہ بسورہ نازل ہوا ہے اور چونکہ قرآن دین اور دعوت پیغمبر اکرمؐ کی اصل و اساس ہے اس لیے آپ پہلے ہی دن سے اس کے حفظ و ضبط کا اہتمام کرتے تھے اور نازل ہوتے ہی اس کی قرائت فرماتے تھے، اسے مروجہ اوراق پر لکھواتے یہاں تک کہ صحابہ اسے اپنے حافظے میں محفوظ کر لیتے بلکہ آپؐ موقع بہ موقع یہود و نصاری اور مشرکین کے سامنے اس کی تلاوت کرتے رہتے تھے اور

انہیں دین اسلام کی طرف دعوت دیتے تھے۔ صحابہ کرام قرآن کی آیات کو بار بار حفظ کر کے رسول اسلامؐ کے سامنے قرائت کرتے اور آپ اسے سنتے تھے[۱]۔

اس بنیاد پر قرآن کریم خود رسول اسلامؐ کے حکم سے ان کے زمانے ہی میں جمع کر لیا گیا تھا جس میں چھوٹی سی بھی فرو گزاشت نہیں ہوئی اور بالاتفاق علماء ہمیں وہی قرآن نصیب ہوا ہے جسے براہ راست نبی کریمؐ نے جمع کرایا تھا۔ چنانچہ اس سلسلے میں کچھ روایات کی طرف بھی ہم یہاں اشارہ کریں گے۔

پہلی روایت:

طبرانی ابن عساکر شعبی سے ناقل ہیں کہ رسول اسلامؐ کے زمانے میں انصار کے چھ افراد نے قرآن کو جمع کیا تھا۔ ابی ابن کعب، زید ابن ثابت، معاذ ابن جبل، ابو درداء، سعد ابن عبید اور ابو زید۔ ان کے علاوہ مجمع بن جاریہ نے بھی دو یا تین سورہ چھوڑ کر تمام قرآن کو ضبط تحریر کیا تھا۔

دوسری روایت:

قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے انس ابن مالک سے پوچھا کہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کن لوگوں نے قرآن کو جمع کیا تھا۔ انہوں نے جواب دیا: چار لوگوں نے اور وہ سب کے سب انصار میں سے تھے۔ ابی ابن کعب، معاذ ابن جبل، زید ابن ثابت اور ابو زید[۲]۔

قرآن کے سلسلے میں مسلمانوں کی طرف سے اہتمام

صحابہ کرام صدر اسلام ہی سے قرآن کریم کی حفاظت و صیانت پر نہایت سنجیدہ اور اس کے حرف حرف کو جمع کرنے اور عدم حذف واضافے کے سختی سے پابند تھے یہاں تک کہ اگر قرآن کریم کا کوئی حصہ اس سے کم ہو جاتا تو سبھی اس سے مطلع ہو جاتے اور اس کا مقابلہ کرتے تھے[۳]۔

۱۔ طیب عبدالحسین، اطیب البیان فی تفسیر القرآن (ج ۱) ص ۱۳-۱۴

۲۔ البیان فی تفسیر القرآن، ص ۲۴۹

۳۔ قرشی، علی اکبر، تفسیر احسن الحدیث (ج ۵) ص ۳۳

تفسیر خازن کے مولف محمد بن ابراہیم بغدادی صوفی نے نقل کیا ہے کہ فلاں سورہ میں ایک ہزار آٹھ سو بتیس کلمات اور نو ہزار ننانوے ۹۰۹۹ حروف ہیں۔ چنانچہ یہ نقل خود قرآن کے سلسلے میں مسلمانوں کے اہتمام کی عظمت کو اجاگر کرتا ہے کہ وہ اس معاملہ میں کس قدر حساس اور سنجیدہ تھے[1]۔

علامہ طباطبائی اس مقام پر اپنی کتاب "قرآن در اسلام" میں فرماتے ہیں:

"قرآن کے سورے اور اس کی آیتیں عام مسلمانوں کے ہاتھوں میں تھیں اور جو کچھ اس میں سے ان کے ہاتھوں میں تھا اس کی حفاظت و صیانت میں وہ بڑے سنجیدہ تھے"۔

مزید براں صحابہ و تابعین میں سے بہت سارے ایسے گروہ بھی تھے جن کا کام ہی یہ تھا کہ وہ قرآن جمع کریں۔ چنانچہ قرآن کی جمع آوری لوگوں کے سامنے انجام پائی اور اس کے مصحف تیار ہوئے اور لوگوں کے ہاتھوں میں دئے گئے۔ ایک دوسرے کے ہاتھوں میں رد و بدل ہوئے مگر کسی نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ یعنی سب کو وہ نسخہ قبول تھا اور اس میں کسی قسم کی کوئی تحریف نہ تھی[2]۔

حضرت علیؑ نے مروجہ قرآن کو قبول کیا

یہ بھی تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے باوجودیکہ خود قرآن کی جمع آوری فرمائی تھی اور قرآن کو آپ نے ترتیب نزول آیات و سور کے اعتبار سے جمع فرمایا تھا اور پھر عامہ ناس کے سامنے اسے پیش کیا مگر ان سب کے باوجود اسی مروجہ قرآن کو آپ نے قبول کیا اور اس پر کوئی اعتراض نہیں فرمایا[3]۔

نتیجہ بحث:

گزشتہ بحثوں کا نتیجہ یہ ہے کہ قرآن، الٰہی کتاب، معجزہ اور ہدایت ہے۔ مسلمان ابتدا ہی سے قرآن کے سوروں اور اس کی ایک ایک آیت کی جمع آوری کے بارے میں سنجیدہ تھے اور اس کے حرف حرف کلمہ اور نقطہ کے بارے میں سخت حساس تھے، اسے جمع کیا اور پھر اس کی نسخہ برداری کر کے لوگوں

۱- قاموس قرآن (ج ۵) ص ۲۷۳
۲- قرآن در اسلام، ص ۱۳۲
۳- قاموس قرآن (ج ۵) ص ۲۷۳

کے سامنے پیش کیا۔ اس بنیاد پر حفاظت قرآن کا رسول اسلامؐ کے زمانے سے لے کر صحابہ کرام اور تابعین کے زمانے تک یہ اہتمام خود عدم تحریف قرآن کی بہترین مثال ہے۔

عقلی دلائل، تاریخی شواہد و ثبوت، قرآن و احادیث اور رسول اسلامؐ و صحابہ کرام کا عمل یہ سب کے سب سلامتی قرآن کی پشت پناہی کرتے ہیں اور اس بات کا یقین دلاتے ہیں کہ قرآن کریم جیسا نازل ہوا تھا آج بھی ویسا ہی ہے جو تمام بشریت کے لیے معجزہ اور ہدایت و رہنمائی کا محکم ذریعہ ہے۔

منابع و مآخذ

القرآن الکریم

- ابن جریر، محمد، **جامع البیان فی تاویل ای القرآن**، بیروت، ۱۴۰۸ق
- ابو حیان محمد بن یوسف، **تفسیر بحر المحیط**، عدہ دور نشر
- جلالی مازندرانی، السید محمود، **المحصول فی علم الاصول**، موسسہ امام صادق، قم
- الحلی ابن مطہر، **اجوبۃ المسائل المہنائیہ**، مطبعہ الخیام، قم
- خوئی، ابوالقاسم، **البیان فی تفسیر القرآن**، مکتبہ نجف
- سبحانی، جعفر، **رسائل و مقالات**، موسسہ امام صادقؑ، قم
- الشریف، المرتضیٰ، **الموضح عن وجہ اعجاز القرآن الصرفہ**، آستانہ قدس رضوی، مشہد، ۱۳۸۲ش
- صدوق، ابو جعفر، **الاعتقادات**، کتابستان، قم، ۱۳۹۹ش
- طباطبائی، محمد حسین، **قرآن در اسلام**، دفتر انتشارات اسلامی، قم، ۱۳۷۹ش
- طباطبائی، محمد حسین، **تفسیر المیزان**، دفتر انتشارات اسلامی، قم
- طبرسی، فضل بن حسن، **مجمع البیان للعلوم القرآن**، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۴۰۶ق
- طنطاوی، محمد، **التفسیر الوسیط للقران الکریم**، نہضۃ مصر
- طوسی، محمد بن حسن، **التبیان فی تفسیر القرآن**، دار احیاء التراث العربی، بیروت
- طیب عبد الحسین، **اطیب البیان فی تفسیر القرآن**، انتشارات اسلام، تہران

- علی، نقی نقوی، **مقدمہ تفسیر قرآن**
- قرشی، علی اکبر، **تفسیر احسن الحدیث**، بنیاد بعثت، تہران، ۱۳۷۷ش
- قرشی، علی اکبر، **قاموس قرآن**، دار الکتب الاسلامیہ، تہران
- ماوردی، علی بن محمد بصری، النکت والعیون، دار الکتب العلمیہ، بیروت
- مصطفوی، حسن، **التحقیق فی الکلمات القرآن**، وزارت فرہنگ وارشاد اسلامی، تہران، ۱۳۷۱ش
- معرفت، محمد ہادی، **صیانۃ القرآن من التحریف**، موسسہ نشر اسلامی، قم
- ہادوی تہرانی، مہدی، **مبانی کلامی اجتہاد**،، خانہ خرد ایران

تحریف قرآن سے متعلق شیعوں پر آلوسی کا الزام

آیت اللہ فاضل لنکرانی کا جواب

فاطمہ نجار زادگان

خلاصہ

آیت اللہ فاضل لنکرانی اپنی کتاب مدخل التفسیر میں قرآن کریم کی عدم تحریف کے بارے میں امامیہ مذہب کے نظریہ کو بیان کرنے کے بعد تفسیر روح المعانی کے مؤلف محمود آلوسی (م ۱۲۷۰) کے اس نظریہ کا تنقیدی جائزہ لیتے ہیں جس میں انہوں نے واضح طور پر شیعوں پر عقیدہ تحریف قرآن کا الزام لگایا ہے۔ آپ نے تین پہلوؤں سے آلوسی کے نظریہ کو رد کیا ہے:

- ❖ آلوسی نے عدم تحریف قرآن کے سلسلہ میں علمائے امامیہ کے اجماع کو نظر انداز کیا ہے
- ❖ قرآن میں عدم تحریف کے سنی اجماع کے بارے میں آلوسی کے دعوے کی تردید
- ❖ سنی مآخذ میں تحریف نما روایات کی توجیہ کے لئے نظریہ نسخ التلاوۃ کی تردید

اس مقالہ میں ان تینوں پہلوؤں کو مد نظر رکھتے ہوئے آیت اللہ فاضل لنکرانی کے نظریات کو بیان کیا جائے گا تا کہ عدم تحریف قرآن کے سلسلہ میں شیعوں کا نقطہ نظر مزید واضح ہو سکے۔

کلیدی کلمات: آیت اللہ فاضل، آلوسی، عدم تحریف قرآن

اس مقالہ کو ڈاکٹر خان محمد صادق جونپوری صاحب نے فارسی سے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔

آیت اللہ محمد فاضل لنکرانی (۱۹۳۱-۲۰۰۷) شیعوں کے مرجع تقلید اور حوزہ علمیہ قم ایران کے استاد تھے۔ آپ جامعہ مدرسین حوزہ علمیہ قم کے رکن اور مجلس خبرگان رہبری کے پہلے دور کے رکن رہے ہیں۔ آیت اللہ العظمی محمد رضا گلپایگانی اور آیت اللہ العظمی شیخ محمد علی اراکی کی وفات کے بعد آپ کا نام ان سات مراجع تقلید میں شامل تھا جن کی فہرست جامعہ مدرسین حوزہ علمیہ قم سے جاری ہوئی تھی۔ آپ نظریہ ولایت فقیہ کے حامیوں میں سے تھے اور تقریب بین المذاہب کے لئے سرگرم تھے۔ آپ حرم مطہر حضرت معصومہ قم (س) میں مدفون ہیں۔ آپ نے چالیس سے زائد کتابیں تحریر کی ہیں جن میں سب سے مشہور کتاب "تفصیل الشریعۃ فی شرح تحریر الوسیلہ" ہے جو کہ امام خمینی کی "تحریر الوسیلہ" کی شرح ہے۔

آیت اللہ فاضل لنکرانی کی کتاب "مدخل التفسیر" میں ایک مقدمہ اور آٹھ ابواب ہیں:

۱- حقیقت معجزہ
۲- اعجاز قرآن
۳- وجوہ اعجاز قرآن
۴- اعجاز قرآن کے سلسلہ میں شبہات کا جواب
۵- قرائات کا مسئلہ
۶- اصول تفسیر
۷- عدم تحریف قرآن
۸- قائلین تحریف قرآن کے شبہات کا جواب

ابوالثناء سید محمود شہاب الدین آلوسی (پیدائش: ۱۲۱۷ ہجری)، تیرہویں صدی ہجری کے فقیہ، مفسر، ادیب اور مفتی تھے جو بغداد میں رہتے تھے۔ ان کی سب سے مشہور کتاب عربی زبان میں "روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی" ہے جس کا شمار اہلسنت کی مفصل اور جامع تفاسیر میں ہوتا ہے جس میں انہوں نے تفسیر ابو حیان، کشاف، ابو السعود، بیضاوی، تفسیر فخر رازی اور دوسری تفسیروں سے استفادہ کیا ہے۔ یہاں تک کہ اسے گذشتہ تفاسیر کا خلاصہ اور فخر رازی کی تفسیر کے بعد سب سے بڑی تفسیر کہا جاسکتا ہے۔ آلوسی نے بہت سی جگہوں پر تعصب سے کام لیتے ہوئے معتزلہ اور شیعوں پر حملہ کیا ہے۔

مقدمہ

مرحوم آیت اللہ فاضل لنکرانی نے اپنی کتاب مدخل التفسیر کے ایک باب کو عدم تحریف قرآن سے مختص کیا ہے جس میں تحریف کے معانی کو بیان کرنے اور اس پر تنقید کے بعد،اس بارے میں امامیہ علماء کے نظریات کو پیش کیا ہے۔آپ نے اپنے نظریہ کو شیخ صدوق، شیخ مفید، سید مرتضی، شیخ طوسی، شیخ طبرسی، کاشف الغطاء، سید قاضی نوراللہ شوشتری اور شیخ بہائی جیسے بزرگ امامیہ علماء کے نظریات سے غنا بخشی ہے اور نتیجہ کے طور پر یوں تحریر کیا ہے:

و بالجمله لامجال للارتیاب فی المشهور بین علماء الشیعه الامامیه بل المتسالم علیه بینهم هو القول بعدم التحریف و انما ذهب الیه منهم طائفة قلیله من الاخباریین... التی سیجی الجواب عن الاستدلال بها۔

ترجمہ: مجموعی طور پر اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ شیعہ علمائے امامیہ کے درمیان جو معروف ہے، بلکہ ان کے درمیان جس چیز پر اجماع ہے، وہ یہ ہے کہ کوئی تحریف نہیں ہوئی ہے صرف اخباریوں کی ایک چھوٹی سی جماعت اس بات کی قائل ہے جس کا جواب اس کے قیاس کی بنیاد پر آئے گا۔

آپ آگے اس طرح تحریر کرتے ہیں:

و مع ذلك فلا مساغ لنسبة هذا القول الی الطائفة المحققة و جعل ذلك من المطاعن فی الفرقة الناجیه کما یظهر من بعض مفسرین اهل السنة و غیرهم۔

ترجمہ: تاہم اس قول کو کسی ایک فرقہ کی طرف منسوب کرنے اور اس فرقے پر اعتراض کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے جیسا کہ بعض اہل سنت مفسرین و غیرہ سے معلوم ہوتا ہے[1]۔

۱۔ فاضل لنکرانی، محمد، مدخل التفسیر، ص ۲۰۴

آیت اللہ فاضل تحریف کے اس دعویٰ کو غلط اور بے بنیاد بتاتے ہیں اور اس کے اثبات کے لئے اہل سنت کے مفسروں میں سے آلوسی کے نظریات پر گفتگو کرتے ہیں۔ آپ نے آلوسی کے اس دعوے کا مختلف پہلوؤں سے جائزہ لیا ہے۔

آلوسی نے شیخ کلینی کی کتاب کافی اور ابن شہر آشوب کی کتاب مثالب کی روایتوں کی بنیاد پر شیعوں پر عقیدہ تحریف قرآن کا الزام لگایا ہے۔ آیت اللہ فاضل لنکرانی نے اس الزام کا دو جواب دیا ہے:

پہلا جواب: علمائے شیعہ میں عدم تحریف قرآن کا قول مشہور ہے:

آپ تحریر فرماتے ہیں:

انك عرفت ان المشهور عند اصحابنا الامامیه بل المتسالم علیه بینهم هو القول بعدم التحریف۔

ترجمہ: آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے امامیہ اصحاب میں جو بات مشہور ہے اور جس بات پر وہ متفق ہیں، وہ عدم تحریف قرآن کا قول ہے[۱]۔

آیت اللہ فاضل لنکرانی نے اس سلسلہ میں کچھ شیعہ علماء کے نظریات کو نقل کیا ہے جیسے کہ شیخ صدوق، شیخ مفید، شریف مرتضی، شیخ طوسی، شیخ طبرسی، کاشف الغطاء، قاضی نور اللہ شوشتری، شیخ بہائی، محقق بغدادی، شیخ علی بن عبد العالی (محقق کرکی)، علامہ شہشانی، مولی فیض کاشانی[۲]۔

یہاں پر اس بات کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے کہ کتاب اعتقادات، اوائل المقالات اور مقدمہ تفسیر مجمع البیان کے علاوہ معانی الاخبار[۳]، مسائل السرویہ، المسائل التاسعہ[۴]، الذخیرۃ فی علم الکلام[۵] اور جوامع الجامع[۶] میں بھی ان کا قول نقل ہوا ہے۔

۱۔ مدخل التفسیر، ص ۲۰۹
۲۔ ایضاً، ص ۲۰۰
۳۔ صدوق، ابو جعفر، معانی الاخبار، ص ۱۳۳
۴۔ شیخ مفید، محمد بن محمد نعمان، المسائل السرویہ، ص ۸۳
۵۔ علم الہدی، علی بن حسین، الذخیرہ فی علم الکلام، ص ۳۶۱
۶۔ طبرسی، فضل بن حسن، جوامع الجامع فی تفسیر القرآن الکریم، ص ۲۳۶

اس کے علاوہ امامیہ مفسرین، محدثین، اصولیون، متکلمین اور فقہاء کے آثار میں جستجو کرنے سے ہمیں بے شمار ایسے علماء کے نام نظر آئیں گے جنہوں نے عدم تحریف قرآن کی گواہی دی ہے۔ ہم یہاں پر چھٹی صدی سے چودہویں صدی تک کے کچھ ایسے علماء کی تصنیفات کا ذکر کریں گے جنہوں نے عدم تحریف قرآن پر گواہی دی ہے۔ ظاہر ہے کہ ہم یہاں پر مکمل فہرست فراہم نہیں کر سکتے ہیں :

- ابوالفتوح رازی : روض الجنان و روح الجنان فی تفسیر القرآن، ج ۱۱، ص ۳۱۱
- قطب الدین راوندی : الخرائج والجرائح، ص ۱۰۰۴
- ابن ادریس حلی : المنتخب من تفسیر القرآن والنکت المستخرجہ من کتاب التبیان، ج ۲، ص ۲۴۶
- ابن شہر آشوب : متشابہ القرآن و مختلفہ، ج ۲، ص ۷۷
- ابن شہر آشوب، مثالب النواصب، مخطوطہ، ورقہ ۴۶۸
- علی ابن طاؤوس : سعد السعود، ص ۴۴
- ابوالمکارم حسنی : تفسیر البلابل والقلاقل، ج ۱، ص ۲۴۴
- محمد بن شیبانی، مختصر نہج البیان عن کشف معانی القرآن، ج ۳، ص ۱۸۴
- علامہ حلی، تذکرۃ الفقہاء، ج ۳، ص ۱۴۱
- مقداد سیوری : کنز العرفان فی فقہ القرآن، ص ۲
- شیخ بیاضی عاملی : الصراط المستقیم الی مستحقی التقدیم، ج ۱، ۴۵
- کمال الدین کاشفی : المواہب العلیہ، ج ۲، ص ۳۲۶
- ملا فتح اللہ کاشانی : منہج الصادقین فی الزام المخالفین، ج ۵، ص ۱۵۴
- محقق اردبیلی : مجمع الفوائد والبرہان فی شرح ارشاد الاذہان، ج ۲، ص ۳۲۶
- ابوالمحاسن جرجانی : جلاء الاذہان، ج ۵، ص ۱۲۸
- شیخ ابو فیض ناکوری : سواطع الالہام، ج ۳، ۲۱۴
- صدر المتالہین : تفسیر قرآن کریم، ص ۳۶۰

- فاضل تونی: الوافیہ فی اصول الفقہ، ص ۱۴۸
- فاضل ہندی: الکوکب الدری، ج ۴، ص ۱۶۲
- شریف لاہیجی: تفسیر شریف لاہیجی، ج ۲، ص ۶۵۸
- شیخ حر عاملی: رسالۃ فی اثبات تواتر القرآن
- محمد بن مرتضی کاشانی: المعین فی تفسیر الکتاب المبین، ج ۲، ص ۶۵۰
- وحید بہبہانی: الفوائد الحائریہ، ص ۲۸۳
- شیخ محمد تنکابنی، توشیح التفسیر فی قواعد التفسیر والتأویل، ص ۴
- شیخ محمد حسن آشتیانی، بحر الفوائد فی شرح الفرائد، ص ۹۹
- شیخ عبدالکریم حائری یزدی، درر الفوائد فی الاصول، ج ۱، ص ۳۶۶
- کاشف الغطاء، اصل الشیعۃ واصولہا، ص ۱۳۳
- سید محسن امین، اعیان الشیعہ، ج ۱، ص ۴۱
- عبدالحسین امینی، الغدیر فی الکتاب والسنۃ والادب، ج ۳، ص ۱۰۱

عدم تحریف قرآن کے سلسلہ میں بحث و تحقیق کا دائرہ پندرہویں صدی ہجری میں اور وسیع ہو گیا اور بہت سے علماء نے اس بارے میں اپنی گرانقدر تحریریں یادگار کے طور پر چھوڑی ہیں جن میں سے کچھ کے نام یوں ہیں:

- علامہ محمد حسین طباطبائی: المیزان فی تفسیر القرآن، ج ۱۲، ص ۱۰۳-۱۳۳
- امام خمینی: انوار الہدایۃ، ص ۱۶۵
- آیت اللہ العظمی سید ابوالقاسم خوئی: البیان فی تفسیر القرآن، ص ۱۹۷

اس بات کا تذکرہ یہاں پر ضروری ہے کہ جن علماء کا نام ہم نے یہاں پر لیا ہے ان میں سے بعض نے عدم تحریف قرآن کے موضوع پر مستقل کتاب تحریر کی ہے۔ مثال کے طور پر:

- ❖ رسالۃ فی اثبات تواتر القرآن (شیخ حر عاملی)
- ❖ کشف الارتیاب عن تحریف کتاب رب الارباب (شیخ محمود بن ابی القاسم تہرانی)
- ❖ الحجۃ علی فصل الخطاب (عبدالرحمان محمدی ہیدجی)
- ❖ صیانۃ القرآن من التحریف (استاد محمد ہادی معرفت)
- ❖ حقائق ہامۃ حول القرآن الکریم (سید جعفر مرتضی عاملی)
- ❖ التحقیق فی نفی التحریف (سید علی میلانی)
- ❖ تدوین القرآن (شیخ علی کورانی)
- ❖ نزاہت قرآن از تحریف (آیت اللہ جوادی آملی)

یہاں پر تواتر قرآن کے موضوع کی طرف اشارہ کرنا بھی اہم ہے جسے بعض امامیہ علماء نے قرآن کی عدم تحریف کے لئے ایک متقن دلیل مانا ہے اور اسی کی بنیاد پر تحریف پر دلالت کرنے والی روایات کو غیر معتبر قرار دیا ہے۔مثال کے طور پر معرب تہرانی نے محدث نوری کی کتاب فصل الخطاب کی رد میں ایک کتاب تحریر کی ہے جس میں وہ کہتے ہیں:

> "قرآن کو نقل کرنے کے لئے مسلمانوں نے بہت اہتمام کیا ہے جس کی وجہ سے الفاظ قرآن تواتر کی حد تک پہنچ چکے ہیں اور اس کے علاوہ قرآن کی طرف پیغمبر اسلامؐ اور مسلمانوں کا بے پناہ رجحان اسے تواتر کے درجہ پر قرار دیتا ہے اور عدم تواتر کا تصور ذہن سے نکل جاتا ہے"[۱]۔

۱- معرب طهرانی، محمد، کشف الارتیاب فی عدم تحریف الکتاب، المقالۃ الثانیہ، المقام الاول

دوسرا جواب: شیخ کلینی کی کتاب کافی اور ابن شہر آشوب کی کتاب مثالب النواصب میں موجود روایات پر آلوسی کی تنقید کا جواب

آیت اللہ فاضل لنکرانی کہتے ہیں کہ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ شیخ کلینی اور علی ابن ابراہیم قمی جیسے بعض شیعہ محدثین تحریف کے قائل ہیں تو اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا کہ سارے شیعہ یا زیادہ تر شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ان علماء پر تحریف قرآن کا الزام اس لئے لگایا جا رہا ہے کیونکہ انھوں نے کچھ روایتیں اس بارے میں نقل کی ہیں۔اس کے جواب میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ :

- کسی خبر کے نقل کرنے سے نقل کرنے والے کا نظریہ ثابت نہیں ہوتا ہے۔
- یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ آیا اس میں متنازع فیہ تحریف کی بات کی گئی ہے یا نہیں۔
- کیا یہ خبر بنا کسی معارض کے ہے۔
- کیا خبر خاص کر خبر واحد اس حساس مسئلہ میں حجت ہے اور اس پر عمل کیا جا سکتا ہے۔اس کے علاوہ ان سارے موارد کو خبر نقل کرنے والے کے لئے ثابت نہیں کیا جا سکتا جس سے اس پر تحریف کا الزام لگایا جا سکے[1]۔

کچھ لوگوں نے کتاب کافی کے بعض ابواب اور کچھ روایات کی بنیاد پر یہ مان لیا ہے کہ شیخ کلینی تحریف قرآن کے قائل تھے[2] لیکن اس دعویٰ کو ہم ثابت نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ :

- شیخ کلینی نے اپنی کتاب کافی میں کسی بھی روایت پر تنقید نہیں کی ہے یا ان کو رد نہیں کیا ہے۔
- آیت اللہ فاضل لنکرانی کے قول کے مطابق حدیث کی کسی کتاب میں کسی روایت کے نقل ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مؤلف کا اس پر عقیدہ ہے، اگرچہ مؤلف معتبر احادیث نقل

۱-مدخل التفسیر، ص۲۰۹

۲-نوری، میرزا حسین، فصل الخطاب، ص ۲۵؛ قفاری، ناصر، اصول مذہب الشیعہ الامامیہ الاثنی عشریہ (ج۱) ص ۲۲۷؛ مال اللہ، محمد، الشیعہ و تحریف القرآن، ص ۳۱؛ الٰہی ظہیر، احسان، الشیعہ والقرآن، ص ۳۴

کرنے کا پابند ہو کیونکہ سند حدیث کا معتبر ہونا متن حدیث کے معتبر ہونے کی دلیل نہیں ہے خاص کر جب وہ متن کسی دوسرے متن کے خلاف ہو لہٰذا اگر مان لیا جائے کہ کافی میں کچھ روایتیں تحریف کے متنازع فیہ معنی پر دلالت کرتی ہیں پھر بھی یہ احادیث دوسری احادیث مثال کے طور پر کتاب فضل القرآن میں منقول روایات سے متعارض ہیں۔ اس طرح کی روایتیں زیادہ ہیں اوران کا متن بھی اوصاف وآثار قرآن پر زیادہ دلالت کرتا ہے۔ اس طرح کی متضاد حدیثوں کو عرضہ اخبار بر قرآن کے قاعدہ کے مطابق قرآن سے تطبیق دینی چاہیئے اور قرآن کے موافق احادیث کو قبول کرلینا چاہیئے۔ کلینی نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں اس بات کا ذکر کیا ہے اور اس کی پابندی بھی کی ہے[1]۔

شیخ کلینی کے قول کے مطابق تحریف قرآن پر دلالت کرنے والی احادیث کی اگر صحیح تأویل نہیں ہو رہی ہے اور یہ دوسری احادیث سے متعارض ہیں تو وہ فاقد اعتبار ہوں گی کیونکہ قرآن سے ٹکرا رہی ہیں۔

❖ کتاب کافی میں تحریف قرآن یا اس سے مشابہ کوئی باب نظر نہیں آتا۔ شیخ کلینی پر الزام لگانے والوں نے صرف ایک باب کے عنوان کو اپنے دعویٰ کا شاہد مثال بنایا ہے۔ اس باب کا عنوان ہے "انه لم یجمع القرآن کله الا الائمة و انهم یعلمون علمه کله"[2]۔

لیکن اس عنوان کا تحریف قرآن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کی دلیل وہ چھ حدیثیں ہیں جو اس باب میں منقول ہیں۔ پہلی اور دوسری حدیث اجمالی طور پر ہے اور اگلی چار حدیثیں انہیں احادیث کی شرح و تفصیل نظر آتی ہیں۔ اس باب کے عنوان میں بھی اس اجمال و تفصیل کو دیکھا جا سکتا ہے۔

اس باب کی چھ حدیثوں کے مطالعہ سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ تنزیل وتأویل، علوم ظاہری و باطنی اور قرآن کا سارا علم ائمہ طاہرین علیہم السلام کے پاس ہے اور کوئی بھی ان کے مانند نہیں ہے[3] اور اس بات کی دلیل یہ ہے کہ اس عنوان میں جمع قرآن کو تمام ائمہ اطہار علیہم السلام سے منسوب کیا گیا ہے جب کہ سارے ائمہ نزول قرآن کے دور میں نہیں تھے تا کہ وہ الفاظ و تعابیر قرآن کو جمع کر سکتے۔

۱۔ کلینی، محمد بن یعقوب، الکافی (ج۱) ص ۸

۲۔ الکافی (ج۱) ص ۲۲۸

۳۔ طباطبائی، محمد حسین، الحاشیہ علی الکافی (ج۱) ص ۲۲۸

شاید اسی وجہ سے شیخ صدوق، علم الہدی، سید مرتضی اور شیخ الطائفہ ابو جعفر جیسے بزرگ شیعہ علماء نے کافی کی روایات اور اس کے ابواب کے عناوین سے تحریف قرآن کا معنی اخذ نہیں کیا ہے جب کہ ان کے پاس یہ کتاب موجود تھی[۱]۔

شیخ کلینی نے فیہ نکت ونتف من التنزیل فی الولایۃ کے باب میں جن احادیث کو نقل کیا ہے اور جن سے محدث نوری اور بعض سلفیوں نے تحریف کے لئے استناد کیا ہے[۲]، ان کی اسناد اور دلالات ضعیف ہیں۔ علامہ مجلسی کے قول کے مطابق اس باب میں قریب ۹۰ احادیث نقل ہوئی ہیں جن میں سے صرف ۸ حدیثیں صحیح ہیں[۳]۔

آلوسی نے شیخ کلینی کی کتاب کافی سے کچھ روایتیں نقل کی ہیں تاکہ یہ ثابت ہو سکے کہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہیں۔ مثال کے طور پر ایک حدیث صحیح سند کے ساتھ اور ایک احتمال کے مطابق سند موثق کے ساتھ کافی میں نقل ہوئی ہے جس کا مضمون کچھ اس طرح ہے: جبریل جو قرآن محمدؐ کے لئے لائے تھے اس میں سترہ ہزار آیتیں تھیں[۴]۔

اس حدیث کو صحیح طریقہ سے سمجھنے کے لئے کچھ نکات کو ذہن نشین کرنا ہوگا:

- اس حدیث کے متن سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں تقطیع کی گئی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ امام معصومؑ بغیر کسی مقدمہ کے اور اچانک یہ فرمانے لگیں کہ جبریل جو قرآن محمدؐ کے لئے لائے تھے اس میں سترہ ہزار آیتیں تھیں۔ ظاہر سی بات ہے کہ کسی نے کوئی سوال کیا ہوگا یا کوئی بحث و گفتگو ہو رہی ہوگی جس کے ضمن میں یہ بات کہی گئی ہوگی۔ اگر پورا سیاق و سباق ہمارے سامنے ہوتا تو اس حدیث سے ہم دوسرے معانی بھی اخذ کر سکتے تھے۔

۱۔ صدوق، ابو جعفر، من لایحضرہ الفقیہ (ج ۴) ص ۵۱ و ۱۶۵؛ الذخیرہ فی علم الکلام (ج ۱) ص ۴۰۹؛ طوسی، ابو جعفر، الفہرست، ص ۱۶۱

۲۔ فصل الخطاب، ص ۲۹؛ اصول مذہب الشیعہ الامامیہ الاثنی عشریہ (ج ۱)، ص ۲۲۸ و ۳۵۳؛ الشیعہ و تحریف القرآن، ص ۶۲

۳۔ مجلسی، محمد باقر، مرآۃ العقول (ج ۵) ص ۱۶۰

۴۔ کافی (ج ۲) ص ۶۳۴، رقم ۲۸

❖ کتاب کافی کے بعض معتبر نسخوں میں اس حدیث کو سات ہزار کے ساتھ نقل کیا گیا ہے جو کہ تقریبی ہے اور قرآنی آیتوں کی تعداد کے مطابق ہے[۱] لہٰذا اس حدیث کی نقل میں اختلاف نسخ کا مسئلہ بھی سامنے آتا ہے۔
❖ قرآن کریم میں موجود آیتوں سے زیادہ جو عدد ہے اسے قرائن و شواہد کی بنیاد پر حدیث قدسی یا وحی تفسیری پر حمل کیا جاسکتا ہے[۲] کیونکہ کبھی کبھی لفظ قرآن کو مطلّقاً مایقراء کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔
❖ یہ بھی ممکن ہے کہ قرآنی آیتوں کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں شمار کیا جائے تاکہ مطلوبہ عدد حاصل ہو جائے[۳]۔

اگر ہم ان تمام جوابات کو ناکافی بھی مان لیں تب بھی ضروری نہیں کہ ہم اس حدیث کے مضمون کو قبول کرلیں کیونکہ شیعہ منابع میں ہاتھ کی انگلیوں کے برابر بھی اس طرح کی حدیثیں نقل نہیں ہوئی ہیں جن میں یہ کہا گیا ہو کہ ایک مکمل آیت یا کئی آیتیں قرآن سے کم کی گئی ہیں یا زیادہ کی گئی ہیں تاکہ اس گیارہ ہزار آیتوں کا مصداق بن سکے جو اس حدیث کے مطابق قرآن سے حذف کردی گئی ہیں۔

آخر میں اس بات کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے کہ آلوسی اس حدیث کے بارے میں شیعہ علماء کے جوابات کو قبول نہیں کرتے لیکن جب اہل سنت کے منابع میں اس طرح کی حدیث نظر سے گزرتی ہے تو فوراً نسخ التلاوۃ سے اس کی توجیہ کرتے ہیں۔

آلوسی نے ابن شہر آشوب پر بھی یہ الزام لگایا ہے کہ ان کی کتاب مثالب میں ایسی روایتیں موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تحریف قرآن کو مانتے تھے لیکن ابن شہر آشوب نے واضح طور پر عدم تحریف قرآن کے بارے میں اپنے نظریہ کو بیان کیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ رسول اللہؐ کے دور میں ہی قرآن کو جمع کرلیا گیا تھا اور وہی قرآن آج ہمارے درمیان موجود ہے[۴]۔

۱۔ فیض کاشانی، محمد محسن، کتاب الوافی (ج ۲)، ص ۲۷۴
۲۔ صدوق، ابو جعفر، الاعتقادات، ص ۸۴
۳۔ کتاب الوافی (ج ۲)، ص ۲۷۴
۴۔ ابن شہر آشوب، محمد بن علی، مثالب النواصب، ورقہ ۱۷۴

آلوسی کا یہ دعویٰ ہے کہ عدم تحریف قرآن کے بارے میں اہل سنت میں اجماع پایا جاتا ہے۔

آیت اللہ فاضل لنکرانی نے اس کے جواب میں دو نکتے کی طرف اشارہ کیا ہے:

- ❖ اس دعویٰ کے باطل ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ نسخ التلاوۃ کا نظریہ جسے آلوسی نے روایات تحریف کو صحیح ثابت کرنے کے لئے بیان کیا ہے، نظریہ تحریف کے مترادف ہے۔ (اس کی وضاحت آگے آئے گی) لہٰذا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ سنی علماء کی اکثریت عدم تحریف کی قائل ہے۔
- ❖ اگر ہم آلوسی کے طریق کار کی پیروی کرتے ہیں تو ہمیں ماننا پڑے گا کہ سارے اہل سنت تحریف قرآن کے قائل ہیں کیونکہ انہوں نے شیعہ منابع میں تحریف پر دلالت کرنے والی بعض احادیث کی بنیاد پر شیعوں پر عقیدہ تحریف کا الزام لگایا ہے، جب کہ سنی منابع کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض سنی محدثین نے بھی اس طرح کی روایتوں کو نقل کیا ہے لہٰذا انہیں بھی تحریف کے قائلین میں شمار کرنا چاہیئے۔

مثال کے طور پر مالک بن انس کی موطاء میں عایشہ کے ذریعہ نقل ہوا ہے کہ "...خمس رضعات معلومات یحرمن..." کی آیت قرآن میں شامل تھی اور رسول اللہؐ کے دور میں اس کی تلاوت ہوتی تھی[1]۔

حاکم اپنی مستدرک میں مالک بن انس سے نقل کرتے ہیں:

"جب سورہ برائت کی ابتدائی آیتیں حذف ہوئیں تو بسم اللہ بھی حذف ہو گیا اور یہ ثابت ہے کہ سورہ برائت سورہ بقرہ کے برابر تھی"[2]۔

تیسری صدی میں تألیف ہونے والی اہل سنت کی حدیث کی کتابوں میں کچھ ایسی روایتوں پر نظر پڑ جاتی ہے جن کا ظاہر تحریف قرآن پر دلالت کرتا ہے۔ مثال کے طور پر:

۱-ابن انس، مالک، موطاء، ص ۶۰۸، رقم ۱۷

۲-سیوطی، جلال الدین، الاتقان فی علوم القرآن (ج ۱) ص ۶۵، نوع ۱۹

- ❖ المصنف۔[۱]
- ❖ فضائل القرآن: ان روایات کو دو عناوین کے تحت نقل کیا ہے۔ باب الروایۃ الزوائد من الحروف التی خولف بہاالخط القرآن[۲]۔ باب ما رفع من القرآن بعد نزولہ و لم یثبت فی المصاحف[۳]۔
- ❖ المصنف۔[۴]
- ❖ مسند احمد بن حنبل[۵]۔
- ❖ صحیح محمد بن اسماعیل بخاری[۶]۔
- ❖ صحیح مسلم بن حجاج[۷]۔
- ❖ تاریخ مدینہ المنورۃ[۸]۔
- ❖ کتاب المصاحف[۹]۔
- ❖ الجامع الصحیح یا سنن ترمذی[۱۰]۔
- ❖ فضائل القرآن[۱۱]۔

تیسری صدی کے بعد کے سنی منابع میں بھی تحریف قرآن کے حوالے سے گفتگو ہوئی ہے جن میں سے کچھ نام یوں ہیں:

۱۔ صنعانی، ج ۲، ص ۹۱، رقم ۲۶۱۵

۲۔ ابن سلام، قاسم، فضائل القرآن، ص ۲۸۹-۳۲۰

۳۔ ایضاً، ص ۳۲۶

۴۔ ابن ابی شیبہ، عبداللہ، کتاب المصنف فی الاحادیث و الاخبار (ج ۷) ص ۴۳۲، رقم ۳۷۰۳۲

۵۔ ابن حنبل، احمد، مسند الامام احمد بن حنبل (ج ۶) ص ۹۵؛ ج ۵، ص ۱۳۳

۶۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری (ج ۸) باب رجم الحبلی، ص ۲۰۸-۲۱۱

۷۔ ابن حجاج، مسلم، صحیح مسلم (ج ۲) ص ۷۲۶؛ ج ۴، ص ۱۶۷

۸۔ ابن شبہ، عمر، تاریخ مدینہ المنورہ، ص ۲۸۸، ۷۰۷، ۷۱۲

۹۔ ابن ابی داود، ابو بکر عبداللہ، کتاب المصاحف، ص ۴۹ و ۵۰

۱۰۔ ترمذی، محمد بن عیسی، الجامع الصحیح (ج ۵) ص ۶۶۵، رقم ۳۷۹۳

۱۱۔ ابن ضریس، محمد بن ایوب، فضائل القرآن، ص ۳۹، رقم ۲۸ و ۱۵۸

- ❖ السنن الکبری[۱]۔
- ❖ جامع البیان فی تأویل آئ القرآن[۲]۔
- ❖ المعجم الکبیر، المعجم الاوسط اور المعجم الصغیر[۳]۔
- ❖ المستدرک علی الصحیحین[۴]۔

اس کے بعد تحریر کی جانے والی کتابوں میں انہیں منابع سے استفادہ کیا گیا ہے اور ان کا شمار مستقل منابع میں نہیں ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ ابن شنبوذ بغدادی اور شعرانی جیسے افراد کے نظریات بھی تحریف قرآن کے موضوع کو مزید پیچیدہ بنادیتے ہیں۔ابن شنبوذ (م ۳۲۸) بغداد میں قاری تھے اور ان کا شمار اہل سنت کے چودہ قاریوں میں ہوتا ہے[۵]۔انہوں نے قرآن کو شواذ قرائات پر قرائت کی ہے اوران کا یہ ماننا تھا کہ عثمان پورے قرآن کو جمع نہیں کرسکے اور موجودہ قرآن سے پانچ سو حروف ساقط ہوگئے ہیں اور اصحاب نے بھی کچھ چیزیں قرآن میں اضافہ کی ہیں[۶]۔

دسویں صدی کے شعرانی (م ۹۷۳) نے بھی یہی دعویٰ کیا ہے:

> "اگر کمزور دلوں میں شک و شبہ پڑنے کا خوف نہ ہوتا تو میں بتاتا کہ مصحف عثمان سے کیا کیا ساقط ہوگیا ہے"[۷]۔

موجودہ دور میں محمد الخطیب نے اپنی کتاب الفرقان میں اسی نظریہ پر گفتگو کی ہے۔

۱۔ نسائی، احمد بن شعیب، السنن الکبری (ج۲) ص۸۲ و۳۰۸

۲۔ ابن جریر، محمد، جامع البیان فی تأویل ای القرآن (ج۱) ص ۲۷

۳۔ سلیمان بن احمد طبرانی (منقول از فاضل، ہندی، الکوکب الدری (ج۱) ص ۴۶۰)

۴۔ حاکم نیشابوری، ابو عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین (ج۲) ص ۴۱۵ و ۵۳۱

۵۔ دمیاطی، اتحاف فضلاء البشر فی قراء اربع عشر

۶۔ قرطبیؒ، محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن (ج۱) ص ۸۱-۸۰؛ بغدادی، ج۱، ص ۲۸۰، رقم ۱۲۲؛ مقدسی، عبدالرحمٰن، المرشد الوجیز الی علوم تتعلق بالکتاب العزیز، ص ۱۸۷

۷۔ شعرانی، عبدالوہاب، الکبریت الاحمر (ج۱) ص ۱۴۳

نظریہ نسخ التلاوۃ کا جائزہ اور تحریف قرآن سے اس کی مماثلت کا ثبوت

آیت اللہ فاضل لنکرانی پہلے نسخ التلاوۃ کے بارے میں آلوسی کے نظریہ کو نقل کرتے ہیں:

"و الروایات(یعنی الروایات التی ذکر فی کتب اهل السنة) اکثر من ان تحصی الا انها محمولة علی ما ذکرناه(یعنی الحمل علی نسخ التلاوة) و این ذلك مما یقوله الشیعی الجسور(یعنی الشریف المرتضی) وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِن نُّورٍ[1]۔

آیت اللہ فاضل لنکرانی، آلوسی کے نظریہ کا جائزہ لینے سے پہلے، اہل سنت سے منقول بعض ایسی روایتوں کو نقل کرتے ہیں جن سے صراحت کے ساتھ تحریف قرآن کی نشاندہی ہوتی ہے اور کسی بھی طرح انہیں نسخ التلاوۃ پر حمل نہیں کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر:

۱. المسور بن مخرمہ کی روایت: قال عمر لعبدالرحمن بن عوف: الم تجد فیما انزل علینا: ان جاهدوا کما جاهدتم اول مرة۔ فانا لانجدها! قال اسقطت فیما اسقط من القرآن۔

۲. عایشہ سے منقول عروۃ بن زبیر کی روایت: کانت سورة الاحزاب تقرا فی زمن النبی مائتی آیه فلما کتب عثمان المصاحف لم یقدر منها الا ما هو الآن۔

آیت اللہ فاضل لنکرانی نے اس طرح کی دوسری روایتوں کو بھی نقل کیا ہے تاکہ یہ ثابت ہوسکے کہ نسخ التلاوۃ کا نظریہ (دوسری کمیوں کے ساتھ ساتھ) ایسی روایتوں کی توجیہ نہیں کرسکتا ہے۔

عمر بن خطاب سے منقول روایت: "قرآن میں ایک ملین ستائیس ہزار حروف ہیں"[2]۔

۱۔ سورہ نور، آیت ۴۰

۲۔ الاتقان فی علوم القرآن (ج۱) ص ۷۲؛ کوکب الدری (ج۱) ص ۴۶۰

اس روایت کے مطابق قرآن کا دو تہائی حصہ غائب ہوگیا ہے کیونکہ موجودہ قرآن میں ۳۴۰۷۴۰ حروف ہیں[۱]۔

۳. عبداللہ بن عمر سے منقول روایت: "تم میں سے کوئی بھی یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ پورا قرآن اس کے پاس ہے... قرآن کا زیادہ تر حصہ ختم ہوگیا ہے"[۲]۔

۴. ابو موسی اشعری سے منقول روایت: "دور پیغمبرؐ میں ہم ایک سورہ کی تلاوت کرتے تھے جس کی آیتوں کی تعداد سورہ برائت کے برابر تھی۔ اس وقت یہ سورہ ذہن سے نکل چکی ہے سوائے اس آیت کے: لو کان لابن آدم وادیان من مال لابتغی وادیا ثانیا ولا یملا جوف ابن آدم الا التراب"[۳]۔

آلوسی نے ابو موسی اشعری کی روایت کا صرف ایک حصہ نقل کیا ہے اور آیت اللہ فاضل نے بھی اسی نقل کو اپنی کتاب میں نقل کیا ہے[۴]۔ احمد بن حنبل نے بھی ابی واقد لیثی سے اسی مضمون کی روایت کی ہے۔[۵]

۵. حذیفہ بن یمان سے منقول روایت: "سورہ توبہ جو آج آپ تلاوت کرتے ہیں وہ ہمارے زمانے میں پڑھی جانے والی سورہ توبہ کی ایک چوتھائی ہے"[۶]۔

۶. ابی بن کعب سے منقول روایت: "سورہ بینہ کو اس طرح پڑھا جاتا تھا: ان ذات الدین عند اللہ الحنفیہ المسلمة لا الیہودیہ و لا النصرانیہ و لا المجوسیہ من یعمل خیرا فلن یکفر لہ"[۷]۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن اور صحیح بتایا ہے[۸]۔

۱- زرکشی، بدرالدین، البرہان فی علوم القرآن (ج ۱) ص ۲۴۹

۲- فضائل القرآن، ص ۱۹۰؛ الاتقان فی علوم القرآن (ج ۳) ص ۷۲

۳- صحیح مسلم، کتاب الزکات ص ۷۲۶، رقم ۱۹۹

۴- مدخل التفسیر، ص ۲۰۸

۵- مسند احمد ابن حنبل (ج ۵) ص ۲۱۹؛ ج ۲، ص ۵۳۱

۶- الاتقان فی علوم القرآن (ج ۴)، ص ۱۲۰؛ المستدرک علی الصحیحین (ج ۲) ص ۲۳۱

۷- ابن حنبل، ج ۵، ص ۱۳۱ و ۱۳۲؛ المستدرک علی الصحیحین (ج ۲) ص ۵۳۱؛ فضائل القرآن، ص ۱۹۲؛ ہیثمی، ابو بکر، مجمع الزوائد و منبع الفوائد (ج ۷) ص ۱۴۰

۸- صحیح ترمذی (ج ۵) ص ۶۶۶

اہل سنت کے منابع میں اس طرح کی بہت سی حدیثیں نقل ہوئی ہیں اور قاسم بن سلام نے اس طرح کی ۱۲۴ حدیثوں کو "الزوائد من الحروف التی خولف بہا الخط فی القرآن" کے باب میں جمع کیا ہے اور کہا ہے کہ اس طرح کی حدیثیں بہت ہیں[1]۔ سیوطی نے بھی اس طرح کی حدیثیں نقل کی ہیں[2]۔ آلوسی کہتے ہیں کہ اس طرح کی حدیثوں کی تعداد بہت زیادہ ہے[3]۔

ان احادیث کی اسناد کی صحت و سقم کے بارے میں اہل سنت میں اختلاف نظر پایا جاتا ہے[4] لیکن وہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ ان احادیث کا مضمون تحریف قرآن پر دلالت نہیں کرتا ہے اور قرائن و شواہد کی بنیاد پر ان کی وضاحت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہاں پر ہم ان میں سے کچھ کو بیان کرتے ہیں :

۱. یہ روایتیں تفسیر و معانی قرآن کی جنس سے ہیں[5]۔
۲. یہ روایتیں وحی غیر قرآنی (حدیث قدسی) پر دلالت کرتی ہیں[6]۔
۳. یہ احادیث من گھڑت یا راوی کی غلطی ہیں۔ مثال کے طور پر ابن انباری سورہ بینہ کے سلسلہ میں حدیث "لو ان لابن آدم وادیا. . ." کو غلط بتاتے ہوئے کہتے ہیں: "ابن کثیر اور ابی عمرو نے متصل سند کے ساتھ ابی بن کعب (جن سے اس سورہ کی قرائت منسوب ہے) سے سورہ بینہ کو نقل کیا ہے لیکن اس میں یہ آیت نہیں ہے"[7]۔

آلوسی نے شیعوں پر صرف اس لئے عقیدہ تحریف قرآن کا الزام لگایا ہے کیونکہ شیعی منابع میں بعض ایسی روایتیں نقل ہوئی ہیں جو تحریف قرآن پر دلالت کرتی ہیں اور وہ اس بارے میں شیعوں

۱- فضائل القرآن، ص ۱۸۹
۲- الاتقان فی علوم القرآن (ج ۱) ص ۸۸
۳- روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی (ج ۱) ص ۴۶
۴- عاصمی، المبانی؛ ابن حزم اندلسی، علی بن احمد، المحلی (ج ۱۰) ص ۱۴-۱۶؛ نحاس، ابو جعفر، کتاب الناسخ و المنسوخ، ص ۱۲؛ زمخشری، جاراللہ محمود، الکشاف فی حقائق غوامض التنزیل و عیون الاقاویل فی وجوہ التأویل (ج ۳) ص ۵۱۸
۵- فضائل القرآن، ص ۱۹۵؛ البرہان فی علوم القرآن (ج ۱)، ص ۲۱۵
۶- ابن قتیبہ، ص ۲۹۲؛ عاصمی، نسخہ خطی، ورق ۶۲
۷- جفری، آرتور، مقدمتان فی علوم القرآن، ص ۸۵

کی کسی بھی وضاحت کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں لیکن اس کے برخلاف سنی منابع میں موجود تحریف پر دلالت کرنے والی روایات کی وضاحت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر سورہ احزاب کے بارے میں عایشہ سے منقول حدیث نیز اس طرح کی دوسری حدیثوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

" سورہ احزاب کے بعض حصوں کے حذف ہونے پر دلالت کرنے والی یہ حدیث من گھڑت ہے اور حق تو یہ ہے کہ اس طرح کی تمام حدیثیں جو آیات قرآنی کے حذف ہونے پر دلالت کرتی ہیں، جعلی اور من گھڑت ہیں یا انہیں کسی بھی طرح سے تأویل کرنی پڑے گی"[1]۔

رافعی ایک کلی قاعدہ پیش کرتے ہیں:

" صحابہ سے منقول ہر بات صحیح نہیں ہوتی ... وہ لوگ غیر معصوم ہیں... کبھی کبھی سنی ہوئی باتوں کو سمجھنے میں غلطی کرتے ہیں[2]۔

۴. ان روایتوں میں مذکور آیتیں منسوخ التلاوۃ ہیں یعنی نسخ التلاوۃ کے قاعدہ کے تحت آتی ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ قاسم بن سلام (م ۲۲۲ھ) نے پہلی بار اپنی کتاب "فضائل القرآن" میں اس قاعدہ کو پیش کیا ہے۔ نیز انہوں نے "الناسخ والمنسوخ" نامی کتاب تحریر کی ہے۔ ابو جعفر نحاس (م ۳۳۸) اس کتاب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین طرح کے نسخ کی بات کرتے ہیں اور کہتے ہیں:

"کچھ لوگوں کا ماننا ہے کہ نسخ کی چوتھی قسم بھی ہوتی ہے اور وہ اس طرح ہے کہ کوئی آیت نازل ہوتی ہے اور کچھ عرصہ تک اس کی تلاوت بھی کی جاتی ہے اور پھر اس کی تلاوت نسخ ہو جاتی ہے لیکن اس کا حکم باقی رہتا ہے"[3]۔

۱- روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی (ج ۱۲) ص ۲۱۷

۲- نجار زادگان، فتح اللہ، تحریف ناپذیری قرآن، ص ۱۵۳

۳- کتاب الناسخ والمنسوخ، ص ۱۱

یہ عبارت "نسخ التلاوۃ دون الحکم " کے مشہور نظریہ کے بارے میں ایک تاریخی سند ہے جسے تحریف پر دلالت کرنے والی احادیث کی وضاحت کے لئے اہل سنت علماء نے استعمال کیا ہے۔

اس نظریہ کے مطابق اہل سنت کے بیشتر علماء کا یہ ماننا ہے کہ اس طرح کی آیتیں پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہیں اور پھر یا ان کے الفاظ ان کے حکم کے ساتھ منسوخ ہوگئے ہیں (نسخ التلاوۃ مع الحکم) یا صرف ان کی تلاوت منسوخ ہوگئی ہے لیکن ان کا حکم باقی ہے۔ (نسخ التلاوۃ دون الحکم)

ابن حزم[1]، زرقانی[2]، ابوشامہ[3]، طحاوی اور سیوطی[4] بھی اسی عقیدہ پر ہیں۔ آلوسی اس بارے میں ایک کلیہ پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"ابو بکر کے زمانے میں جب قرآن کو جمع کیا گیا تو اس میں ایسی آیتیں جو متواتر نہیں تھیں اور ان کی تلاوت منسوخ ہو چکی تھی، انہیں شامل نہیں کیا گیا لیکن وہ لوگ جو ان آیتوں کے نسخ کے بارے میں نہیں جانتے تھے، وہ اب بھی ان آیتوں کو قرآن کا حصہ سمجھ کر تلاوت کرتے ہیں۔ اس طرح کی ساری حدیثیں نسخ التلاوۃ پر حمل کی جائیں گی[5]۔

آیت اللہ فاضل لنکرانی نسخ التلاوۃ کے باطل ہونے کے بارے میں کہتے ہیں:

"یہ نسخ یا تو پیغمبر اکرمؐ کے زمانے میں اور حضورؐ کے حکم سے واقع ہوا ہے (اس کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ اہل سنت کا ماننا ہے کہ آیات منسوخ کو متواتر طریقے سے نقل ہونا چاہئے۔) یا وہ نسخ حکم پیغمبرؐ سے نہیں تھا اور دور نزول وحی کے بعد ہوا ہے اور اس صورت میں یہ تحریف کا مصداق ہوگا"۔

۱۔ ابن حزم اندلسی، علی بن احمد، المحلی (ج ۱۱) ص ۲۳۴

۲۔ زرقانی، محمد عبدالعظیم، مناہل العرفان، ص ۵۴۵-۵۴۷

۳۔ المرشد الوجیز الی علوم تتعلق بالکتاب العزیز، ص ۴۲

۴۔ الاتقان فی علوم القرآن (ج ۲) ص ۸۱

۵۔ روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم و السبع المثانی (ج) ص ۴۵

علمائے امامیہ کے علاوہ اہل سنت کے علماء نے بھی نسخ التلاوۃ کے نظریہ کے باطل ہونے کی گواہی دی ہے اور ان کی دلیل یہ ہے کہ:

۱. یہ احادیث خبر واحد ہیں اور خبر واحد سے قرآنی آیات کے نسخ کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔اس بات پر اکثر علماء متفق ہیں[۱]۔

۲. مذکورہ آیات کا مضمون، دوسری آیات قرآنی سے میل نہیں کھاتا۔ظاہر سی بات ہے کہ اگر کوئی آیت منسوخ ہوئی ہے تو اس میں دوسری آیتوں کی طرح قرآنی صفات موجود ہونے چاہئے اور مضمون، فصاحت و بلاغت اور دوسرے پہلوؤں سے اس میں اعجاز ہونا چاہئے لیکن قرآن سے مختصر آشنائی رکھنے والا بھی یہ بتاسکتا ہے کہ مذکورہ آیتوں میں یہ چیزیں نہیں پائی جاتی ہیں بلکہ ان میں تناقض و اختلاف پایا جاتا ہے۔اگر یہ آیتیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتیں تو ان کے متن میں اضطراب واختلاف نہ ہوتا کیونکہ قرآن خود ارشاد فرمارہاہے کہ اگر یہ قرآن غیر خدا کی طرف سے ہوتا تو اس میں بڑا اختلاف ہوتا[۲]۔

محمد خطیب[۳]، صبحی صالح[۴] اور دوسرے علماء نے اس نکتہ کی طرف توجہ کی ہے۔شیعہ عالم دین بلاغی نجفی (م ۱۳۵۲) نے مذکورہ آیت کے مضامین کا جائزہ لیاہے اور ان میں موجود اغلاط اور اختلافات پر روشنی ڈالی ہے[۵]۔

۳. نسخ آیات قرآن نزول وحی کے زمانے سے مختص ہے لیکن مذکورہ بعض روایات کے مطالعہ سے معلوم ہوتاہے کہ یہ نسخ وفات مرسل اعظمؐ کے بعد واقع ہوا ہے۔

۱- صبحی، صالح، مباحث فی علوم القرآن، ص ۲۶۵-۲۶۶؛ رشید رضا، محمد، المنار (ج۱) ص ۴۱۳-۴۱۵؛ مصطفیٰ، زید، ج۱، ص ۲۸۳؛ البرہان فی علوم القرآن (ج ۲)، ص ۳۹-۴۰

۲- أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا (سورہ نساء، آیت ۸۲)

۳- ابن خطیب، محمد، الفرقان، ص ۱۵۷-۱۵۸

۴- مباحث فی علوم القرآن، ص ۲۶۶

۵- بلاغی، محمد جواد، آلاء الرحمٰن فی تفسیر القرآن، ص ۲۰

ان ساری باتوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ نسخ التلاوۃ کا نظریہ قابل دفاع نہیں ہے کیونکہ :

- ❖ یقینی طور پر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ مذکورہ آیتیں کس سورہ میں اور کن آیتوں کے درمیان تھیں (کیونکہ آیتوں کے توقیفی ہونے پر اہل سنت کا اجماع ہے)
- ❖ ان روایتوں کو نقل کرنے والوں نے آیتوں کے منسوخ ہونے کے بارے میں کچھ نہیں بتایا ہے۔
- ❖ روایتوں کے متن میں بھی نسخ کی بات نہیں کی گئی ہے۔

ان احادیث کے بارے میں علمائے اہل سنت کے نظریات کو بیان کرنے کے بعد یہ ضروری ہے کہ اس سلسلہ میں شیعہ علماء کے نظریات کو بھی بیان کیا جائے۔ سارے شیعہ علماء نے بغیر کسی شک وشبہہ کے اس طرح کی روایات (سوائے ان روایات کے جن کی مناسب تأویل کی جاسکتی ہے) کو باطل گردانا ہے۔ یہاں پر ہم کچھ علماء کا نام بیان کرتے ہیں:

۱. فضل بن شاذان (م ۲۰۶) معوذتین کے بارے میں ابن مسعود سے منسوب نظریہ کی رد میں[۱]۔
۲. سید مرتضی (م ۴۳۶) نظریہ نسخ التلاوۃ اور الفاظ قرآن میں خطا کی رد میں[۲]۔
۳. شیخ طبرسی (م ۵۳۸) الفاظ قرآن میں خطا کی رد میں[۳]۔
۴. علی بن طاؤوس حلی (م ۶۶۴) بسم اللہ کا جزو قرآن نہ ہونے کی رد میں[۴]۔
۵. علامہ حلی (م ۷۲۶) سورہ خلع اور حفد کا جائزہ[۵]۔

۱-ابن شاذان، فضل، الایضاح، ص ۲۲۹

۲-شریف مرتضی، ج۱، ص ۲۰۵-۲۰۶

۳-طبرسی، فضل بن حسن، مجمع البیان لعلوم القرآن (ج ۱) ص ۹۰؛ ج ۲، ص ۲۱۴-۲۱۵

۴-ابن طاؤوس، علی، سعد السعود، ص ۱۴۴-۱۴۵

۵ - حلی، محمد بن احمد بن ادریس، المنتخب من تفسیر القرآن و النکت المستخرجہ من کتاب التبیان (ج ۳) ص ۲۶۲-۲۶۳

متأخرین میں ان علماء کے نام قابل ذکر ہیں:

۱. علامہ طباطبائی[۱]
۲. آیت اللہ العظمی خوئی[۲]
۳. سید مرتضی عسکری[۳]
۴. شیخ محمد جواد بلاغی[۴]
۵. استاد محمد ہادی معرفت[۵]

نتیجہ

آیت اللہ فاضل لنکرانی اپنی کتاب "مدخل التفسیر" کے عدم تحریف الکتاب کے باب میں سب سے پہلے تحریف کے معانی بیان کرتے ہوئے اس کا جائزہ لیتے ہیں اور اس کے بعد عدم تحریف قرآن کے بارے میں مذہب امامیہ کے نظریات کو بیان کرتے ہیں۔

اس کے بعد آپ نے محمود آلوسی کے نظریہ کو تین پہلوؤں سے جائزہ لیا ہے اور اس کو غلط ثابت کیا ہے۔ آلوسی نے اپنی کتاب "تفسیر روح المعانی" میں صراحت کے ساتھ شیعوں پر تحریف قرآن پر عقیدہ کا الزام عائد کیا ہے۔ اس مقالہ میں آلوسی کی رد میں آیت اللہ فاضل لنکرانی کے جوابات کو تفصیل کے ساتھ پیش کیا گیا ہے تاکہ قرآنی محققین، آلوسی کے نظریہ کے باطل ہونے کو بہتر طریقے سے سمجھ سکیں۔

۱- طباطبائی، محمد حسین، المیزان فی تفسیر القرآن (ج ۱۲) ص ۱۱۷
۲- خوئی، سید ابوالقاسم، البیان فی تفسیر القرآن، ص ۲۰۶
۳- عسکری، سید مرتضی، القرآن الکریم و روایات المدرستین (ج ۲) ص ۳۵
۴- بلاغی، محمد جواد، آلاء الرحمٰن فی تفسیر القرآن، ص ۱۳-۱۵
۵- معرفت، محمد ہادی، التمہید فی علوم القرآن، ص ۱۵۸-۱۶۲

منابع و مآخذ

- قرآن کریم، ترجمہ علامہ جوادی
- آلوسی، محمود، **روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی**، تحقیق، محمد حسین العرب، دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۷ق
- آشتیانی، محمد حسن، **بحر الفوائد فی شرح الفرائد**، مکتبہ آیت اللہ مرعشی نجفی، قم، ۱۴۰۴ق
- ابن ابی داود، ابو بکر عبداللہ، **کتاب المصاحف**، تصحیح آرتو جفری، مصر، ۱۹۳۶م
- ابن ابی شیبہ، عبداللہ، **کتاب المصنف فی الاحادیث والاخبار**، تصحیح محمد عبدالسلام شاہین، دار الکتاب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۶ق
- ابن انس، مالک، **موطاء**، تصحیح و تعلیق محمد فؤاد عبدالباقی، بیروت
- ابن جریر، محمد، **جامع البیان فی تأویل ای القرآن**، بیروت، ۱۴۰۸ق
- ابن جزری، محمد، **النشر فی القرائات العشر**، تصحیح علی محمد الضباع، مطبعہ محمد، مصر
- ابن حجاج، مسلم، **صحیح مسلم**، تحقیق، محمد فواد عبدالباقی، بیروت
- ابن حزم اندلسی، علی بن احمد، **المحلی**، احیاء التراث العربی، بیروت
- ابن حنبل، احمد، **مسند الامام احمد بن حنبل**، مؤسسہ الرسالہ، بیروت، ۱۴۱۹ق
- ابن خطیب، محمد، **الفرقان**، دار الکتب المصریہ، قاہرہ، ۱۳۶۷ق
- ابن سلام، قاسم، **فضائل القرآن**، تحقیق وہی سلیمان خارجی، بیروت، ۱۴۱۱ق
- ابن شاذان، فضل، **الایضاح**، تحقیق ارموی، منشورات جامعہ الطھران، تہران
- ابن شبہ، عمر، **تاریخ مدینہ المنورہ**، تحقیق فہیم محمد الندوۃ، قم، ۱۴۱۰ق
- ابن شہر آشوب، محمد بن علی، **متشابہ القرآن و مختلفہ**، انتشارات بیدار، قم، ۱۳۲۸ش
- ابن شہر آشوب، محمد بن علی، **مثالب النواصب**، مخطوطہ، نسخہ لکھنو و نسخہ مدرسہ سپہ سالار تہران
- ابن ضریس، محمد بن ایوب، **فضائل القرآن**، تحقیق عروۃ بدیر، دمشق، ۱۴۰۸ق
- ابن طاووس، علی، **سعد السعود**، المنشورات الرضی، قم، ۱۳۶۳ش

- ❖ ابوریہ، محمود، **اضواء علی السنۃ المحمدیہ**، انتشارات انصاریان، قم، ۱۴۱۷ق
- ❖ ابونعیم اصفہانی، احمد بن عبداللہ، **حلیہ الاولیاء وطبقات الاصفیاء**، بیروت، ۱۴۰۷ق
- ❖ ابویعلی موصلی، احمد، **مسند ابی یعلی**، تحقیق حسین سلیم اسد، بیروت، ۱۴۰۸ق
- ❖ اردبیلی، احمد، **مجمع الفوائد والبرہان فی شرح ارشاد الاذہان**، منشورات جامعہ المدرسین، قم، ۱۴۰۲ق
- ❖ الٰہی ظہیر، احسان، **الشیعہ والقرآن**، ادارہ ترجمان السنۃ، لاہور، ۱۴۰۳ق
- ❖ امام خمینی، روح اللہ، **انوار الہدایہ**، مؤسسہ تنظیم ونشر آثار امام خمینی، قم، ۱۴۲۵ق
- ❖ امام خمینی، روح اللہ، **تہذیب الاصول**، تقریر شیخ جعفر سبحانی، مؤسسہ اسماعیلیان، قم، ۱۳۸۰ق
- ❖ امین، سید محسن، **اعیان الشیعہ**، تحقیق حسن الامین، دار التعاریف، بیروت، ۱۴۰۲ق
- ❖ امینی، عبدالحسین، **الغدیر فی الکتاب والسنۃ والادب**، تہران، ۱۳۶۶ش
- ❖ بخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح بخاری**، دار احیاء التراث العرب، بیروت
- ❖ برتون، جان، **دائرۃ المعارف قرآن**، لیدن
- ❖ بل، ریچارد، **درآمدی بر تاریخ قرآن**
- ❖ بلاغی، محمد جواد، **آلاء الرحمٰن فی تفسیر القرآن**، مکتبہ وجدانی، قم
- ❖ بلاغی، محمد جواد، **الہدی الی دین المصطفیٰ**، دار الکتاب الاسلامیہ، قم
- ❖ بیضاوی، عبداللہ، **انوار التنزیل واسرار التأویل** (تفسیر بیضاوی)، دار الکتب العلمیہ، بیروت
- ❖ تبریزی، موسوی، **اوثق الوسائل بشرح الرسائل**، انتشارات کتبی
- ❖ ترمذی، محمد بن عیسی، **الجامع الصحیح**، تحقیق احمد محمد شاکر، بیروت
- ❖ تنکابنی، شیخ محمد سلیمان، **توشیح التفسیر فی قواعد التفسیر والتأویل**، قم، ۱۴۱۱ق
- ❖ جرجانی، ابوالمحاسن، **جلاء الاذہان** (تفسیر گازر)، تہران، ۱۳۷۷ش
- ❖ جفری، آرتور، **مقدمتان فی علوم القرآن**، قاہرہ، ۱۹۵۴م
- ❖ جوادی آملی، عبداللہ، **نزاہت قرآن از تحریف**، نشر اسرا، قم، ۱۳۸۴ش
- ❖ حاکم نیشابوری، ابوعبداللہ، **المستدرک علی الصحیحین**، بیروت، ۱۴۰۷ق

❖ حائری یزدی، شیخ عبدالکریم، **درر الفوائد فی الاصول**
❖ حر عاملی، محمد بن حسن، **رسالہ فی اثبات تواتر القرآن**، مکتبہ علوم القرآن والتفسیر، قم، ۱۴۳۰ق
❖ حسنی، ابوالمکارم محمد، **تفسیر البلابل والقلاقل**، ۱۹۸۱م
❖ حسینی میلانی، علی، **التحقیق فی نفی التحریف عن القرآن الشریف**، انتشارات شریف رضی، ۱۴۱۷ق
❖ حلی، حسن بن یوسف، **تذکرۃ الفقہاء**، مؤسسہ آل البیت، قم، ۱۴۱۴ق
❖ حلی، محمد بن احمد بن ادریس، **المنتخب من تفسیر القرآن والنکت المستخرجہ من کتاب التبیان**، ۱۴۰۹ق
❖ حمصی رازی، سدید الدین محمود، **المنقذ من التقلید**، مؤسسہ نشر اسلامی، قم، ۱۴۱۲
❖ خوئی، سید ابوالقاسم، **البیان فی تفسیر القرآن**، نشر مروی، تہران، ۱۳۶۴ش
❖ دمیاطی، **اتحاف فضلاء البشر فی قراء اربع عشر**، بیروت، ۱۴۱۰ق
❖ رازی، ابوالفتوح، **روض الجنان و روح الجنان فی تفسیر القرآن**، مکتبہ آیت اللہ مرعشی نجفی، قم، ۱۴۰۴ق
❖ راغب اصفہانی، حسین بن محمد، **محاضرات الادباء و محاورات الشعراء والبلغاء**، بیروت
❖ راوندی، قطب الدین، **الخرائج والجرائح**، مؤسسہ امام المہدی، قم، ۱۴۰۹ق
❖ رشید رضا، محمد، **المنار**، دار المعرفۃ، بیروت
❖ زرقانی، محمد عبدالعظیم، **مناہل العرفان**، دار المدار السلامی، بیروت، ۲۰۰۱م
❖ زرکشی، بدرالدین، **البرہان فی علوم القرآن**، دار المعرفۃ، بیروت
❖ زمخشری، جاراللہ محمود، **الکشاف فی حقائق غوامض التنزیل و عیون الاقاویل فی وجوہ التأویل**، دار الکتب العربی، بیروت، ۱۴۰۷ق
❖ سیوری، مقداد، **کنز العرفان فی فقہ القرآن**، تہران، ۱۳۴۳ق
❖ سیوطی، جلال الدین، **الاتقان فی علوم القرآن**، دار الندوۃ، بیروت
❖ سیوطی، جلال الدین، **الدر المنثور فی تفسیر الماثور**، بیروت، ۱۴۰۳ق

- ❖ شرف الدین، سید عبدالحسین، **اجوبۃ المسائل**، جار اللہ، نجف، ۱۳۸۶ق
- ❖ شرف الدین، سید عبدالحسین، **الفصول المہمہ فی تالیف الامہ**، نجف، ۱۳۷۵ق
- ❖ شعرانی، عبدالوہاب، **الکبریت الاحمر**
- ❖ شہرستانی، سید محمد حسین، **حفظ الکتاب الشریف عن شبہۃ القول بالتحریف**، ۱۳۹۵ق
- ❖ شیبانی، محمد بن علی نقی، **مختصر نہج البیان عن کشف معانی القرآن**، دارالاسوۃ، ۱۳۷۶ش
- ❖ شیخ مفید، محمد بن محمد نعمان، **المسائل السرویہ**، المؤتمر العالیمہ لالفیہ الشیخ المفید، ۱۴۱۳ق
- ❖ شیخ مفید، محمد بن محمد بن نعمان، **اوائل المقالات و مذاہب المختارات**، تبریز، ۱۳۷۱ش
- ❖ شیرازی، صدرالدین محمد بن ابراہیم (ملا صدرا)، **تفسیر القرآن الکریم**، تصحیح محمد خواجوی، انتشارات بیدار، قم، ۱۳۶۱ق
- ❖ صبحی، سالم، **مباحث فی علوم القرآن**، بیروت
- ❖ صدوق، ابو جعفر، **الاعتقادات**، تصحیح عصام عبدالسید، دارالمفید، بیروت، ۱۴۱۳ق
- ❖ صدوق، ابو جعفر، **علل الشرائع**، مکتب الحیدریہ، نجف، ۱۳۸۵ش
- ❖ صدوق، ابو جعفر، **معانی الاخبار**، انتشارات اسلامی، قم، ۱۳۶۱ش
- ❖ صدوق، ابو جعفر، **من لایحضرہ الفقیہ**، ۱۳۹۰ق
- ❖ طباطبائی، محمد حسین، **الحاشیہ علی الکافی**، دارالکتب الاسلامیہ، تہران، ۱۳۶۳ش
- ❖ طباطبائی، محمد حسین، **المیزان فی تفسیر القرآن**، مؤسسہ الاعلمی، بیروت، ۱۳۹۱ق
- ❖ طبرسی، فضل بن حسن، **جوامع الجامع فی تفسیر القرآن الکریم**، مکتبہ الکعبہ، تہران، ۱۳۶۲ش
- ❖ طبرسی، فضل بن حسن، **مجمع البیان لعلوم القرآن**، دارالمعرفۃ، بیروت، ۱۴۰۶ق
- ❖ طوسی، ابو جعفر، **الفہرست**، بیروت، ۱۴۰۳ق
- ❖ عاملی بیاضی، زین الدین، **الصراط المستقیم الی مستحقی التقدیم**، تصحیح محمد باقر بہبود، مکتبہ الرضویہ
- ❖ عاملی، سید محمد جواد حسینی، **مفتاح الکرامہ**
- ❖ عاملی، سید جعفر مرتضی، **حقائق ہامہ حول القرآن الکریم**، مؤسسہ نشر الاسلامی، قم

❖ عسقلانی، ابن حجر، **فتح الباری**، بیروت
❖ عسکری، سید مرتضی، **القرآن الکریم وروایات المدرستین**، دانشکدہ اصول الدین، قم، ۱۴۱۵ق
❖ علم الہدی، علی بن حسین، **الذخیرہ فی علم الکلام**، مؤسسہ نشر اسلامی، قم، ۱۴۱۱ق
❖ علم الہدی، علی بن حسین، **رسائل الشریف المرتضی**، دار الفکر الکریم، قم، ۱۴۰۵ق
❖ علم الہدی، علی بن حسین، **غرر الفوائد ودرر القلائد**، بیروت
❖ علوی حسینی، میر جعفر، **کشف الحقائق عن نکت الآیات والدقائق**، مطبعہ موسوی، تہران، ۱۳۷۰ش
❖ فاضل تونی، عبداللہ، **الوافیہ فی اصول الفقہ**، مخطوطہ
❖ فاضل لنکرانی، محمد، **مدخل التفسیر**، مرکز فقہ الائمہ الاطہار، قم، ۱۴۲۸ق
❖ فاضل، ہندی، **الکوکب الدری**، مؤسسہ آل البیت، قم، ۱۴۳۰ق
❖ فیض کاشانی، محمد محسن، **کتاب الوافی**، مکتبہ آیت اللہ مرعشی نجفی، قم،
❖ قرطبیؒ، محمد بن احمد، **الجامع لاحکام القرآن**، دار الکتب العربی، قاہرہ، ۱۳۷۸ق
❖ قفاری، ناصر، اصول مذہب الشیعہ الامامیہ الاثنی عشریہ، ۱۴۱۵ق
❖ قمی مشہدی، محمد بن محمد رضا، **کنز الدقائق وبحر الغرائب**، ارشاد اسلامی، تہران، ۱۴۱۱ق
❖ کاشانی، محمد بن مرتضی، **المعین فی تفسیر کتاب المبین**
❖ کاشانی، فتح اللہ، **منہج الصادقین فی الزام المخالفین**، انتشارات اسلامیہ، تہران
❖ کاشف الغطا، محمد حسین، **اصل الشیعہ واصولہا**، بیروت، ۱۴۰۵ق
❖ کاشفی، کمال الدین حسین، **المواہب العلیہ**، ۱۳۱۷ش
❖ کلینی، محمد بن یعقوب، **الکافی**، تصحیح علی اکبر غفاری، دار الکتب الاسلامیہ، تہران، ۱۳۶۳ش
❖ کورانی، شیخ علی، **تدوین القرآن**، دار القرآن الکریم، قم
❖ گلدزیہر، ایگناز، **مذاہب التفسیر الاسلامی**، مکتبہ خانجی، مصر، ۱۲۷۴ق
❖ لاہیجی، محمد بن شریف، **تفسیر شریف لاہیجی**
❖ مال اللہ، محمد، **الشیعہ و تحریف القرآن**، مکتبہ ابن تیمیہ، ۱۴۰۹ق

❖ مامقانی، شیخ عبداللہ، **تنقیح المقال فی علم الرجال**، مؤسسہ آل البیت، قم، ۱۴۳۰ق
❖ متقی ہند، علی، **کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال**، مؤسسہ الرسالہ، بیروت، ۱۴۰۵ق
❖ مجلسی، محمد باقر، **مرآۃ العقول**، دار الکتب الاسلامیہ، تہران، ۱۳۶۳ش
❖ معرب طہرانی، محمد، **کشف الارتیاب فی عدم تحریف الکتاب**، مکتبہ تفسیر وعلوم القرآن، قم، ۱۳۹۴ش
❖ معرفت، محمد ہادی، **التمہید فی علوم القرآن**، مطبعہ مہر، قم، ۱۳۹۸ق
❖ معرفت، محمد ہادی، **صیانۃ القرآن عن التحریف**، مؤسسہ نشر اسلامی، قم، ۱۴۱۸ق
❖ مقدسی، عبدالرحمٰن، **المرشد الوجیز الی علوم تتعلق بالکتاب العزیز**، دار صادر، بیروت، ۱۳۹۵ق
❖ ناکوری، ابوالفیض، **سواطع الالہام**، انتشارات یاران، ۱۴۱۷ق
❖ نجار زادگان، فتح اللہ، **تحریف ناپذیری قرآن**، نشر مشعر، تہران، ۱۳۸۴ش
❖ نجار زادگان، فتح اللہ، **سلامۃ القرآن عن التحریف وتفنید الافترائات علی الشیعہ الامامیہ**، نشر مشعر، تہران، ۱۴۲۴ق
❖ نحاس، ابو جعفر، **کتاب الناسخ والمنسوخ**، بیروت، ۱۴۰۹ق
❖ نسائی، احمد بن شعیب، **السنن الکبری**، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۱ق
❖ نوری، میرزا حسین، **فصل الخطاب**، ۱۲۹۸ق
❖ ہیثمی، ابوبکر، **مجمع الزوائد ومنبع الفوائد**، دار الکتب العربی، بیروت، ۱۴۰۲ق
❖ وحید بہبہانی، محمد باقر، **الفوائد الحائریہ**، مجمع الفکر الاسلامی، ۱۴۱۵ق

عدم تحریف قرآن: کتابیات

محمد مولوی

عدم تحریف قرآن کے اثبات میں تحریر کی جانے والی مستقل کتابیں

۱. ابراہیم، عوض، **سورۃ النورین التی بزعم فریق من الشیعۃ انہا من القرآن الکریم** (۵۲ ص، عربی) دار زہراء الشرق، قاہرہ

۲. ابن فضال، ابوالحسن علی بن الحسن، **کتاب التنزیل من القرآن والتحریف** (عربی)

۳. اسلامبولی، سامر، **ظاہرۃ النص القرآنی تاریخ و معاصرہ** (۱۶۰ص، عربی) الاوائل، دمشق، ۲۰۰۲م

۴. اعجاز حسین، محمد، **ازالۃ خرافات شکوریہ جواب تحریف قرآن** (اردو)، ۱۹۳۲م

۵. امروہوی، سید احمد حسین، **شائبۃ الکذب والنقصان عن تنزیہ الرحمان** (اردو)، مطبع عزیزی، کانپور، ۱۳۰۷ق

۶. امروہوی، سید زیرک حسین رضی، **تفہیم القرآن** (۶۰ ص، اردو) مقبول پریس، دہلی، ۱۹۹۱م

۷. انصاری، قاضی فقیر علی عامل، **خلفا ثلاثہ کا ایمان اور مسئلہ عدم تحریف قرآن** (۱۶ ص، اردو)، امامیہ کتبخانہ، لاہور

۸. انواری، جعفر، **انگارہ تحریف قرآن** (۲۰۸ ص، فارسی)، مؤسسہ آموزشی و پژوہشی امام خمینی، قم، ۱۳۸۴ش

۹. بروجردی، میرزا مہدی، **برہان روشن (البرہان علی عدم تحریف القرآن)** (۱۹۰ص، عربی)، بوذر جمہری، تہران، ۱۳۷۴ش

۱۰. بروجردی، مہدی، **کتابات و رسالات حل اثبات عدم التحریف** (عربی)

۱۱. بلتستانی، سید علی شرف الدین، **مکتب تشیع و قرآن** (اردو) دار الثقافۃ الاسلامیہ، کراچی، ۱۴۱۰ق

۱۲. پانی پتی، غلام حسنین، **تقدیس القرآن عن شبہات اہل الطغیان** (اردو) رفاہ عام پریس، لاہور

۱۳. پویا، میرزا مہدی، **اصالت قرآن مجید**

۱۴. التقوی اللکھنوی، سید علی نقی، **تحریف القرآن** (اردو)

۱۵. تہرانی، آقابزرگ، **النقد اللطیف فی نفی التحریف عن القرآن الشریف** (عربی)

۱۶. جعفریان، رسول، **افسانہ تحریف قرآن** (۱۳۸ص، فارسی) ترجمہ محمود شریفی، امیر کبیر، تہران، ۱۳۸۲ش

۱۷. جعفریان، رسول، **اکذوبۃ التحریف بین السنۃ والشیعہ** (۱۴۷ص، عربی) المجمع العالمی لاہل البیت، قم، ۱۴۱۹ق

۱۸. جوادی آملی، عبداللہ، **نزاہت قرآن از تحریف** (۲۱۴ص، فارسی) اسراء، قم، ۱۳۸۴ش

۱۹. الحائری الاصفہانی الہمدانی، ملا عبدالرزاق، **الفیصل فی تحریف القرآن** (عربی)

۲۰. الحائری اللاہوری، سید علی بن ابی القاسم، **موعظۃ تحریف القرآن** (عربی)

۲۱. الحائری الیزدی، عبدالکریم، **رسالہ المختصرۃ حول عدم التحریف القرآن** (عربی)

۲۲. حاجی، کلباسی، **الاشارات فی عدم تحریف الکتاب** (عربی)

۲۳. الحر العاملی، محمد بن حسن، **تواتر قرآن** (۱۲۸ص، فارسی) دار الکتب الاسلامیہ، تہران، ۱۳۸۴ش

۲۴. حسن زادہ، آملی، **قرآن ہرگز تحریف نشدہ** (۱۵۰ص، فارسی) قیام، قم، ۱۳۷۱ش

۲۵. الحسینی، الجلالی، سید محمد رضا، دفاع عن القرآن الکریم (۲۱۰ص، عربی) ۱۴۲۱ق

۲۶. حسینی شہرستانی، ہبۃ الدین محمد علی، **تنزیہ التنزیل** (۲۰۷ص، عربی) کتابفروشی صابری، تبریز، ۱۳۳۱ق

۲۷. حسینی مرعشی نجفی، سید شہاب الدین، **القول الفاصل فی الرد علی مدعی التحریف**، (۷۲ص، عربی) مکتبۃ آیت اللہ مرعشی نجفی، قم، ۱۴۲۴ق

۲۸. حسینی میلانی، سید علی، **التحقیق فی نفی التحریف** (۴۰۰ص، عربی) الشریف الرضی، قم، ۱۴۱۷ق

۲۹. الحلو، سید محمد علی، **التحریف والمحرفون** (۱۱۰ص، عربی) مؤسسہ السبطین العالیہ، قم، ۱۳۸۴ش

۳۰. حیدری، حبیب اللہ ورقیہ لطفی، **قرآن ہرگز تحریف نشدہ است** (۸۸ص، فارسی) نشر روح، قم، ۱۳۸۵ش

۳۱. خوئی، ابو یعقوب یوسف بن طاہر، **تنزیۃ القرآن الشریف عن وصمۃ اللحن والتحریف** (عربی)

۳۲. رشتی، عبد الحسین، **کشف الاشتباہ** (۲۱۵ص، عربی) المطبعۃ العسکریہ الامپراطوریہ، ۱۳۶۸ش

۳۳. رضوی، سید مرتضی، **آراء علماء المسلمین فی التقیہ والصحابۃ وصیانۃ القرآن الکریم** (۲۶۲ص، عربی) الارشاد، بیروت، ۱۴۱۱ق

۳۴. رضوی، سید مرتضی، **المنتقی من کتاب آراء علماء المسلمین فی التقیۃ والصحابۃ وصیانۃ القرآن الکریم** (۱۳۷ ص، عربی)، الارشاد، بیروت

۳۵. رضوی، سید مرتضی، **عصمۃ القرآن من الزیادۃ والنقصان** (۲۷۲ص، عربی) مؤسسہ دار الہجرۃ، قم، ۱۳۸۰ش

۳۶. رضوی، سید سعید اختر، **رسائل** (۹۶ص، عربی) انصاریان، قم، ۱۴۱۶ق

۳۷. رضوی، سید سعید اختر، **نظرۃ مستعجلۃ فی مسالہ تحریف القرآن** (اردو) مخطوطہ

۳۸. سعدی، یسین، **البرہان علی سلامہ القرآن من الزیادۃ والنقصان** (۱۲۰ص، عربی) دار الکتاب الاسلامیہ، بیروت، ۱۳۹۸ق

۳۹. سلطان آبادی، محمد حسین، **مبرم البرہان فی تحریف القرآن وفضائح اہل العدوان**

۴۰. سلیمانی، محمد بن سلیمان، **کشف الحجاب والنقاب فی وجہ تحریف الکتاب**

۴۱. شریفی، محمود، **اسطورۃ التحریف دراسۃ فی مسالہ التحریف عند الشیعہ والسنۃ** (عربی)، معرفت، قم، ۱۳۷۴ش

۴۲. شہرستانی، سید محمد حسین، **رسالہ حفظ الکتاب الشریف عن شبہۃ القول بالتحریف** (عربی)

۴۳. شہرستانی، ہبہ الدین، **نزاہۃ المصحف الشریف عن النسخ والنقض والتحریف** (عربی)

۴۴. صافی گلپایگانی، لطف اللہ، **صوت الحق ودعوۃ الصدق** (۹۳ص، عربی) دار التعارف للمطبوعات، بیروت، ۱۳۹۶ق

۴۵. صافی، گلپایگانی، لطف اللہ، **مع الخطیب فی خطوطہ العریضہ** (۱۹۴ص، عربی) مکتبہ الصدر، تہران، ۱۳۸۹ق

۴۶. صیرفی، کوفی، ابو جعفر محمد بن حسن، **التحریف والتبدیل** (عربی)

۴۷. طاہری خرم آبادی، سید حسن، **عدم تحریف قرآن** (۱۷۶ص، فارسی) بوستان کتاب، قم، ۱۳۸۵ش

۴۸. طباطبائی، سید محمد حسین، **تاریخ قرآن** (ہفت گفتار منتخب از تفسیر المیزان در اثبات اصالت قرآن و رد بر تحریف قرآن) ترجمہ سہیلا دین پرور، ۱۴۰ص، نشر فرہنگ قرآن

۴۹. عابدینی، فیض اللہ، **تحریف قرآن توہم یا حقیقت** (۹۶ص، فارسی) مرکز انتشارات توسعہ علوم، تہران، ۱۳۸۱ش

۵۰. عاملی، الانتصار، **اہم مناظرات الشیعہ فی شبکات الانترنت** (عربی)، دار السیرہ، بیروت، ۱۴۲۱ق

۵۱. عاملی، سید جعفر مرتضی، **حقائق ہامہ حول القرآن الکریم** (۴۴۷ص، عربی) دار الصفوۃ، بیروت، ۱۴۱۳ق

۵۲. عاملی، سید جعفر مرتضی، **پژوہشی نو در بارہ قرآن کریم**، ترجمہ محمد سپہری، (۳۶۴ص، فارسی) شورای ہماہنگی تبلیغات اسلامی، قم، ۱۳۷۴ش

۵۳. عاملی، سید جعفر مرتضی، **حقائق مہم پیرامون قرآن کریم**، ترجمہ سید حسن اسلامی، (۳۳۲ص، فارسی) دفتر انتشارات اسلامی، قم، ۱۳۷۵ش

۵۴. عبائی خراسانی، محمد، **جمع القرآن و تالیفہ**

۵۵. عسکری، سید مرتضی، **القرآن الکریم و روایات المدرستین** (۸۵۶ص، عربی) کلیہ اصول الدین، قم، ۱۳۷۸ش

۵۶. عسکری، سید مرتضی، **ادیان آسمانی و مسئلہ تحریف**، ترجمہ حسن افتخار زادہ، (۶۲ص، فارسی) انتشارات روزبہ، تہران، ۱۳۵۶ش

۵۷. علائی، صادق، **اعلام الخلف بمن قال بتحریف القرآن من اعلام السلف** (۲۳ص، عربی) مرکز آفاق، قم، ۱۴۲۵ق

۵۸. علوی، یحی بن حسین، **الرد علی من زعم ان القرآن قد ذہب بعضہ**

۵۹. فضل اللہ، سید عبد الکریم، **تہمۃ التحریف بین المسلمین الشیعہ والسنہ**، (۱۶۴ص، عربی) دار الہدی، بیروت، ۱۴۲۵ق

۶۰. قرشی، باقر شریف، **سلامۃ القرآن الکریم من التحریف** (۸۰ص، عربی) ۱۴۱۸ق

۶۱. قزوینی، سید علاؤ الدین امیر محمد، **شبہۃ القول بتحریف القرآن عند اہل السنہ** (۱۶۰ص، عربی) دار المحجہ البیضا، بیروت، ۱۴۲۱ق

۶۲. قزوینی، سید علاؤالدین امیر محمد، **القائلون بتحریف القرآن السنہ ام الشیعہ** (۲۳۰ص، عربی) ۱۴۲۵ق

۶۳. قفاری، ناصر بن عبداللہ، **اصول مذہب الشیعۃ الامامیہ الاثنی العشریہ** (عربی)، ۱۴۱۵ق

۶۴. کجوری، باقر، **ہدایۃ المرتاب فی تحریف الکتاب لمن اخطا او اصاب** (عربی)

۶۵. کرپالوی، طالب حسین، **مسالۃ تحریف القرآن** (۶۲۳ص، اردو) جعفریہ دار التبلیغ، لاہور

۶۶. کرکی، عبدالعال، **رسالہ فی نفی النقیضۃ بعد الاجماع علی عدم الزیادۃ** (عربی)

۶۷. کورانی، علی، **تدوین قرآن**، ترجمہ سید محمود عظیمی، (۲۰۶ص، فارسی) مؤسسہ فرہنگی طہ، تہرن، ۱۳۷۰ش

۶۸. کوفی، علوی، **التبدیل والتحریف** (عربی)

۶۹. نجارزادگان، فتح اللہ، **سلامۃ القرآن من التحریف وتفنید الافترائات علی الشیعۃ الامامیہ** (۷۵۸ص، عربی)
نشر مشعر، تہران، ۱۴۲۴ق

۷۰. محمود سعد، **دفاع عن القرآن الکریم فی وجہ الملاحدۃ والمغرضین** (۳۲۰ص، عربی) دار المعرفہ، بیروت، ۱۹۹۲

۷۱. مدرس ماہر تبریزی، عبدالرحیم، **آلاء الرحیم فی الرد علی تحریف القرآن الکریم** (۶۳ص، عربی) ۱۳۸۱ق

۷۲. مدرس، علی اصغر، **عدم تحریف قرآن** (فارسی)

۷۳. مرکز الرسالۃ، **سلامہ القرآن من التحریف** (۱۱ص، عربی) ۱۴۱۷ق

۷۴. مسرور نعیم، عبدالباقی، **تنزیہ القرآن الشریف عن التغییر والتحریف** (عربی)

۷۵. مصری ازہری، زکی الدین محمد، **تنویر الاذہان فی الرد علی مدعی تحریف قرآن** (عربی)

۷۶. مطہری، مرتضی، **تحریف قرآن**، ترجمہ شیخ روشن علی خان، (اردو) ۱۹۹۵م

۷۷. معرب طہرانی، محمود بن ابی القاسم، **کشف الارتیاب عن تحریف کتاب رب الارباب** (عربی)، مخطوطہ

۷۸. معرفت، محمد ہادی، **تحریف ناپذیری قرآن**، ترجمہ علی نصیری، (۲۷۹ص، فارسی) مؤسسہ التمہید، قم، ۱۳۷۹ش

۷۹. معرفت، محمد ہادی، **صیانہ القرآن من التحریف** (۳۲۸ص، عربی) مؤسسہ نشر اسلامی، قم، ۱۴۱۳ق

۸۰. معرفت، محمد ہادی، **مصونیت قرآن از تحریف**، ترجمہ محمد شہرابی، دفتر تبلیغات اسلامی، قم، ۱۳۷۶ش

۸۱. مہدوی، سید احمد، **افسانہ تحریف قرآن**، (۲۲۸ص، فارسی) کانون انتشار، قم، ۱۳۵۰ش

۸۲. موسوی دارابی، سید علی، **اسطورہ تحریف** (۳۵۲ص، فارسی) نشر امامت، مشہد، ۱۳۸۱ش

۸۳. میلانی، سید علی، **شیعہ و تحریف قرآن**، ترجمہ محمد افضل حیدری (۱۴۱ص، اردو) مصباح القرآن ٹرسٹ، لاہور، ۱۴۱۰ق

۸۴. نجفی، حسن فخر الدین، **تحریف قرآن کا قائل کون** (اردو)

۸۵. نصر الدجوی، یوسف احمد، **الجواب المنیف فی الرد علی مدعی التحریف فی الکتاب الشریف** (۲۷۲ص عربی) مطبعہ النہضۃ الادبیہ، ۱۳۳۱ق

۸۶. نعیم آبادی، غلام علی، **تحریف در آموزہ ہای دینی** (۲۶۴ص، فارسی) مؤسسہ فرہنگی انتشاراتی توسعہ قلم، قم، ۱۳۸۲ش

۸۷. نقوی، جونپوری، سید سبط حسین، **صفائح العقیان فی تبیان تحریف القرآن** (اردو) اثنا عشری، لکھنو، ۱۳۰۴ق

۸۸. نقوی، ثاقب، **قرآن ہمارا عقیدہ** (۸۰ص، اردو) مکتبۃ الرضا، لاہور، ۱۴۰۸ق

۸۹. نوری، طبسی، میرزا حسین، **رسالہ در رد کشف الارتیاب** (فارسی)

۹۰. ہندی، سید محمد مجتبی، **ترجمہ کشف الاشتباہ** (فارسی)

۹۱. الھیدجی، عبدالرحمٰن مہدی، **الحجۃ علی فصل الخطاب فی ابطال القول بتحریف القرآن** (۲۵۰ص، عربی) ۱۳۶۳ش

۹۲. واحدی نیسابوری، ابوالحسن علی بن احمد، **نفی التحریف عن القرآن الشریف** (عربی)

۹۳. یزدی اصفہانی، سید علی، **غالیہ البیان فی عدم التحریف** (عربی)

۹۴. یزدی، محمد صالح بن عبدالرحیم، **التنزیل والتحریف** (عربی)

ایسی کتابیں جن میں ضمنی طور پر عدم تحریف قرآن کے موضوع پر گفتگو ہوئی ہے

عدم تحریف قرآن کے بارے میں مستقل کتابوں کے علاوہ، دوسری کتابوں جیسے کہ تفسیر قرآن یا دیگر علوم قرآنی میں بھی بحث و گفتگو ہوئی ہے۔ یہاں پر ہم کچھ کتابوں کا ذکر کرتے ہیں۔

تفسیر قرآن

۱. آل غازی، عبدالقادر ملا حویش، **بیان المعانی** (عربی)، ج ۳، ص ۲۷۶، ج ۴ ص ۴۹۳، مطبعہ الترقی، دمشق، ۱۳۸۲ق

۲. اصفہانی نجفی، شیخ محمد حسین، **مجد البیان فی تفسیر القرآن** (عربی) ص ۹۹-۱۳۸، مؤسسہ بعثت، تہران، ۱۳۶۶ش

۳. اندلسی، ابوحیان محمد بن یوسف، **البحر المحیط فی التفسیر** (عربی)، ج ۶، ص ۴۶۸، دار الفکر، بیروت، ۱۴۲۰ق

۴. بروجردی، سید ابراہیم، **تفسیر جامع**، ج ۱، ص ۱۵-۲۷، کتابخانہ صدرا، تہران، ۱۳۷۵ش

۵. بلاغی نجفی، محمد جواد، **آلاء الرحمٰن فی تفسیر القرآن** (عربی) ج ۱، ص ۱۸ و ۲۷، بنیاد بعثت، قم، ۱۴۲۰ق

۶. ثقفی تہرانی، محمد، **تفسیر روان جدید** (فارسی) ج ۱، ص ۱۹، برہان، تہران، ۱۳۹۸ق

۷. حسینی جرجانی، سید امیر ابوالفتح، **آیات الاحکام**، ج ۱، ص ۶۰-۵۶، فرید، تہران، ۱۴۰۴ق

۸. حسینی شاہ عبدالعظیمی، حسین، **تفسیر اثنی عشری**، ج ۱، ص ۲۱، ج ۷، ص ۸۶

۹. حسینی ہمدانی، سید محمد حسین، **انوار درخشان**، ج ۹، ص ۳۴۵، کتابفروشی لطفی، تہران، ۱۴۰۴ق

۱۰. حسینی ہمدانی، سید محمد باقر، ترجمہ **تفسیر المیزان** (فارسی)، ج ۱۲، ص ۱۴۶-۱۹۳، جامعہ مدرسین، قم، ۱۳۷۴

۱۱. خمینی، سید مصطفیٰ، **تفسیر القرآن الکریم** (عربی)، ج ۱، ص ۴۲۹، مؤسسہ تنظیم و نشر آثار امام خمینی، قم، ۱۴۱۸ق

۱۲. خوئی، سید ابوالقاسم، **بیان در علوم و مسائل کلی قرآن** (فارسی)، ترجمہ محمد صادق نجمی، وزارت فرہنگ و ارشاد اسلامی، تہران، ۱۳۸۵ق

۱۳. خوئی، سید ابوالقاسم، **البیان فی تفسیر القرآن** (عربی) کعبہ، تہران، ۱۳۶۴ق

۱۴. دراز، محمد عبداللہ، **النباء العظیم نظرات جدیدۃ فی القرآن** (عربی)، کویت، ۱۳۹۴ق

۱۵. دروزہ، محمد صحت، **تفسیر الحدیث** (عربی) ج۱، ص۱۱۹، ج۲، ص۱۶۲، داراحیاء الکتب العربیہ، قاہرہ، ۱۳۸۳ق

۱۶. روحانی، نجف آبادی، **الفرقان فی تفسیر القرآن** (عربی)، ج۱، ص۸، آلاداب، نجف الاشرف، ۱۳۹۰ق

۱۷. ریاضی رضاخانی، حشمت اللہ، **ترجمہ بیان السعادۃ فی مقامات العبادہ** (فارسی)، ج۱، ص۲۱۴، ج۸، ص۳۶
دانشگاہ پیام نور، تہران، ۱۳۷۲ش

۱۸. سبزواری، محمد، **الجدید فی تفسیر القرآن** (عربی) ج۳، ص۱۷۲، دار التعارف، بیروت، ۱۴۰۲ق

۱۹. شریعتی، محمد تقی، **تفسیر نوین** (فارسی) ص۱۶-۳۹، شرکت سہامی انتشار، تہران

۲۰. شعرانی، ابوالحسن، **مقدمہ تفسیر منہج الصادقین** (عربی) کتابفروشی اسلامیہ، تہران، ۱۳۴۰ش

۲۱. شیخ طوسی، محمد بن حسن، **التبیان فی تفسیر القرآن** (عربی) ج۱، ص۳، داراحیاء التراث العربی، بیروت

۲۲. شیرازی، سید محمد، **تفسیر تقریب القرآن الی الاذہان** (عربی) ج۱۴، ص۱۹، مؤسسہ الوفا، بیروت، ۱۴۰۰ق

۲۳. صادقی تہرانی، محمد، **البلاغ فی تفسیر القرآن بالقرآن** (عربی) ص۲۶۲ و۴۸۱، قم، ۱۴۱۹ق

۲۴. صادقی، محمد، **الفرقان فی تفسیر القرآن** (عربی) ج۱، ص۴۲-۴۹، مؤسسہ الوفا، بیروت، ۱۴۰۵ق

۲۵. ضیاء آبادی، سید محمد، **قرآن وقیامت یا تفسیر سورہ قیامت**، ص۲۵۰-۳۲۶، کتاب فروشی صدوق، تہران، ۱۳۹۹ق

۲۶. طباطبائی، سید محمد حسین، **المیزان فی تفسیر القرآن** (عربی) ج۱۲، ص۱۰۴-۱۳۳، مؤسسہ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، ۱۳۹۱ق

۲۷. طبرسی، ابو علی فضل بن حسن، **مجمع البیان فی تفسیر القرآن** (عربی) ج۱، ص۲۶، فراہانی، تہران، ۱۳۶۰ش

۲۸. طیب، سید عبدالحسین، **اطیب البیان فی تفسیر القرآن** (عربی)، بنیاد فرہنگ اسلامی، تہران، ۱۳۸۲ق

۲۹. فتونی، ابوالحسن، **مرآۃ الانوار و مشکوۃ الاسرار** (عربی) ص۳۶-۵۲، اسماعیلیان، قم

۳۰. فرید گلپایگانی، حسن، **بینات الفرید**، مروی، تہران، ۱۳۹۹ق

۳۱. فیض کاشانی، ملا محسن، **الاصفی فی تفسیر القرآن** (عربی) ج۱، ص ۱۹۲، دفتر تبلیغات اسلامی، قم، ۱۴۱۸ق
۳۲. فیض کاشانی، ملا محسن، **التفسیر المعانی** (عربی) ج۱، ص ۴۵، صدر، ۱۴۱۵ق
۳۳. قرشی، سید علی اکبر، **تفسیر احسن الحدیث** (عربی) ج ۵، ص ۳۳۶، بنیاد بعثت، تہران، ۱۳۷۷ش
۳۴. قرطبیؔ، ابو عبد اللہ، **الجامع لاحکام القرآن** (عربی) دار الکتب العربیہ، بیروت
۳۵. کاشانی، فتح اللہ، **تفسیر کبیر منہج الصادقین** (عربی) ج۱، ص ۱۲، کتابفروشی اسلامیہ، تہران، ۱۳۴۰ش
۳۶. گنابادی، سلطان محمد، **تفسیر بیان السعادۃ فی مقامات العبادۃ** (عربی) ج۱، ص ۱۹، مؤسسہ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، ۱۴۰۸ق
۳۷. مازندرانی خواجوئی، محمد اسماعیل، **الدرر الملتقطۃ فی تفسیر الآیات القرآنیہ** (عربی) ص ۳۸، دار القرآن الکریم، قم، ۱۴۱۴ق
۳۸. مغنیہ، محمد جواد، **تفسیر المبین** (عربی) ص ۳۸، دار الجواد، بیروت، ۱۴۰۳ق
۳۹. مفید، محمد بن محمد، **تفسیر القرآن المجید** (عربی) ص ۳۵۱، دفتر تبلیغات اسلامی، قم، ۱۴۲۴ق
۴۰. مکارم شیرازی، ناصر، **تفسیر نمونہ** (فارسی) ج۱۱، ص ۱۷-۳۱، دار الکتب الاسلامیہ، تہران، ۱۳۶۷ش
۴۱. مکارم شیرازی، ناصر، **الامثل فی تفسیر کتاب اللہ المنزل**، (عربی) ج ۲، ص ۳۸۴، ج ۴، ص ۴۳۸، مدرسہ امام علی بن ابیطالب، قم، ۱۴۲۱ق
۴۲. موسوی خوانساری، محمد صادق، **ضیاء التفاسیر**، ۱۲۹۴ق
۴۳. میر جہانی طباطبائی، سید حسن، **تفسیر ام الکتاب**، (عربی) ص ۹، صدرا، تہران، ۱۳۹۸ق
۴۴. نہاوندی، محمد، **نفحات الرحمان فی تفسیر القرآن** (عربی) ۱۳۵۷ق

علوم قرآنی سے متعلق کتابیں

۱. آصفی، علی محمد، **دراسات فی القرآن الکریم** (عربی) ص ۲۶۹-۲۸۷، مکتبۃ النجاح، بیروت، ۱۳۸۵ق
۲. ابن طاووس، سید رضی الدین علی، **سعد السعود** (عربی) ص ۲۰-۲۱، الشریف الرضی، قم، ۱۳۶۳ش
۳. احمدی، مہدی، **قرآن در قرآن** (فارسی) ص ۷۹-۱۰۲، اشراق، قم، ۱۳۷۴ش
۴. استادی، رضا، **آشنائی با تفاسیر بہ ضمیمہ مسالہ عدم تحریف قرآن** (فارسی) ص ۱-۵۳، قدس، قم، ۱۳۸۳ش
۵. اسرار، مصطفیٰ، **دانستنی ہای قرآن** (فارسی) حیا، تہران، ۱۳۷۳ش
۶. اسکندرلو، محمد جواد، **علوم قرآنی** (فارسی) ص ۲۴۷-۳۱۹، سازمان حوزہ ہا و مدارس علمیہ خارج از کشور، قم، ۱۳۷۹ش
۷. اسماعیلی، محسن، **کلیات علوم قرآن** (فارسی) ص ۶۱-۷۷، بنیان، تہران، ۱۳۷۴ش
۸. افغانی، سید شمس الحق، **علوم القرآن** (فارسی) ترجمہ محمد شہداد، ص ۱۳۴-۱۳۶، احمد جام، تربت جام، ۱۳۸۱ش
۹. اقبال، ابراہیم، **فرہنگنامہ علوم قرآن** (فارسی)، ص ۱۹۹-۲۰۲، امیر کبیر، تہران، ۱۳۸۵ش
۱۰. انصاری، عبدالرحمٰن، **آنچہ از قرآن باید بدانیم** (فارسی) ص ۱۳-۲۳، ۱۳۷۱ش
۱۱. ایازی، سید محمد علی، **جامعیت قرآن** (فارسی) ص ۴۵، کتاب مبین، رشت، ۱۳۷۸ش
۱۲. آیت اللہی، سید احمد، **بسوی قرآن**، فارسی) کتابخانہ مدرسہ چہل ستون، تہران، ۱۳۶۲ش
۱۳. برقعی، ابوالفضل، **تابشی از قرآن** (فارسی) ج ۱، ص ۲۷-۳۵،
۱۴. برقی کاشانی، مرتضی، **قرآن و علوم روز** (فارسی) ص ۱۸۷-۲۰۵، تابان، ۱۳۸۰ش
۱۵. بستانی، محمود، **محاضرات فی علوم القرآن** (عربی) ص ۱۴۳-۱۵۵، مؤسسہ البلاغ، بیروت، ۱۴۲۷ق
۱۶. بہبودی، محمد باقر، **معارف قرآنی**، سرا، تہران، ۱۳۸۰ش
۱۷. بیگلری، حسن، **سر البیان فی علم القرآن**، (عربی) کتابخانہ سنائی
۱۸. بیونی رسلان، صلاح الدین، **القرآن الحکیم** (عربی) ص ۱۴۷-۱۶۷، مکتبہ نہضۃ الشرق، قاہرہ

۱۹. جابری، محمد عابد، **مدخل الی القرآن الکریم** (عربی) ج ۱، ص ۲۱۱- ۲۳۳، مرکز دراسات الوحدۃ العربیہ، بیروت، ۲۰۰۶م

۲۰. جعفری، یعقوب، **سیری در علوم قرآن** (فارسی) ص ۱۶۵-۱۷۳، اسوہ، تہران، ۱۳۷۳ش

۲۱. جلالی، نائینی، سید محمد رضا، **تاریخ جمع قرآن** (فارسی) ص ۲۳۹-۲۵۹، نشر نقرہ، ۱۳۶۵ش

۲۲. جلالی، سید محمد حسین، **قرآن شناسی** (اردو) صراط حق فاؤنڈیشن، پاکستان

۲۳. جوان آراستہ، حسین، **درسنامہ علوم قرآنی** (فارسی) ص ۲۰۵-۲۳۵، دفتر تبلیغات اسلامی، قم، ۱۳۸۰ش

۲۴. جوان آراستہ، حسین، **دروس فی علوم القرآن** (عربی) ص ۲۰۷-۲۳۹، منظمۃ العالیمہ للحوزات والمدارس الاسلامیہ، قم، ۱۴۲۵ق

۲۵. حجازی، فخر الدین **پژوہشی درباره قرآن وپیامبر** (فارسی) ص ۱۰۴-۱۲۷، بعثت، تہران، ۱۳۵۳ش

۲۶. حداری، مشعل، **الوجیز فی علوم الکتاب العزیز** (عربی) ص ۵۰-۵۷، غراس، کویت، ۱۴۲۵ق

۲۷. حسینی ادیانی، ابوالحسن، **گامی بہ سوی قرآن** (فارسی) ص ۱۰۲-۱۲۷، دانشگاہ الزہرا، تہران، ۱۳۸۱ش

۲۸. حسینی جلالی، محمد حسین، **دراسۃ حول القرآن القرآن الکریم** (عربی)، ص ۱۶۹-۲۵۰، م مؤسسہ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، ۱۴۲۲ق

۲۹. حسینی جلالی، محمد حسین، **تحقیق در قرآن** (اردو) ترجمہ عمران حسین راجانی

۳۰. حسینی، سید نعمت اللہ، **سیری در حریم وحرمت قرآن کریم** (فارسی) ۴۹۶ص، عصر انقلاب، قم، ۱۳۸۲ش

۳۱. حکیم، سید محمد باقر، **علوم القرآن** (عربی) ۵۶۴ص، دار التعارف للمطبوعات، بیروت، ۱۴۱۵ق

۳۲. حکیم، سید محمد باقر، **علوم قرآنی** (فارسی) ترجمہ محمد علی لسانی فشارکی، ص ۱۰۶-۱۱۳، تبیان، ایران، ۱۳۷۸ش

۳۳. حکیم، سید ریاض، **علوم القرآن دروس المنہجیہ** (عربی) ص ۱۴۲-۱۴۹، دار الہلال، ۱۴۲۵ق

۳۴. خرمشاہی، بہاؤالدین، **قرآن پژوہی** (فارسی) ص ۸۵-۱۲۳، مشرق، تہران، ۱۳۷۲ش

۳۵. خرمشاہی، بہاؤالدین، **دانشنامہ قرآن و قرآن پژوہی** (فارسی) ج ۱، ص ۴۸۱-۴۹۸، دوستان و ناہید، تہران، ۱۳۷۷ش

۳۶. خرمشاہی، بہاؤالدین، **دایرۃ المعارف شیعہ** (فارسی) ج ۴، ص ۱۴۳-۱۵۶، تہران، ۱۳۷۳ش

۳۷. خوئی، سید ابوالقاسم، **البیان فی تفسیر القرآن** (عربی) ص ۱۹۷-۲۶۳، انوار الہدی، ۱۴۰۱ق

۳۸. دخیل، علی محمد علی، **دراسات فی القرآن الکریم**، ص ۶۵-۹۴، دار المرتضی، ۱۴۰۶ق

۳۹. دیاری بیگدلی، محمد تقی، **درآمدی بر تاریخ علوم قرآنی**، ص ۲۲۳-۲۴۱، دانشگاہ قم، ۱۳۸۵ش

۴۰. ربیع نتاج، علی اکبر، **نقدی بر ادعای تعارض در نصوص قرآن کریم** (فارسی) ۲۷۸ص، دانشگاہ مازندران، بابلسر، ۱۳۸۱ش

۴۱. سعید، حسن، **دایرۃ المعارف قرآن کریم** (فارسی) ج۱، ص ۳۳-۴۳، مدرسہ چہل ستون و مکتبہ عامہ، تہران، ۱۴۰۶ق

۴۲. سعیدی روشن، محمد باقر، **علوم قرآن** (فارسی) ص۱۹۸-۲۱۹، مؤسسہ آموزشی پژوہشی امام خمینی، قم، ۱۳۷۷ش

۴۳. سنگلجی، شریعت، **کلید فہم قرآن** (فارسی) ص ۹-۱۷، دانش، تہران، ۱۳۴۵ش

۴۴. صادقی، مسعود، **قرآن پژوہی مطہر** (فارسی) ج ۸۸-۹۷، دار الکتب الاسلامیہ، تہران، ۱۳۸۷ش

۴۵. صرامی، سیف اللہ، **جایگاہ قرآن در استنباط احکام** (فارسی) ۳۵۲ص، دفتر تبلیغات اسلامی، قم، ۱۳۷۸ش

۴۶. صغیر، محمد حسین علی، **الدراسات القرآنیہ** (عربی) ص ۱۵۱-۱۸۲، دفتر تبلیغات اسلامی، قم، ۱۴۱۱ق

۴۷. طالقانی، سید عبدالوہاب، **علوم قرآن و فہرست منابع** (فارسی) ج۱، ص۱۱۱-۱۱۳، دار القرآن الکریم، ۱۳۶۱ش

۴۸. طاہری، حبیب اللہ، **درسہایی از قرآن** (فارسی) ج۱، ص۱۶۸-۱۹۲، اسوہ، تہران، ۱۳۷۷ش

۴۹. طبارہ، عفیف عبدالفتاح، **بحثی در علوم قرآن** (فارسی) ترجمہ حبیب اللہ مرزوقی شمیرانی، ۱۵۶ص، علامہ، قم، ۱۳۴۶ش

۵۰. طبارہ، عفیف عبدالفتاح، **پایہ ہای اساسی شناخت قرآن**، (فارسی) ترجمہ محمد رسول دریائی، ص ۱۳۷-۱۵۴، رسالت قلم، تہران، ۱۳۶۱ش

۵۱. طباطبائی، محمد حسین، **قرآن در اسلام** (فارسی) ص ۱۱۶-۱۲۰، دار الکتب الاسلامیہ، تہران، ۱۳۵۰ش

۵۲. طهرانی، سید محمد حسین، **مہر تابان** (فارسی) ص ۲۸۷-۲۸۹، باقر العلوم، قم،

۵۳. عبد اللطیف، عبد المجید، **مباحث فی علوم القرآن والحدیث** (عربی) ص ۱۰۰-۱۱۲، المختار، قاہرہ، ۱۴۲۵ق

۵۴. عثمانی، محمد تقی، **علوم القرآن** (فارسی) ترجمہ محمد عمر عیدی دہنہ، ص ۱۶۷-۱۹۲، احمد جام، تربت جام، ۱۳۸۳ش

۵۵. عصاصہ، سامی، **القرآن لیس دعوۃ نصرانیہ** (عربی) ص ۱۱۵-۱۱۷، دار الوثائق، دمشق، ۲۰۰۳م

۵۶. غفار، عبد الرسول، **کلینی و خصومہ** (عربی) دار الرسول الاکرم، بیروت، ۱۴۱۶ق

۵۷. غفار، عبد الرسول، **المیسر فی علوم القرآن** (عربی)، ص ۲۳۶-۲۶۵، دار المحجۃ البیضا، بیروت، ۱۴۱۵ق

۵۸. غنائم، محمد نبیل، **بحوث فی علوم القرآن**، ص ۱۹۲-۲۰۰، دار الہدایۃ، قاہرہ، ۱۴۱۳ق

۵۹. فاضل لنکرانی، محمد، **مدخل التفسیر** (عربی) ۱۱۲ص، مکتبہ الاعلام الاسلامی، قم، ۱۳۷۶ش

۶۰. فانی اصفہانی، سید علی، **آراء حول القرآن**، ص ۶۲-۱۱۴، دار الہادی، بیروت، ۱۴۱۱ق

۶۱. فضل حسن عباس، **قضایا قرآنیہ فی المسوسوعہ البریطانیہ** (عربی) ص ۲۱۶-۲۳۰، دار البشیر للنشر، عمان، ۱۴۱۰ق

۶۲. قرشی، سید علی اکبر، **قاموس قرآن**، ج ۵، ص ۲۶۸-۲۷۹، دار الکتب الاسلامیہ، تہران، ۱۳۵۲ش

۶۳. قصیر العاملی، مصطفیٰ، **الوجیز فی علوم القرآن وتاریخہ** (عربی) ۱۲۸ص، الدار الاسلامیہ، بیروت، ۱۴۱۸ق

۶۴. کلانتری ارسنجانی، علی اکبر، **نقش دانش رجال در علوم قرآنی** (فارسی) ص ۶۳-۱۶۳

۶۵. کمالی دزفولی، سید علی، **شناخت قرآن** (فارسی) ۶۶۰ص، فجر، ۱۳۶۴ش

۶۶. کمالی دزفولی، سید علی، **قانون تفسیر** (فارسی) ص ۸۷-۱۰۱، کتابخانہ صدر، ۱۳۹۶ق

۶۷. مدرس، سید علاؤالدین، **الظاہرۃ القرآنیہ والعقل** (عربی) ۲۸۸ص، بغداد، ۱۹۶۸م

۶۸. مدرس، سید علاؤالدین، **مباحثی پیرامون قرآن** (فارسی) ص ۲۵۳-۳۰۹، مفید، تہران، ۱۳۷۳ش

۶۹. مرحبا، یوسف، **قرآن در اسلام** (فارسی) ص ۶۲-۷۶، واحد فرہنگی بنیاد شہید، تہران، ۱۳۶۱ش

۷۰. مرکز الثقافۃ والمعارف القرآنیہ، **علوم القرآن عند المفسرین** (عربی) ج ۱، ۴۸۳-۵۸۷، مکتب الاعلام الاسلامی، قم، ۱۳۷۴ش

۷۱. مرکز فرہنگ و معارف قرآن، **پرسمان علوم قرآنی** (فارسی) ص ۹۵-۱۰۹، بوستان کتاب، قم، ۱۳۸۴ش

۷۲. مصباح یزدی، محمد تقی، **قرآن شناسی** (فارسی) ص۲۱۳-۲۴۵، مؤسسہ آموزشی وپژوہشی امام خمینی، قم، ۱۳۷۶ش

۷۳. مظفری، محمد، **دانستنی ہایی از قرآن** (فارسی) علمیہ، قم، ۱۴۱۰ق

۷۴. مظلومی، رجبعلی **پژوہشی پیرامون آخرین کتاب الہی** (فارسی) ج۱، ص۲۵۱-۲۷۷، آفاق، تہران، ۱۳۶۰ش

۷۵. معارف، مجید، **پرسش وپاسخ ہایی در شناخت تاریخ وعلوم قرآنی** (فارسی) ص۲۵۱-۲۵۹، کویر، تہران، ۱۳۷۶ش

۷۶. معرفت، محمد ہادی، **آموزش علوم قرآنی** (فارسی) ص۱۸۱-۱۹۰، التمہید، قم، ۱۳۸۱ش

۷۷. معرفت، محمد ہادی، **علوم قرآنی** (فارسی) ص۳۶۹-۴۰۲، التمہید، قم، ۱۳۸۴ش

۷۸. ملکی اصفہانی، محمود، **مختصر التمہید فی علوم القرآن** (عربی) ص۱۷۹-۱۹۹، دار العلم، قم، ۱۴۲۴ق

۷۹. موسوی، سید ہاشم، **القرآن فی مدرسۃ اہل البیت** (عربی) ص۴۳-۴۶، مرکز الغدیر للدراسات الاسلامیہ، ۱۴۲۰ق

۸۰. میر دامادی، سید محمود، **دایرۃ المعارف قرآن کریم** (فارسی) ج۵، ص۱۲۵-۱۲۷، تہران، ۱۴۰۸ق

۸۱. میر محمد زرندی، سید ابوالفضل، **بحوث فی تاریخ القرآن و علومہ** (عربی) ص۳۰۶-۳۲۵، دار التعارف للمطبوعات، بیروت، ۱۴۰۰ق

۸۲. میر محمدی، زرندی، سید ابوالفضل، **تاریخ وعلوم قرآن** (فارسی)، ص۱۸۵-۳۰۳، دفتر انتشارات اسلامی، قم، ۱۳۷۵ش

۸۳. نجمی، محمد صادق وہاشم ہریسی، **شناخت قرآن** (فارسی) ص۱۷۳-۲۱۰، اسوہ، تہران

۸۴. نقوی، میر خلیل سید، **گامی در راہ شناسائی قرآن** (فارسی) ص۲۵-۲۷، ہدی، تہران، ۱۳۶۳ش

۸۵. ہادوی تہرانی، مہدی، **مبانی کلامی اجتہاد در برداشت قرآن**، ص۶۱-۸۱، بیت الحکمۃ الثقافیہ، قم، ۱۳۷۷ش

۸۶. ہاشمی نژاد، سید عبدالکریم، **قرآن وکتابہای دیگر آسمانی** (فارسی) ص۶۱-۱۰۲، فراہانی، تہران، ۱۳۴۶ش

منابع و مآخذ

- ❖ حجتی، محمد باقر، **کشاف الفهارس**، سروش، تہران، ۱۳۷۰ش
- ❖ الحسن، عبداللہ، **مناظرات فی العقائد والاحکام**، دلیل ما، ۱۴۲۱ق
- ❖ صحتی سردرودی، محمد، **کتابشناسی افسانہ تحریف**، صحیفہ مبین، شمارہ ۲، تابستان ۱۳۷۴، شمارہ ۳، پائیز ۱۳۷۴ش
- ❖ مجلّہ بینات، شمارہ ۲۱
- ❖ موسوی، دارابی، سید علی، **اسطورہ تحریف**، امامت، مشہد، ۱۳۸۱ش
- ❖ نجفی، ہادی، **موسوعہ احادیث اہل البیت**، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۲۳ق
- ❖ نقوی، سید شہسوار حسین، امروہوی، **تالیفات شیعہ در شبہ قارہ ہند**، دلیل ما، ۱۳۸۴ش

اسلامی طرز زندگی اور حیات طیبہ کا باہمی ربط
قرآنی نقطہ نظر سے

اصغر طہماسبی بلداجی[۱]

قرآن کریم کے نقطہ نظر سے اسلامی طرز زندگی کے مختلف شعبے ہوتے ہیں جن میں سے بعض بنیادی حیثیت رکھتے ہیں اور اسلامی طرز زندگی کے اصول پیش کرتے ہیں اور بعض دوسرے شعبے سماجی، فردی اور عملی حیثیت رکھتے ہیں جن کو اسلامی طرز زندگی میں عملی طور پر برتا جاتا ہے اور جن لوگوں میں یہ صفات پائے جاتے ہیں ان کو قرآن کریم حیات طیبہ کی بشارت دیتا ہے۔

اس مقالہ میں ہم سب سے پہلے حیات طیبہ اور اسلامی طرز زندگی کے مفہوم پر روشنی ڈالیں گے اور اس کے بعد ان دونوں کے آپسی تعلق پر گفتگو ہوگی اور آخر میں اس سے حاصل نتائج کو پیش کیا جائے گا۔

کلیدی کلمات: قرآن کریم، حیات طیبہ، اسلامی طرز زندگی، ایمان، عمل صالح

---

۱. اس مقالہ کو ڈاکٹر خان محمد صادق جونپوری صاحب نے فارسی سے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔

مقدمہ

طول تاریخ میں انسانوں میں ہمیشہ یہ سوال پیدا ہوتا رہا ہے کہ زندگی کا مقصد کیا ہے اور انسان کس لئے زندہ ہے۔ خالق کائنات نے اس دنیا اور انسان کو کس مقصد کے تحت خلق کیا ہے۔ اس سوال کا مقصد انسان کی ماہیت کو سمجھنا ہے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ اس دنیا میں انسان کے لئے کون سی طرز زندگی زیادہ مناسب ہے۔ سبھی ادیان الٰہی میں غیر الٰہی سبک زندگی کی مذمت کی گئی ہے اور اس طرح کی زندگی کے نقصانات بھی بیان کئے گئے ہیں اور انسانی زندگی کے فردی اور اجتماعی دونوں پہلوؤں کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ قرآن کریم کی بعض آیتوں میں انسانوں کی موجودہ حالت کی مذمت کی گئی ہے۔ مثال کے طور پر:

إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۔ ترجمہ: بے شک انسان خسارہ میں ہے۔[۱]

❖

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَن يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ۔

ترجمہ: بے شک ہم نے امانت کو آسمان زمین اور پہاڑ سب کے سامنے پیش کیا اور سب نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور خوف ظاہر کیا بس انسان نے اس بوجھ کو اٹھالیا کہ انسان اپنے حق میں ظالم اور نادان ہے[۲]۔

❖

وَآتَاكُم مِّن كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا إِنَّ الْإِنسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ ۔

ترجمہ: اور جو کچھ تم نے مانگا اس میں سے کچھ نہ کچھ ضرور دیا اور اگر تم اس کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو گے تو ہرگز شمار نہیں کر سکتے ۔ بیشک انسان بڑا ظالم اور انکار کرنے والا ہے[۳]۔

۱۔ سورہ عصر، آیت ۲
۲۔ سورہ احزاب، آیت ۷۲
۳۔ سورہ ابراہیم، آیت ۳۴

كَلَّا إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَىٰ۔ ترجمہ: بے شک انسان سرکشی کرتا ہے[۱]۔

❖

إِنَّ الْإِنسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا۔ ترجمہ: بے شک انسان بڑا لالچی ہے[۲]۔

❖

فَإِنْ أَعْرَضُوا فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا إِنْ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاغُ وَإِنَّا إِذَا أَذَقْنَا الْإِنسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَإِنَّ الْإِنسَانَ كَفُورٌ۔

ترجمہ: اب بھی اگر یہ لوگ اعتراض کریں تو ہم نے آپ کو ان کا نگہبان بنا کر نہیں بھیجا ہے۔ آپ کا فرض صرف پیغام پہنچا دینا تھا اور بس اور ہم جب کسی انسان کو رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ اکڑ جاتا ہے اور جب اس کے اعمال ہی کے نتیجہ میں کوئی برائی پہنچ جاتی ہے تو بہت زیادہ ناشکری کرنے والا بن جاتا ہے[۳]۔

❖

وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا إِنَّ الْإِنسَانَ لَكَفُورٌ مُّبِينٌ۔

ترجمہ: اور ان لوگوں نے پروردگار کے لئے اس کے بندوں میں سے بھی ایک جز (اولاد) قرار دیدیا کہ انسان یقینا بڑا کھلا ہوا ناشکرا ہے[۴]۔

❖

بعض دوسری آیتوں میں انسانوں کی اجتماعی اور سماجی زندگی کے بعض پہلوؤں کی مذمت کی گئی ہے۔ مثال کے طور پر:

أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ﴿۲﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ۔

۱۔ سورہ علق، آیت ۶
۲۔ سورہ معارج، آیت ۱۹
۳۔ سورہ شوریٰ، آیت ۴۸
۴۔ سورہ زخرف، آیت ۱۵

ترجمہ: کیا لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ وہ صرف اس بات پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ وہ یہ کہہ دیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور ان کا امتحان نہیں ہوگا۔ بے شک ہم نے ان سے پہلے والوں کا بھی امتحان لیا ہے اور اللہ تو بہر حال یہ جاننا چاہتا ہے کہ ان میں کون لوگ سچے ہیں اور کون جھوٹے ہیں[۱]۔

❖

وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ۔

ترجمہ: اور اس فتنہ سے بچو جو صرف ظالمین کو پہنچنے والا نہیں ہے اور یاد رکھو کہ اللہ سخت ترین عذاب کا مالک ہے[۲]۔

❖

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ ۚ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ۔

ترجمہ: اور خبردار خدا کو ظالمین کے اعمال سے غافل نہ سمجھ لینا کہ وہ انہیں اس دن کے لئے مہلت دے رہا ہے جس دن آنکھیں خوف سے پتھرا جائیں گی[۳]۔

قرآن کریم میں اسلامی طرز زندگی پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے تاکہ انسانوں کو معلوم ہو سکے کہ اسلام کس طرح کی سبک زندگی کی تائید کرتا ہے اور اس کے خصوصیات اور آثار کیا ہیں۔ یہاں تک کہ ان اصولوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے غیر اسلامی سبک زندگی سے رہائی حاصل کریں اور حیات طیبہ تک رسائی کے لئے سعی و کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ نے دو طرح کی سبک زندگی یعنی الٰہی سبک زندگی اور غیر الٰہی سبک زندگی دونوں کو بیان کر دیا ہے اور انسان کو اختیار دیا ہے کہ جسے چاہے پسند کر لے۔

۱۔سورہ عنکبوت، آیت ۲-۳
۲۔سورہ انفال، آیت ۲۵
۳۔سورہ ابراہیم، آیت ۴۲

حیات طیبہ، لغت اور اصطلاح میں

" اقرب الموارد " میں الحیاۃ کو نقیض الموت اور الحی کو ضد المیت بتایا گیا ہے[۱]۔ راغب نے "مفردات" میں حیات کو احساس کرنے والی اور عمل کرنے والی طاقت کے معنی میں بیان کیا ہے[۲]۔ " معجم البسیط " میں حیات کے معنی نمو، بقا، منفعت، زندگی اور وہ چیز جو جاندار اور بے جان شئے کو ایک دوسرے سے الگ کرتی ہے بیان کیا گیا ہے۔

لفظ "طیب" کو دلچسپی اور طبع پسندی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ طاب الشی طیبا۔ یعنی دلچسپ اور طبع پسند تھا۔ خبیث طیب کا ضد ہے[۳]۔ لفظ طیب خوشبو کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ ہر طرح کی ناپاکی سے دور رہنا اور ہر وہ چیز جو ظاہری و باطنی آلودگی سے دور ہو[۴]۔

حیات طیبہ سے حقیقی حیات مراد ہے یعنی ایسی حیات جو اللہ تعالی کی طرف سے ان لوگوں کے لئے تحفہ ہے جو اس کے لائق ہیں۔ یہ نئی اور خاص حیات پرانی حیات سے الگ نہیں ہے جو سبھی انسان کے لئے ہے لیکن اس کے باوجود اس کے علاوہ ہے۔ یہ وہی حیات ہے لیکن اختلاف صرف مراتب میں ہے اعداد میں نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حیات طیبہ کے مالک افراد دو طرح کی حیات کے مالک نہیں ہیں بلکہ ان کی زندگی زیادہ روشن اور با اثر ہے[۵]۔ ایسے آثار جو فردی اور اجتماعی زندگی میں ظاہر ہوتے ہیں۔

دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ حیات طیبہ سے مراد ایسا معاشرہ ہے جہاں سکون، تحفظ، صلح و سلامتی، محبت، دوستی اور خوشحالی ہو اور جہاں ظلم و ستم، ہواپرستی اور انحصار طلبی کا نام و نشان نہ ہو[۶]۔

۱۔ الخوری الشرتونی، لبنانی، سعید، اقرب الموارد (ج۱) ص ۲۵۱

۲۔ راغب اصفہانی، مفردات (ج۱) ص ۵۶۹

۳۔ قرشی، علی اکبر، قاموس قرآن (ج۵) ص ۲۵۷

۴۔ مصطفوی، حسن، التحقیق فی الکلمات القرآن (ج۷) ص ۱۵۱

۵۔ طباطبائی، محمد حسین، المیزان فی تفسیر القرآن (ج۱۲) ص ۴۹۱

۶۔ مکارم شیرازی، ناصر، تفسیر نمونہ (ج۱۱) ص ۳۹۱

حیات طیبہ

حیات طیبہ کے سلسلہ میں قرآن کریم کی سب سے اہم آیت سورہ نحل کی آیت نمبر ۹۷ ہے جہاں ارشاد ہوتا ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔

ترجمہ: جو شخص بھی نیک عمل کرے گا وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ صاحب ایمان ہو ہم اسے پاکیزہ حیات عطا کریں گے اور انہیں ان اعمال سے بہتر جزادیں گے جو وہ زندگی میں انجام دے رہے تھے۔

انسان کے تکامل کے لئے ضروری ہے کہ وہ اخلاق الٰہی سے آراستہ ہو جائے تا کہ اس کے اندر کمال ظاہر ہو سکے اور یہی بہترین زندگی ہے جسے قرآنی الفاظ میں حیات طیبہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اب یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ حیات طیبہ کا تعلق اس دنیا سے ہے یا جہان آخرت سے۔ اگر اس کا تعلق آخرت سے ہے تو برزخ میں رونما ہوگی یا قیامت کے وقت۔ مفسروں نے اس سلسلہ میں مختلف نظریات بیان کئے ہیں:

- بعض مفسرین کا یہ قول ہے کہ حیات طیبہ حیات بہشتی ہے جہاں موت ، غربت ، بیماری، شقاوت اور دوسری آفتیں نہیں ہیں[1]۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حیات طیبہ کا تعلق اس دنیا سے نہیں ہے۔
- بعض دوسرے مفسرین نے حیات طیبہ کو برزخی حیات سے تعبیر کیا ہے[2]۔ علامہ طباطبائی اس نظریہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ حیات طیبہ کو برزخ سے مخصوص کرنے کی وجہ شاید یہ رہی ہو کہ مفسر نے ذیل آیت کو آخرت والی جنت پر حمل کیا ہے اور اس صورت میں اس کے تحقق کے لئے برزخ کے علاوہ کوئی دوسرا ظرف نظر نہیں آتا ہے[3]۔

۱۔ فخر رازی، التفسیر امام الفخر الرازی (ج ۲۰) ص ۱۱۳

۲۔ آلوسی، محمود، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم (ج ۱۴) ص ۲۲۶

۳۔ تفسیر میزان (ج ۱۲) ص ۳۴۳

❖ مفسروں کا تیسرا گروہ حیات طیبہ کے محقق ہونے کو اسی دنیا سے متعلق سمجھتا ہے لیکن اس کے خصوصیات کے بارے میں مختلف نظریات پیش کرتا ہے۔کچھ مفسرین نے قناعت پسندی اور رضائے الٰہی کے ساتھ زندگی گزارنے کو حیات طیبہ سے تعبیر کیا ہے اور اسے زندگی کا بہترین طریقہ بتایا ہے[۱]۔

یہاں تک ہم نے حیات طیبہ کے لغوی اور اصطلاحی معانی کو بیان کیا اور یہ بھی بتایا کہ یہ زندگی کہاں پر محقق ہوگی۔اب حیات طیبہ تک پہنچنے کے طریقے اور اسلامی طرز زندگی سے اس کے تعلق کے بارے میں گفتگو ہوگی۔حیات طیبہ تک پہنچنے کے لئے دو باتوں کی ضرورت ہے ۔ ایک ایمان اور دوسرے عمل صالح۔

حیات طیبہ تک پہنچنے کے طریقے اور اسلامی طرز زندگی سے اس کا تعلق

سورہ نحل کی آیت نمبر ۹۷ پر غور و فکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حیات طیبہ کے حصول کے سب سے اہم عناصر ایمان اور عمل صالح ہیں۔ان دو عناصر کا اسلامی زندگی سے تعلق یہ ہے کہ اسلامی زندگی انہیں دونوں عناصر کی بنیاد پر قائم ہے۔دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ انہیں دو عناصر سے اسلامی زندگی تشکیل پاتی ہے۔دوسری طرف اسلامی زندگی کی تشکیل کے بعد حیات طیبہ کے حصول کا راستہ ہموار ہوتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ اسلامی زندگی حیات طیبہ کا مقدمہ اور پیش خیمہ ہے اور جو بھی حیات طیبہ کا خواہشمند ہے اسے چاہئے کہ وہ سب سے پہلے اسلامی طرز زندگی کو اپنائے اور اسلامی زندگی کے سیاق و سباق کو قرآن کریم اور اس کے حقیقی مفسرین یعنی اہلبیت (علیہم السلام) نے مکمل طور پر واضح کر دیا ہے۔

اس وضاحت کے بعد ہم یہاں پر سب سے پہلے حیات طیبہ کے حصول کے سلسلہ میں ان دو عناصر پر روشنی ڈالیں گے اور اس کے بعد اسلامی زندگی پر ان کے اثرات کو بیان کریں گے۔

۱۔ طبرسی، فضل بن حسن، مجمع البیان للعلوم القرآن (ج ٦) ص ۳۸۴

ایمان

ایمان تصدیق کے معنی میں ہے اور کفر اس کا ضد ہے۔ یہ لفظ خوف سے رہائی کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے[۱]۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

الَّذِي أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ وَآمَنَهُم مِّنْ خَوْفٍ۔

ترجمہ: جس نے انہیں بھوک میں سیر کیا ہے اور خوف سے محفوظ رکھا ہے[۲]۔

لفظ ایمان امن سے بنا ہے جس کا معنی ہے روح کا مطمئن ہونا، پر سکون ہونا، اور خوف وہراس کا ختم ہونا[۳]۔ اصطلاحی طور پر ایک معبود کی طرف قلبی، فکری اور اعتقادی جھکاؤ کو ایمان سے تعبیر کیا جاتا ہے جب انسان اسی اعتبار سے عمل کرے اور اس کے لوازمات کی پابندی کرے لہٰذا اس مفہوم میں یقین پوشیدہ ہے۔

ایمان کے دو بنیادی ارکان ہوتے ہیں: التزام قلبی اور ظہور عملی۔ اگر کوئی عمل قلبی اعتقاد کے بغیر کسی سے سرزد ہوتا ہے تو یہ ایمان کی علامت نہیں ہے۔ اور اسی طرح اگر قلبی اعتقاد عمل میں ظاہر نہ ہوسکے تو یہ ایمان میں کمی اور نقص کی علامت ہے[۴]۔ اگر کوئی کافر انسان ایک ہاسپٹل بنواتا ہے تو ممکن ہے لوگوں میں اسے شہرت و عزت ملے لیکن قرآن کے مد نظر حیات طیبہ اس شخص کے لئے نہیں ہے کیونکہ اس کی روح آلودہ ہے[۵]۔

اس وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ زندگی کے تمام عملی مراحل ایمان میں شامل ہیں کیونکہ ایمان اسلامی زندگی کی بنیاد ہے جسے ہم اعتقادات کے نام سے جانتے ہیں اور اگر حقیقی معنیٰ میں ایمان ہوگا تو ضرور عمل صالح کے ہمراہ ہوگا یہاں تک کہ یہی ایمان راسخ، انسان کی پوری زندگی کو ایک نیا رخ دے گا۔

۱۔ ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب (ج ۱۳) ص ۲۱
۲۔ سورہ قریش، آیت ۴
۳۔ مفردات (ج ۱) ص ۹۰
۴۔ اعرافی، علی رضا، اہداف تربیت از دیدگاہ اسلام، ص ۴۳
۵۔ جوادی آملی، عبداللہ، فطرت در قرآن، ص ۴۰

عمل صالح

حقیقی ایمان کی ایک علامت یہ ہے کہ قلبی تصدیق اور زبانی اقرار کے علاوہ عمل کے ہمراہ ہوتا ہے۔ قرآن کریم کی مختلف آیتوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اور عمل صالح ہمیشہ ایک ساتھ ہوتے ہیں:

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَحْسَنَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ۔

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال انجام دئے، ہم یقیناً ان کے گناہوں کی پردہ پوشی کریں گے اور انہیں ان کے اعمال کی بہترین جزاء عطا کریں گے[1]۔

❖

الَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ۔

ترجمہ: جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کے لئے سخت عذاب ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال انجام دئے ان کے لئے مغفرت اور بہت بڑا اجر ہے[2]۔

❖

إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانتَصَرُوا مِن بَعْدِ مَا ظُلِمُوا وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ ۔

ترجمہ: علاوہ ان کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال انجام دئے اور بہت سارا ذکر خدا کیا اور ظلم سہنے کے بعد اس کا انتقام لیا اور عنقریب ظالمین کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس جگہ پلٹا دیئے جائیں گے[3]۔

۱- سورہ عنکبوت، آیت ۷

۲- سورہ فاطر، آیت ۷

۳- سورہ شعرا، آیت ۲۲۷

فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ۔

ترجمہ: پس جو ایمان والے اور نیک عمل والے ہوں گے وہ باغ جنّت میں نہال اور خوشحال ہوں گے[۱]۔

❖

إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۔ ترجمہ: علاوہ ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال انجام دئے اور ایک دوسرے کو حق اور صبر کی وصیت و نصیحت کی[۲]۔

ایمان اسی وقت قابل قبول ہوگا اور اسے حقیقی ایمان کہا جائے جب عمل صالح سے اس کی تائید ہوگی۔ عمل صالح وہ عمل ہے جسے شرع میں واجب و مستحب کے عنوان سے متعارف کرایا گیا ہے اور سالک اس کو انجام دیکر سیر و سلوک کے مراحل طے کر سکتا ہے اور مقام قرب تک پہنچ سکتا ہے۔ عمل صالح نیت اور اخلاص کے ذریعہ فاعل کے نفس پر اثرانداز ہوتا ہے اور اسے تکامل کی طرف لے جاتا ہے۔ عمل صالح، تکامل نفس، قرب الٰہی، انسانیت کے بلند درجات اور پاک و پاکیزہ زندگی کے حصول کا ذریعہ ہے[۳]۔

اسلامی زندگی اور حیات طیبہ کے درمیان ربط

جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے حیات طیبہ زندگی کا اعلیٰ نمونہ ہے اور اس کے مختلف مصادیق ہیں جو دنیا اور آخرت میں ظاہر ہوں گے۔ دوسری طرف اس حیات تک رسائی کے لئے ایمان و عمل صالح کی ضرورت ہے اور یہی دونوں عناصر اسلامی زندگی کو شکل دیتے ہیں۔

دوسرے لفظوں میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ اسلامی زندگی حیات طیبہ تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ قرآن کریم نے اسلامی طرز زندگی کے مختلف پہلوؤں کو مکمل طور پر بیان کیا ہے۔

۱-سورہ روم، آیت ۱۵

۲-سورہ عصر، آیت ۳

۳- امینی، عبدالحسین احمد، خودسازی یا تزکیہ نفس، ص ۲۵۴

اسلامی طرز زندگی کے کلی اصول

اعتقادات کو اسلامی طرز زندگی کا سب سے بنیادی اصل مانا جاتا ہے اور اسی سے اسلامی طرز زندگی کے مختلف اجزاء سامنے آتے ہیں۔ انہیں کے ذریعہ ہم حیات طیبہ کے حصول کی راہ پر گامزن ہوسکتے ہیں اور اسی کو ہم ایمان سے تعبیر کرتے ہیں۔ قرآن کریم مؤمنین کو یا ایہا الذین آمنو سے خطاب کرتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے ایمان اسلامی زندگی کا پہلا عنصر ہے۔

خدا کی ذات پر یقین: قرآن کریم میں توحید کے موضوع پر مختلف مقامات پر گفتگو ہوئی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلامی زندگی کا لازمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو واحد تصور کیا جائے۔ اس سلسلہ میں متعدد آیتیں موجود ہیں۔

مثال کے طور پر سورہ انعام آیت نمبر ۸۲ میں ارشاد ہوتا ہے:

الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُم مُّهْتَدُونَ۔

ترجمہ: جو لوگ ایمان لے آئے اور انھوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے آلودہ نہیں کیا ان ہی کے لئے امن وسکون ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔

اس آیت میں ایمان سے مراد اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر یقین ہے۔ اگر انسان کی روح میں توحید بس جائے گی تو اسے ظلم سے روکے گی لہٰذا اس آیت میں اس طرح کے ایمان کو عدم ظلم سے مشروط کردیا گیا ہے۔ مؤمن کا ایمان کسی بھی طرح کے شرک سے پاک ہوتا ہے اور پیغمبر اسلامؐ نے اس آیت میں ظلم کو شرک سے تعبیر کیا ہے[1]۔

۱۔ مجلسی، محمد باقر، بحارالانوار الجامعہ لدرر اخبار الائمہ الاطہار (ج ٦٦) ص ۱۵۰

مؤمن کی اسلامی زندگی میں توحید اس طرح رچ بس جاتی ہے کہ اس سے ہر طرح کا شرک اور نجاست دور ہو جاتی ہے۔اس طرح خالص توحید کا انسان کی دنیوی اور اخروی زندگی پر بہت اہم اثر ہوتا ہے اور اس انسان کا مستقبل روشن ہو جاتا ہے۔ وہ غمزدہ نہیں ہوتا اور کوئی بھی چیز اس میں خوف اور مایوسی پیدا نہیں کرتی ہے۔اس طرح کے انسانوں کے لئے قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ۔

ترجمہ: بے شک جن لوگوں نے یہ کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور اسی پر جمے رہے ان پر ملائکہ یہ پیغام لے کر نازل ہوتے ہیں کہ ڈرو نہیں اور رنجیدہ بھی نہ ہو اور اس جنّت سے مسرور ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔[1]

آخرت پر یقین: سورہ بقرہ کی ابتدائی آیتوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ متقین (یعنی وہ افراد جن کی زندگی اسلامی زندگی کا ایک نمونہ ہے) کی خاص علامت یہ ہے کہ وہ آخرت پر یقین کے ساتھ اعتقاد رکھتے ہیں۔

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ۔

ترجمہ: وہ ان تمام باتوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں جنہیں (اے رسول) ہم نے آپ پر نازل کیا ہے اور جو آپ سے پہلے نازل کی گئی ہیں اور آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں[2]۔

قیامت پر یقین اور اسے یاد کرنے سے انسان میں تقوی اور پرہیزگاری پیدا ہوتی ہے کیونکہ ایسا شخص اپنے اعمال و کردار پر کڑی نظر رکھے گا اور اس کی کوشش یہ رہے گی کہ اس کے اعمال اللہ تعالیٰ کی خشنودی اور رضا کے لئے ہوں اور شہوت، بیہودہ خواہشیں اور شیطانی ہوا و ہوس میں گرفتار نہ ہو۔

۱-سورہ فصلت، آیت ۳۰ ۲-سورہ بقرہ، آیت ۴

دوسری طرف معاد پر یقین رکھنے کی وجہ سے مادیت، نیستی اور موت، ذہنی پراکندگی اور عزت نفس میں کمی ختم ہو جاتی ہے اور دماغی بیماریوں کی روک تھام میں اس کا اہم کردار ہوتا ہے۔ موت کے بعد زندگی پر یقین رکھنے سے انسان کسی کی موت جیسے صدمے برداشت کرسکتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے عدل و فضل سے لو لگاتا ہے۔ مختصر طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ معاد پر یقین رکھنے سے انسان کی طرز زندگی کا ایک خاکہ تیار ہوتا ہے اور اسے حیات طیبہ کی طرف ہدایت ملتی ہے۔

ولایت پذیری: امامت و ولایت کے موضوع کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے ارشاد فرمایا ہے:

من مات و لم یعرف امامه مات کمیتة الجاهلیه۔

ترجمہ: جو شخص مر جائے اس حالت میں کہ وہ اپنے امام کو نہ پہچانتا ہو، اس کی موت جاہلیت کی موت ہے[1]۔

قرآن کریم آخری آسمانی کتاب ہے اور اس میں وہ تمام چیزیں بیان کردی گئی ہیں جن کی بدولت انسان کمال و سعادت کی منزل حاصل کرسکتا ہے:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ۔

ترجمہ: اور ہم نے آپ پر کتاب نازل کی ہے جس میں ہر شے کی وضاحت موجود ہے اور یہ کتاب اطاعت گزاروں کے لئے ہدایت، رحمت اور بشارت ہے[2]۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی اس ضرورت کو بھی مد نظر رکھا اور اس کے لئے ولی اور سرپرست مقرر کیا:

۱۔ کلینی، محمد بن یعقوب، الکافی (ج۱) ۳۷۷

۲۔ سورہ نحل، آیت ۸۹

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ۔

ترجمہ: ایمان والو بس تمہارا ولی اللہ ہے اور اس کا رسول اور وہ صاحبانِ ایمان جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکات دیتے ہیں[۱]۔

فریقین اس بات پر متفق ہیں کہ اس آیت میں حضرت علیؑ مراد ہیں کیونکہ حالت رکوع میں آپ کے صدقہ دینے کے بعد یہ آیت نازل ہوئی ہے[۲]۔ اس کے علاوہ متواتر اور قطعی الصدور خطبہ غدیر کے ذریعہ امام زمانہ (عج) تک کے اماموں کی ولایت وامامت ثابت و معلوم ہے[۳]۔

اسی طرح حدیث ثقلین میں پیغمبر اکرمؐ کے قول کے مطابق قرآن و عترت کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے اور ضلالت و گمراہی سے نجات پانے کے لئے ان دونوں سے تمسک ضروری ہے[۴]، لہٰذا ضلالت و گمراہی سے رہائی اور اسلامی زندگی کے حصول کے لئے ائمہ اطہار علیہم السلام کی ولایت وامامت پر اعتقاد راسخ ضروری ہے۔

اگر ہم ائمہ اطہار کی ولایت کا اقرار کریں گے اور آنخضراتؑ کی سیرت کو اپنے لئے نمونہ عمل قرار دیں گے تو اس کا سب سے اہم پھل یہ ہے کہ ہم قیامت کے روز ائمہ اطہار کے ساتھ محشور ہوں گے اور بہت سی روایات میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

۱-سورہ مائدہ، آیت ۵۵
۲-ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم (ج ۲) ۷۴
۳-امینی، عبدالحسین احمد، الغدیر (ج ۱) ص ۳۶
۴ - بحارالانوار الجامعہ لدرر اخبار الائمہ الاطہار (ج ۲۳) ص ۱۰۶؛ ابن حنبل، احمد، مسند (ج ۳) ص ۱۴

اسلامی زندگی کے عملی عناصر

یہاں پر ہم کچھ ایسے عناصر کی طرف اشارہ کریں گے جن کو اسلامی زندگی میں عملی طور پر برتنے کی ضرورت ہے اور ہر مؤمن انسان آیات قرآنی کی روشنی میں انہیں انجام دیتا ہے:

اقامہ نماز

سورہ اسرا کی آیت نمبر ۷۸ سے نماز پنجگانہ کا واجب ہونا ثابت ہوتا ہے:

أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَىٰ غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ ۖ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا۔

ترجمہ: آپ زوال آفتاب سے رات کی تاریکی تک نماز قائم کریں اور نماز صبح بھی کہ نماز صبح کے لئے گواہی کا انتظام کیا گیا ہے۔

نماز ایک ایسی عبادت ہے جس کے ذریعہ انسان گناہوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

اتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ۔

ترجمہ: آپ جس کتاب کی آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اسے پڑھ کر سنائیں اور نماز قائم کریں کہ نماز ہر برائی اور بدکاری سے روکنے والی ہے اور اللہ کا ذکر بہت بڑی شے ہے اور اللہ تمہارے کاروبار سے خوب باخبر ہے[۱]۔

قرآن کریم کی آیتوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اقامہ نماز متقین کی سبک زندگی کا ایک خاص پہلو ہے:

ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ ۛ فِيهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٢﴾ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ۔

۱۔ سورہ عنکبوت، آیت ۴۵

ترجمہ: یہ وہ کتاب ہے جس میں کسی طرح کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے. یہ صاحبانِ تقویٰ اور پرہیزگار لوگوں کے لئے مجسم ہدایت ہے۔ جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں پابندی سے پورے اہتمام کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے رزق دیا ہے اس میں سے ہماری راہ میں خرچ بھی کرتے ہیں[1]۔

دن بھر میں کم سے کم پانچ بار اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سر تسلیم خم کرنے والے شخص کی فکر، عمل اور بات چیت سب خدائی ہو جاتی ہے اور یہ کیسے ممکن ہے کہ اس طرح کا انسان اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کوئی قدم اٹھائے[2]۔

اس کے علاوہ نماز، انسان کو سختیوں اور پریشانیوں سے مقابلہ کرنے کا حوصلہ دیتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

إِنَّ الْإِنسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ﴿١٩﴾ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ﴿٢٠﴾ وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا ﴿٢١﴾ إِلَّا الْمُصَلِّينَ ﴿٢٢﴾ الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ۔

ترجمہ: بے شک انسان بڑا لالچی ہے۔ جب تکلیف پہنچ جاتی ہے تو فریادی بن جاتا ہے۔ اور جب مال مل جاتا ہے تو بخیل ہو جاتا ہے۔ علاوہ ان نمازیوں کے جو اپنی نمازوں کی پابندی کرنے والے ہیں[3]۔

امام علیؑ ارشاد فرماتے ہیں:

"نماز انسان کے پورے وجود کو سکون عطا کرتی ہے، آنکھوں کو خاشع و خاضع بناتی ہے، نفس امارہ کو قابو میں کرتی ہے، دل کو نرم کرتی ہے اور تکبر کو ختم کرتی ہے"[4]۔

۱۔ سورہ بقرہ، آیت ۲-۳

۲۔ تفسیر نمونہ (ج۱) ص ۷۳

۳۔ سورہ معارج، آیت ۱۹-۲۳

۴۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۹۶

روزہ

روزہ، اسلامی زندگی کا دوسرا اہم عنصر ہے۔اللہ تعالیٰ نے روزہ کو واجب قرار دیا ہے تا کہ لوگوں میں تقوا اور پرہیزگاری پیدا ہو:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔

ترجمہ: صاحبانِ ایمان تمہارے اوپر روزے اسی طرح لکھ دیئے گئے ہیں جس طرح تمہارے پہلے والوں پر لکھے گئے تھے شاید تم اسی طرح متقی بن جاؤ[۱]۔

اسلام میں روزہ کا ایک خاص مقام ہے جس کے سماجی، اخلاقی، تربیتی اور فردی اثرات مترتب ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس نعمت کو ہر دور میں اور ہر معاشرہ میں واجب قرار دیا تاکہ لوگ اس کے آثار و برکات سے مستفید ہو سکیں[۲]۔

ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

وَأَن تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۔ترجمہ: لیکن روزہ رکھنا بہرحال تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم صاحبانِ علم و خبر ہو[۳]۔

دانشوروں کی تحقیقات سے بھی یہ بات سامنے آتی ہے کہ روزہ رکھنے سے بے چینی اور ڈپریشن میں کمی آتی ہے اور سماجی کارکردگی میں اضافہ ہوتا ہے[۴]۔

۱-سورہ بقرہ، آیت ۱۸۳

۲- ہاشم زادہ ہریسی، ہاشم، فرہنگ قرآن (ج۲) ص ۲۳۳-۲۳۴

۳-سورہ بقرہ، آیت ۱۸۴

۴-مالونی، اسلام وبہداشت روان، ص ۲۸۵

زکات

زکات بہت ہی اہم اسلامی حکم ہے اور قرآن و احادیث معصومین علیہم السلام میں اس اہم اسلامی فریضہ کی تاکید کی گئی ہے اور صالحین کی حکومت کا پہلا فریضہ زکات کے ذریعہ فقراء اور مساکین کی زندگی کو سدھارنا ہے۔

الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ۔

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے زمین میں اختیار دیا تو انھوں نے نماز قائم کی اور زکات ادا کی[1]۔

پیغمبر اکرمؐ نے قسم یاد کی ہے کہ مشرک کے علاوہ کوئی بھی زکات میں خیانت نہیں کرے گا[2]۔
ایک دوسری حدیث میں پیغمبر اکرمؐ نے حضرت علیؑ کو خطاب کرکے فرمایا:

"یا علی! میری امت کے دس گروہ کافر ہوجائیں گے جن میں سے ایک زکات ادا نہ کرنے والا ہے"[3]۔

بہ طور خلاصہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ زکات اسلامی طرز زندگی کا ایک اہم عنصر ہے جس کی ادائیگی کا طریقہ ائمہ معصومین علیہم السلام کی روایات میں موجود ہے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

امر بالمعروف و نہی عن المنکر ایک ایسی عبادت ہے جس کے آثار اچھی طرح انسان اور معاشرہ میں نظر آتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔

---

۱ - سورہ حج، آیت ۴۱
۲ - بحار الانوار الجامعہ لدرر اخبار الائمہ الاطہار (ج ۹۶) ص ۲۹
۳ - ایضاً، ص ۳۰

ترجمہ: اور تم میں سے ایک گروہ کو ایسا ہونا چاہئے جو خیر کی دعوت دے، نیکیوں کا حکم دے، برائیوں سے منع کرے اور یہی لوگ نجات یافتہ ہیں۔[۱]

امر بالمعروف و نہی عن المنکر واجب کفائی ہے یعنی معاشرہ کا کوئی فرد اگر اسے انجام دیتا ہے تو دوسروں سے وہ امر ساقط ہو جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ معاشرہ میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو یہ فرض انجام دیتے ہیں لیکن اس فرض میں کوتاہی پر سبھی سے سوال جواب کیا جائے لیکن ثواب اسی کو ملے گا جو اس فرض کو انجام دے چکا ہوگا۔ اسی وجہ سے مذکورہ آیت میں آگے ارشاد ہوتا ہے:

وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ ترجمہ: اور یہی لوگ نجات یافتہ ہیں۔

دوسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ۔

ترجمہ: تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کے لئے منظر عام پر لایا گیا ہے، تم لوگوں کو نیکیوں کا حکم دیتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔[۲]

بہ طور خلاصہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اسلامی طرز زندگی، حیات طیبہ تک پہنچنے کا مقدمہ ہے اور ایمان و عمل صالح اسلامی زندگی کے دو اہم عنصر ہیں جن کے ذریعہ ہم حیات طیبہ تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔

۱۔ سورہ آل عمران، آیت ۱۰۴

۲۔ سورہ آل عمران، آیت ۱۱۰

منابع و مآخذ

❖ قرآن کریم

❖ نہج البلاغہ

❖ ابن حنبل، احمد، **مسند**، دار صادر، بیروت، ۱۴۰۴ق

❖ ابن کثیر، **تفسیر القرآن العظیم**، دار المعرفہ، بیروت، ۱۴۱۲ق

❖ ابن منظور، محمد بن مکرم، **لسان العرب**، ادب الحوزہ، قم، ۱۴۱۴ق

❖ اعرافی، علی رضا، **اہداف تربیت از دیدگاہ اسلام**، انتشارات علمی و فرہنگی، تہران، ۱۳۷۶ش

❖ آلوسی، محمود، **روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم**، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۵ق

❖ امینی، عبدالحسین احمد، **خودسازی یا تزکیہ نفس**، انتشارات شفق، قم، ۱۳۷۳ش

❖ امینی، عبدالحسین احمد، **الغدیر**، دار الکتب العربی، ۱۳۹۷ق

❖ حسینی فیروزآبادی، سید مرتضی، **فضائل الخمسہ من الصحاح الستہ**، مؤسسہ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، ۱۴۰۲ق

❖ جوادی آملی، عبداللہ، **فطرت در قرآن**، نشر اسرا، قم، ۱۳۷۹ش

❖ الخوری الشرتونی، لبنانی، سعید، اقرب الموارد، مطبعہ موسی السیوعہ، بیروت، ۱۹۸۹م

❖ طباطبائی، محمد حسین، **المیزان فی تفسیر القرآن**، انتشارات بنیاد علمی و فکری علامہ طباطبائی، تہران، ۱۳۶۷ش

❖ طبرسی، فضل بن حسن، **مجمع البیان للعلوم القرآن**، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۴۰۶ق

❖ طیب، عبدالحسین، **اطیب البیان فی تفسیر القرآن**، انتشارات اسلام، تہران، ۱۳۷۸ش

❖ فخر رازی، محمد بن عمر، **التفسیر امام الفخر الرازی**، دار الفکر لطباعہ والنشر والتوزیع، بیروت، ۱۹۹۰م

❖ قرشی، علی اکبر، **قاموس قرآن**، دار الکتب الاسلامیہ، تہران

❖ کاشانی ہا، زہرا، **ایمان مؤمنان در قرآن و حدیث**، نشر امین، تہران، ۱۳۸۶ش

❖ مالونی، **اسلام و بہداشت روان**، انتشارات بیتا، تہران، ۲۰۰۰م

❖ کلینی، محمد بن یعقوب، **الکافی**، تصحیح علی اکبر غفاری، دار الکتب الاسلامیہ، تہران، ۱۳۶۳ش

❖ مجلسی، محمد باقر، **بحار الانوار الجامعہ لدرر اخبار الائمہ الاطہار**، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۴۰ق

❖ مصطفوی، حسن، **التحقیق فی الکلمات القرآن**، وزارت فرہنگ وارشاد اسلامی، تہران، ۱۳۷۱ش
❖ مکارم شیرازی، ناصر، **تفسیر نمونہ**، دار الکتب الاسلامیہ، تہران، ۱۳۶۷ش
❖ ہاشم زادہ ہریسی، ہاشم، **فرہنگ قرآن**، انتشارات پیام آزادی، تہران، ۱۳۸۶ش
❖ ہاشمی، رفسنجانی، اکبر، **تفسیر راہنما**، بوستان کتاب، قم، ۱۳۸۰ش

سیرت اہلبیتؑ میں تربیت اولاد کے اصول

علی ہمت بناری[۱]

خلاصہ

ہم اس مقالہ میں اہلبیت علیہم السلام کی حیات طیبہ سے تربیت فرزند کے کچھ اصولوں کو آپ کے سامنے پیش کریں گے جیسے کہ تربیت کا مناسب ماحول فراہم کرنا کیونکہ تربیت ایک پیچیدہ اور سلسلہ وار عمل ہے۔ روک تھام، تربیت کے دوران ہونے والی غلطیوں کی شناخت اور ان کا ازالہ اور تکریم یعنی فرزند کی حرمت کو کبھی بھی پامال نہیں ہونا چاہیئے۔

تربیت کا سب سے اہم اصول اس کا تدریجی ہونا ہے یعنی تربیت کے اصول کو مرحلہ بہ مرحلہ اور عمر کے تقاضوں کے لحاظ سے نافذ کیا جائے گا۔ تربیت کے سلسلہ میں دوسرا اہم موضوع بچوں کی صلاحیتوں کو مدنظر رکھنا ہے۔ اس کے علاوہ سن تمیز تک پہنچنے سے قبل بچوں کو اپنی پسندیدہ سرگرمیوں کے لئے اجازت دینی چاہیئے۔

کلیدی کلمات: تربیت اولاد، تربیتی اصول، آزادی، طرز زندگی، اہلبیت، نفسیات

۱۔اس مقالہ کو ڈاکٹر خان محمد صادق جونپوری صاحب نے فارسی سے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔

مقدمہ

گذشتہ دو دہائیوں سے طرز زندگی کی اصطلاح زیادہ توجہ کا مرکز بن گئی ہے۔ طرز زندگی سے مراد ذاتی اور سماجی میدان میں انسان کا برتاؤ ہے تا کہ وہ کسی خاص مقصد کو حاصل کر سکے۔ انسان اپنی زندگی میں بیرونی عناصر اور گذشتہ اور حال کے افراد کو اپنے لئے نمونہ عمل بناتا ہے۔

ایک مسلمان انسان کے لئے بھی طرز زندگی بہت اہم ہے۔ بے شک ایک مسلمان کی سبک زندگی کے انتخاب کے لئے پیغمبر اسلامؐ اور اہلبیت علیہم السلام بہترین نمونہ عمل ہو سکتے ہیں۔ اہلبیت علیہم السلام کی زندگی کے مختلف پہلو ہیں اور ان میں سے ایک پہلو خانوادہ اور بچوں کی تربیت کا موضوع ہے۔

اہلبیت علیہم السلام کی سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضراتؑ نے بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں ایک خاص طریقہ اپنایا ہے اور خاص تربیتی طریقوں کو بروئے کار لائے ہیں۔ اس مقالہ میں ہم تربیت فرزند کے سلسلہ میں اہلبیت علیہم السلام کی زندگی سے مأخوذ کچھ اصولوں کو بیان کریں گے۔

۱. مناسب ماحول کی فراہمی:

کسی بھی کام کی انجام دہی کچھ مقدمات، شرائط اور ماحول پر منحصر ہوتی ہے اور ان شرائط کے فراہمی کے بغیر اس کام کو انجام دینا ناممکن ہے۔ تربیت بہت ہی پیچیدہ اور کثیر جہتی عمل ہے اور مختلف عناصر اور پس منظر اس پر اثر انداز ہوتے ہیں لہٰذا کوئی بھی تربیتی منصوبہ بندی ماحول اور شرائط کو مد نظر رکھے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتی ہے۔

سیرت اہلبیت علیہم السلام کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تربیت ایک ایسا عمل ہے جس کے مختلف مراحل ہیں اور ماحول بنانے کی اصل ان تمام مراحل میں نافذ ہوتی ہے۔ ہر مرحلہ میں کچھ ایسے تربیتی اقدامات اور سرگرمیاں تیار کی گئی ہیں جن کے بغیر اگلے مراحل میں کامیابی نہیں مل سکتی ہے۔

اس نقطہ نظر سے تربیت کے بعض شرائط بچے کی پیدائش سے پہلے بلکہ انتخاب ہمسر کے وقت فراہم کئے جاتے ہیں اور بعض بچپن اور نوجوانی کے مرحلہ میں فراہم ہوتے ہیں تا کہ فرد بلوغ کے لئے آمادہ ہو سکے۔

چنانچہ امام صادقؑ سے منقول ہے:

"لقمان حکیم نے اپنے فرزند کو نصیحت کی کہ اے میرے بیٹے! اگر بچپن میں ادب سیکھو گے تو جوانی میں اس سے فائدہ حاصل کرو گے"۔[1]

یہاں پر ایسے کچھ موارد کی طرف اشارہ کیا جائے گا جس سے یہ معلوم ہو گا کہ تربیت فرزند کے لئے مناسب ماحول کی فراہمی بہت اہم ہے۔

زوجہ کے انتخاب کے سلسلہ میں مردوں کو یہ نصیحت کی گئی ہے کہ ایسی عورتوں سے شادی کریں جو مستقبل میں ان کے بچوں کے لئے ایک مناسب اور شائستہ ماں بن سکیں۔ پیغمبر اکرمؐ سے مروی ہے:

انظر فی أیّ شی تضع ولدک، فانّ العرق دسّاس۔

ترجمہ: دیکھو تم اپنا نطفہ کہاں قرار دے رہے ہو کیونکہ بے شک ہر چیز کی اصل اپنا کردار ادا کرتی ہے[2]۔

دوسری حدیث میں ارشاد ہوتا ہے:

اخْتَارُوا لِنُطَفِكُمْ ... ۔ترجمہ: اپنے نطفوں کے لئے مناسب ظرف انتخاب کرو...[3]۔

سیرت اہلبیتؑ کی روشنی میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ائمہ اطہارؑ کی نظر میں زوجہ کا انتخاب بہت اہم ہوتا تھا یعنی اپنے فرزندوں کے لئے ایک شائستہ ماں کا انتخاب کرتے تھے۔ علی بن مہزیار امام ہادیؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے اپنی والدہ کی شأن میں فرمایا:

۱-یا بنی ان تادبت صغیرا انتفعت به کبیراً۔ (مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، ج ۱۳، ص ۴۱۹)

۲-الابشیہی، شہاب الدین، المستطرف فی کل فن مستطرف (ج ۲) ص ۲۱۸

۳- حر عاملی، محمد، وسائل الشیعہ الی تحصیل مسائل الشریعہ (ج ۱۴) ص ۲۹

أُمِّي عَارِفَةٌ بِحَقِّي، وَهِيَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، لَا يَقْرَبُهَا شَيْطَانٌ مَارِدٌ، وَ لَا يَنَالُهَا كَيْدُ جَبَّارٍ عَنِيدٍ، وَ هِيَ مَكْلُوءَةٌ بِعَيْنِ اللهِ الَّتِي لَا تَنَامُ، وَ لَا تَتَخَلَّفُ عَنْ أُمَّهَاتِ الصِّدِّيقِينَ وَ الصَّالِحِينَ۔

ترجمہ : میری ماں میرے حق کو جاننے والی اور اہل بہشت تھیں۔ شیطان ان کے قریب نہیں جاتا تھا اور صدیق و صالح افراد کی ماں کی صف میں تھیں[۱]۔

زوجہ کے انتخاب کے بعد نطفہ کے انعقاد کے مرحلہ میں بھی اہلبیت علیہم السلام نے کچھ باتوں کے خیال رکھنے کا حکم دیا ہے تاکہ ایک صحیح سلامت فرزند پیدا ہو سکے۔ امام محمد باقرؑ سے منقول ہے:

إِذَا أَرَدْتَ الْجِمَاعَ فَقُلْ اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي وَلَداً وَ اجْعَلْهُ تَقِيّاً لَيْسَ فِي خَلْقِهِ زِيَادَةٌ وَ لَا نُقْصَانٌ وَ اجْعَلْ عَاقِبَتَهُ إِلَى خَيْرٍ۔

ترجمہ : جب ہمبستری کا ارادہ کرو تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اے اللہ مجھے پاک و پاکیزہ فرزند عطا کر اور اس کی عاقبت بخیر فرما[۲]۔

اس کے علاوہ نطفہ کے انعقاد کے مناسب وقت اور صحیح جگہ کے بارے میں بھی اسلام نے کچھ احکام بیان کئے ہیں اور فقہی کتب میں مکروہات و مستحبات آمیزش کے باب میں ان کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے[۳]۔

دوران حمل بھی تربیت فرزند کے سلسلہ میں بہت اہم ہے۔ ماں کے لئے غذائیت سے بھرپور کھانا، بعض کھانوں کا ہونے والے بچے کی شخصیت پر اثرانداز ہونا وغیرہ۔

چنانچہ رسول خداؐ نے حمل کے آخری مہینوں میں کھجور کھانے کی تاکید ہے:

اَطْعِمُوا الْمَرْأَةَ فِي شَهْرِهَا الَّذِي تَلِدُ فِيهِ التَّمْرَ فَإِنَّ وَلَدَهَا يَكُونُ حَلِيماً نَقِيّاً۔

ترجمہ : حمل کے آخری مہینوں میں اپنی بیویوں کو کھجور کھلاؤ جس سے بچہ بردبار اور پاک و پاکیزہ ہوگا[۴]۔

۱۔ طبری آملی، محمد بن جریر، دلائل الامامۃ، ص۴۱۰، ح۳۶۹
۲۔ طوسی، محمد حسن، تہذیب الاخبار (ج۷) ص۴۱۱
۳۔ طباطبائی یزدی، محمد کاظم، العروۃ الوثقی، ص۸۰۰-۸۰۱
موسوی خمینی، روح اللہ، تحریر الوسیلہ (ج۲) ص۳۷۸
۴۔ طبرسی، فضل بن حسن، مکارم الاخلاق، ص۸۸

تربیت فرزند کے سلسلہ میں اسلامی اصول و قواعد بچے کی پیدائش سے قبل اور بعد دونوں مرحلوں پر محیط ہیں۔ نمونہ کے طور پر رسول خداؐ سے مروی ہے:

"بچے کی پیدائش کے بعد اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے"[۱]۔

اس کے علاوہ بچے کی پیدائش کے ایک ہفتہ کے اندر اور خاص کر ساتویں دن کے لئے کچھ سنتوں کا ذکر ملتا ہے۔ بچے کو خاک شفا، آب فرات اور کھجور کی گھٹی پلانا[۲]۔ اس کا اچھا نام رکھنا[۳]، عقیقہ کرنا اور سر کے بال منڈوانا اور اس کے وزن کے برابر سونا یا چاندی خیرات کرنا[۴]، ولیمہ کرنا[۵]۔

جب بچہ ممیّز ہو جاتا ہے تو اس میں اچھائی اور برائی کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے لہٰذا اس کو اسلامی احکام و قوانین سے روشناس کرایا جاسکتا ہے۔ اس مرحلہ میں اسلام نے کچھ ایسی باتیں بیان کی ہیں جن سے بچہ مرحلہ بلوغ کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے کی مشق کرائی جائے۔

امام صادقؑ سے منقول ہے:

اِنّا نَاْمُرُ صِبیْانَنا بِالصَّلاۃِ اِذا کانوا بَنی خَمْسِ سِنینَ، فَمُروا صِبیْانَکُمْ بِالصَّلاۃِ اِذا کانوا بَنی سَبْعِ سِنینَ۔

ترجمہ: ہم اپنے بچوں کو پانچ سال کی عمر سے نماز کا حکم دیتے ہیں لیکن تم اپنے بچوں کو سات سال کی عمر سے نماز پڑھنے کا حکم دو[۶]۔

ظاہر ہے کہ پانچ سال یا سات سال کی عمر میں نماز واجب نہیں ہے بلکہ بلوغ کے بعد واجب ہو گی لیکن حضرتؑ نے بلوغ سے قبل اپنے بچوں کو نماز پڑھنے کی مشق کرانے کا حکم دیا ہے تاکہ آہستہ آہستہ وہ نماز سے مانوس ہو جائیں اور ایسا نہ ہو کہ بالغ ہونے کے بعد اچانک انہیں نماز اور اس کے مختلف احکام کا سامنا

۱-وسائل الشیعہ الی تحصیل مسائل الشریعہ (ج۱۵) ص۱۳۶
۲-ایضاً، ص۱۳۸
۳-ایضا، ص۱۴۰
۴-ایضاً
۵-ایضاً، ص۱۴۲
۶-کلینی، محمد بن یعقوب، کافی (ج۳) ص۴۰۹

کرنا پڑے اور ان کے لئے سارے احکام کی رعایت مشکل ہو جائے۔

دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ ہم بچے کے لئے ماحول فراہم کر رہے ہیں تاکہ وہ نماز سے مانوس ہو سکے اور بالغ ہونے کے بعد اسے نماز پڑھنے میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔

اسی طرح حلبی نے امام صادقؑ سے بچوں کے روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے ارشاد فرمایا:

نَحنُ نَأمُرُ صِبیانَنا بِالصَّومِ اِذا کانوا بَنی سَبعِ سِنینَ بِما اَطاقوا مِن صیامِ الیَومِ اِن کانَ اِلی نِصفِ النَّهارِ اَو اَکثَرَ مِن ذلِکَ اَو اَقَلَّ، فَاِذا غَلَبَهُمُ العَطَشُ وَ الغَرَثُ اَفطَروا، حَتّی یَتَعَوَّدُوا الصَّومَ وَ یُطیقوهُ، فَمُروا صِبیانَکُم اِذا کانوا بَنی تِسعِ سِنینَ بِالصَّومِ مَا استَطاعوا مِن صیامِ الیَومِ، فَاِذا غَلَبَهُمُ العَطَشُ اَفطَروا۔

ترجمہ: ہم اپنے بچوں کو سات سال کی عمر سے اور ان کی جسمانی طاقت کے اعتبار سے روزہ کا حکم دیتے ہیں جہاں تک وہ برداشت کر سکیں چاہے وہ آدھے دن یا اس سے زیادہ یا کم روزہ رکھیں۔ جب ان پر بھوک و پیاس کا غلبہ ہوتا تھا تو وہ افطار کر لیتے تھے۔ یہ حکم اس لئے تھا تا کہ وہ روزہ سے مانوس ہوں لہٰذا تم اپنے بچوں کو نو سال کی عمر سے روزہ کا حکم دو، جتنا وہ روزہ رکھ سکیں اور جب بھوک پیاس کا غلبہ ہو تو افطار کر لیں[۱]۔

اوپر بیان کی گئی ساری باتوں سے یہ معلوم ہوتا کہ انتخاب ہمسر یا بچے کی ماں کے انتخاب سے لیکر بچے کے حد بلوغ تک پہنچنے کے سارے تربیتی مراحل میں ایک ماحول بنایا جا رہا ہے اور فضا ہموار کی جا رہی ہے تا کہ اگلے مرحلہ کا تربیتی منصوبہ کامیابی سے ہمکنار ہو سکے۔ یہاں تک کہ ہمارا فرزند بالغ ہو جائے اور شرعی و عرفی طور پر مستقل ہو جائے اور معاشرہ کا ایک مفید فرد بن سکے۔

۱-کافی (ج۳) ص۴۰۹

۲-روک تھام

جس طرح کسی بھی کام کی صحیح انجام دہی کے لئے کچھ شرائط اور سازگار فضا کی ضرورت ہوتی ہے بالکل اسی طرح کچھ ایسے امور بھی ہوتے ہیں جن کی وجہ سے ہمیں کامیابی نہیں ملتی ہے۔انسان کے اندر خیر وشر دونوں پہلو پائے جاتے ہیں اور وہ شکر کرنے والا یا نافرمانی کرنے والا بندہ بن سکتا ہے[۱]۔

انسان کو چاہئے کہ اپنے تربیتی منشور کو اس طرح تیار کرے کہ منفی عناصر سے بچ سکے۔اس کے لئے اسے ایسے عناصر کی شناخت کرنی ہوگی تاکہ ان کے منصہ ظہور میں آنے سے قبل ان کا ازالہ کر سکے۔

اہلبیت علیہم السلام اپنے تربیتی منشور میں جس طرح مثبت ماحول کی فراہمی کے لئے کوشش کرتے تھے بالکل اسی طرح منفی عناصر کے ازالہ کی بھی کوشش کرتے تھے اور بچے کی زندگی کے مختلف مراحل بلکہ بچے کی پیدائش سے پہلے اس سلسلہ میں اہتمام کرتے تھے۔

روایتوں میں ناصالح عورت سے شادی کرنے سے منع کیا گیا ہے۔امام علیؑ نے بے وقوف عورت سے شادی کرنے سے منع کیا ہے:

إيّاكم وتزويجَ الحَمقاء؛ فإنّ صحبتَها بلاءٌ، وولدَها ضياعٌ۔

ترجمہ: بے وقوف عورت سے شادی کرنے سے بچو کیونکہ اس کی صحبت بلا اور اس کا بچہ ضائع ہے[۲]۔

ائمہ اطہار علیہم السلام نے انعقاد نطفہ کے لئے نامناسب وقت اور جگہ کے بارے میں بھی بتایا ہے۔مثال کے طور جس رات سفر کا ارادہ ہو اس رات ہمبستری کرنا مکروہ ہے۔امام حسینؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

اجتنبوا الغشيان في الليلة تريدون فيها السفر فان من فعل ذالك ثم رزق ولدا كان احولا۔ ترجمہ: جس رات تمہیں سفر پر جانا ہے، اس رات اپنی بیویوں سے ہمبستری کرنے سے گریز کرو کیونکہ اگر اس کی وجہ سے کوئی بچہ ہوگا تو وہ احول ہوگا[۳]۔

۱-سورہ دہر، آیت ۳
۲-کافی (ج ۵) ص ۳۵۳
۳-موسوعہ کلمات الامام الحسین، ص ۷

حرام غذا بھی انحراف کا ذریعہ اور نطفہ میں شیطان کے شریک ہونے کا باعث ہے۔ تفسیر عیاشی میں وشارکھم فی الاموال و الاولاد[۱] کے ذیل میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے:

ما کان من مال حرام فھو من شرکۃ الشیطان۔

ترجمہ: مال حرام سے منعقد ہونے والے نطفہ میں شیطان شریک ہوتا ہے[۲]۔

اسی طرح رسول خداؐ نے بدکارہ اور دیوانی عورت کو اپنے بچوں کی دایہ بنانے سے منع فرمایا ہے:

تَوَقَّوْا اَولادَکُم لَبَنَ البَغِیَّۃ وَ المَجنُونَۃ، فَاِنَّ اللَّبَنَ یَعدی۔

ترجمہ: بدکارہ اور دیوانی عورت کو اپنے بچوں کی دایہ نہ بنانا کیونکہ دودھ کی ایک تاثیر ہوتی ہے[۳]۔

رسول خداؐ نے بچوں کو برے القاب سے پکارنے سے منع فرمایا ہے:

بادِرُوا اَولادَکُم بِالکُنی قبل اَن تَغلِبَ عَلَیھِمُ الاَلقابُ۔

ترجمہ: اپنے بچوں کو اچھے الفاظ سے پکارو قبل اس کے کہ برے القاب ان پر حاوی ہو جائیں[۴]۔

امام علیؑ نے اپنے بیٹے امام حسنؑ کے نام اپنے حکم میں جوانی میں بچے کے دل کے سخت ہو جانے کے امکان کی طرف اشارہ کیا اور نوجوانی میں اس کی روک تھام کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے فرمایا:

وَ إِنَّمَا قَلْبُ الْحَدَثِ كَالْأَرْضِ الْخَالِيَةِ مَا أُلْقِيَ فِيهَا مِنْ شَيْءٍ قَبِلَتْهُ فَبَادَرْتُكَ بِالْأَدَبِ قَبْلَ أَنْ يَقْسُوَ قَلْبُكَ وَ يَشْتَغِلَ لُبُّكَ لِتَسْتَقْبِلَ بِجِدِّ رَأْيِكَ۔

۱۔ سورہ اسراء، آیت ۶۴

۲۔ عیاشی، محمد بن مسعود، تفسیر العیاشی (ج ۲) ص ۳۰۰

۳۔ طبسی، محمد رضا، درر الاخبار فیما یتعلق بحال الاحتضار (ج ۲) ص ۱۶۳

۴۔ متقی ہندی، علاؤالدین بن حسام الدین، المرشد الی کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال (ج ۱۶) ص ۴۱۹

ترجمہ : بے شک نوجوان کا دل ایک تیار اور بنا بیج ڈالی زمین کی طرح ہے اور ہر طرح کے بیج کو قبول کرنے کے لئے تیار ہے[۱]۔

اس دور میں بچوں کو جنسیات کے موضوع سے بچانے کے لئے یہ حکم دیا گیا ہے کہ جب بچے سات سال کے ہو جائیں تو ان کا بستر الگ کر دیا جائے۔

پیغمبر اکرمؐ سے منقول ہے :

إذا بَلَغَ أولادُکم سَبعَ سِنینَ ففرِّقوا بینَ مضاجعهم۔

ترجمہ : جب بچے سات سال کے ہو جائیں تو ان کے بستر الگ کر دو[۲]۔

سن تمیز اور بلوغ کی دہلیز تک پہنچتے پہنچتے بچہ آہستہ آہستہ اپنے خیالات اور راستے کے انتخاب میں خود مختار ہو جاتا ہے اور مختلف آراء اور خیالات سے روشناس ہوتا ہے۔ ایسے حالات میں والدین کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کے لئے صحیح انتخاب کے ماحول فراہم کریں اور اس سے پہلے کہ منحرف اور غلط خیالات انہیں گمراہ کر دیں، ان کو پاکیزہ افکار سے آشنا کریں اور کسی بھی طرح کی فکری اور نظریاتی انحراف سے بچائیں۔

امام صادقؑ نے اس سلسلے میں فرمایا ہے :

بادِرُوا اَحداثَکُم بِالحَدِیثِ قَبلَ اَن تَسبِقَکُم اِلَیهِم المُرجِئَة۔

ترجمہ : اپنے نوجوانوں کو اسلامی روایات کی تعلیم دو اور اس کام میں جلدی کرو، اس سے پہلے کہ گمراہ دشمن تم پر غالب آجائیں اور ان کے غلط خیالات کو ان کے پاکیزہ ضمیر میں جگہ دیں اور انہیں گمراہ کر دیں[۳]۔

۱۔ نہج البلاغہ، نامہ ۳۱

۲۔ المرشد الی کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال (ج ۱۶) ص ۴۴۱

۳۔ وسائل الشیعہ الی تحصیل مسائل الشریعہ (ج ۱۲) ص ۲۴۷؛ ج ۱۵ ص ۱۹۶؛ ج ۱۸، ص ۶۲

بچے جب بڑے ہو جاتے ہیں اور نوجوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے ہیں تو یہاں بھی روک تھام کی اصل ہمارے بہت کام کی ہے۔ جوانوں کا سب سے اہم مسئلہ مناسب پیشہ کا انتخاب ہے۔ روایتوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بچوں کا والدین پر ایک حق یہ بھی ہے کہ وہ ان کے لئے مناسب پیشہ کا انتخاب کریں جس سے انہیں سماجی حیثیت حاصل ہو۔

امام موسی کاظمؑ سے منقول ہے:

"ایک شخص اپنے بیٹے کے ساتھ رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا: یا رسول اللہؐ اس بیٹے کا مجھ پر کیا حق ہے؟ رسول خداؐ نے فرمایا: اس کا اچھا نام رکھو، اسے ادب کی تعلیم دو اور اسے مناسب سماجی حیثیت دو"[1]۔

دوسری حدیث میں ارشاد ہوتا ہے:

"ایک شخص اپنے بیٹے کے ہمراہ رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: میں نے اپنے بیٹے کو لکھنا پڑھنا سکھا دیا ہے۔ اسے کون سا پیشہ تعلیم دوں؟

حضرتؐ نے فرمایا: اسے ایسا کام سکھاؤ جس میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہو اور پانچ پیشوں سے دور رکھو: سیائی، صائغی، قصابی، حناطی، نحاسی۔ اس نے پوچھا: سیاء کیا ہے؟ فرمایا: وہ شخص جو کفن بیچتا ہے اور میری امت کے لئے موت کی آرزو کرتا ہے۔ صائغ ایسا شخص ہے جو میری امت کا نقصان چاہتا ہے۔ قصاب وہ شخص ہے جو جانوروں کو ذبح کرتا ہے۔ حناط وہ شخص ہے جو غذا کو احتکار کرتا ہے۔ نحاس وہ شخص ہے جو غلام بیچتا ہے"[2]۔

والدین پر یہ فرض ہے کہ اپنے بچوں کے لئے مناسب پیشہ کا اہتمام کریں اور برے پیشوں کے اپنانے سے روکیں۔ اسی طرح کی حدیث اسحاق بن عمار نے امام صادقؑ سے نقل کی ہے۔

۱- تہذیب الاخبار (ج۶) ص۳۶۲

۲- عطاردی قوچانی، عزیز اللہ، مسند الامام الکاظم ابی الحسن موسی بن جعفر (ج۲) ص۳۹۱

۳-اصل تکریم:

اللہ تعالیٰ، انسان کے لئے حرمت و احترام کا قائل ہے اور دینی احکام و فرامین میں انسان کی کرامت نفس و حرمت کی پاسداشت کی تاکید کی گئی ہے۔ یہاں تک کہ مؤمن کی حرمت کو خانہ کعبہ کی حرمت سے زیادہ بتایا گیا ہے اور جب تک مؤمن خود ایسا کام نہ کرے جس سے اس کی حرمت زائل ہو جائے ایسا کوئی کام جائز نہیں جس سے کسی مؤمن کی حرمت زائل ہو۔ جو شخص عزت نفس کا مالک ہو گا وہ گناہ اور غلط کاموں سے پرہیز کرے گا۔

امام علیؑ سے منقول ہے:

من کرمت علیه نفسه لم یهنها بالمعصیة۔

ترجمہ: عزت نفس کا مالک انسان گناہ کے ذریعہ اپنی شخصیت کو بے ارزش نہیں کرے گا[1]۔

کسی بھی طرح کے تربیتی کورس کو تیار کرتے وقت متربی کی عزت نفس کو دھیان میں رکھنا چاہئے کیونکہ ہر انسان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ کرامت نفس اور معاشرہ میں مناسب حیثیت کا مالک ہو لہٰذا کوئی بھی ایسا کام نہیں کرنا چاہئے جس سے اس عمل میں رکاوٹ پیدا ہو اور جس سے انسان میں غلط کام انجام دینے کی خواہش بیدار ہوتی ہو۔

امام علیؑ سے منقول ہے:

من هانت علیه نفسه فلا ترج خیره۔

ترجمہ: جو اپنی نفس کے سامنے ذلیل و خوار ہو گیا اس سے کسی طرح نیکی کی امید نہ رکھو[2]۔

اپنے وقار اور احترام کا تحفظ ہر عمر میں اہم ہے لیکن بچپن اور نوجوانی کے دور میں جو کہ بچوں کی شخصیت کی تشکیل کا دور ہے اس کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔

ائمہ اہلبیتؑ کے کلام و سیرت میں بھی افراد خاص کر بچوں کے وقار کے تحفظ کی تاکید کی گئی ہے۔

۱-آمدی، عبدالواحد، غررالحکم و دررالکلم (ج۲) ص۱۲۷

۲-نوری، میرزا حسین، مستدرک الوسائل (ج۱۱) ص۳۳۹

رسول خداؐ ارشاد فرماتے ہیں:

اکرموا اولادکم واحسنو آدابھم یغفر لکم۔

ترجمہ: اپنے بچوں کا احترام کرو اور ان کو ادب سیکھاؤ تا کہ تمہاری مغفرت ہو سکے[۱]۔

رسول خداؐ نے اپنے عمل سے بھی اس بات کو ثابت کیا ہے۔ آپؐ اپنی بیٹی جناب فاطمہ زہرا(س) کا خاص احترام کرتے تھے۔ یہاں تک کہ نقل ہوا ہے:

کانت اذا دخلت علی النبی قام الیھا فقبلھا و اجلسھا فی مجلسه۔

ترجمہ: جب بھی جناب فاطمہ (س) پیغمبر اکرمؐ کی خدمت حاضر ہوتی تھیں تو پیغمبر اکرمؐ آپ کے احترام میں اپنی جگہ سے اٹھتے تھے، ان کو بوسہ دیتے تھے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے تھے[۲]۔

آپؐ اپنے نواسوں امام حسنؑ اور امام حسینؑ سے بہت احترام سے پیش آتے تھے۔ چنانچہ عبدالعزیز سے منقول ہے کہ:

انه کان جالسا فأقبل الحسن والحسین فلما رآھا النبی قام لھما واستبطأ بلوغھا إلیه فاستقبلھما وحملھما علی کتفیه وقال: نعم المطی مطیکما ونعم الراکبان أنتما۔

ترجمہ: پیغمبر اکرمؐ بیٹھے ہوئے تھے۔ اسی وقت حسن و حسین آپ کی طرف آرہے تھے۔ پیغمبر اکرمؐ کی نظر جب ان پر پڑی تو ان کے احترام میں کھڑے ہوگئے اور چونکہ وہ حضرات آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہے تھے لہذا پیغمبر اکرمؐ خود ان کے استقبال کے لئے آگے بڑھے اور ان کو اپنی پشت پر سوار کیا اور فرمایا: کتنی اچھی سواری ہے تمہاری اور تم کتنے اچھے سوار ہو۔[۳]

۱-وسائل الشیعہ الی تحصیل مسائل الشریعہ (ج۱۵) ص۱۹۵

۲-بحار الانوار (ج۴۳) ص۷۱

۳-بحار الانوار (ج۴۳) ص۱۸۳

امام حسن مجتبیٰؑ مدینے کے بچوں کے احترام میں ان کی دعوت کو قبول کرتے تھے اور ان کے ساتھ بیٹھتے تھے اور کبھی کبھی ان کو اپنے گھر بلاتے تھے۔ کچھ بچے مدینے کی گلیوں میں کھیل رہے تھے اور ان کے ہاتھ میں روٹی کے ٹکڑے تھے۔ امام حسنؑ کا وہاں سے گزر ہوا۔ بچوں نے امامؑ کو کھانے کی دعوت دی۔ امامؑ نے ان کی دعوت کو قبول فرمایا اور ان کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔ پھر آپ ان بچوں کو اپنے گھر لے گئے اور انہیں کھانا کھلایا اور لباس دیا اور فرمایا: ان کی دعوت زیادہ اہم تھی کیونکہ انھوں نے جو کچھ ان کے پاس تھا مجھے دیا لیکن جتنا میں نے انہیں دیا اس سے زیادہ میرے پاس موجود ہے[۱]۔

امام رضاؑ اپنے فرزند امام جوادؑ کے احترام میں انہیں نام سے نہیں پکارتے تھے بلکہ زیادہ تر کنیت سے مخاطب کرتے تھے۔ مثال کے طور پر فرماتے تھے۔ ابو جعفر نے مجھے لکھا یا میں نے ابو جعفر کے لئے یہ تحریر کیا۔۔[۲]۔

۴- بچوں کی ظرفیتوں اور صلاحیتوں پر توجہ:

مختلف عمر کے بچوں میں مختلف صلاحیتیں ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ کسی بھی عمر کے گروپ میں انفرادی اور صنفی فرق بھی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے۔ ان حقائق اور صلاحیتوں پر توجہ دئے بغیر، ان سے متعلق مسائل پر تربیتی پروگرام کا خاکہ تیار کرنا بے نتیجہ ہوگا۔ دوسری طرف، بچے، خاص طور پر بچپن اور جوانی میں، کچھ خاص پابندیوں کا سامنا کرتے ہیں اور ہر طرح کی سرگرمی کو انجام دینے سے قاصر ہوتے ہیں لہٰذا یہ ضروری ہے کہ ہم اپنی توقعات کو ان کی صلاحیتوں کی بنیاد پر رکھیں۔

پیغمبر اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے:

> "اللہ تعالیٰ رحمت نازل کرے اس شخص پر جو اپنے فرزند کو اچھائی کی راہ میں مدد کرے۔ سوال کیا گیا وہ کس طرح اس کی مدد کرسکتا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا: اپنی صلاحیت کے اعتبار سے اگر بچہ کوئی کام انجام دیتا ہے تو اسے قبول کرلے اور اگر کوئی

۱-ابن ابی الحدید، عبدالحمید، بن ہبہ اللہ، شرح نہج البلاغہ (ج۱۱) ص۱۹۸

۲-صدوق، محمد بن علی، من لایحضرہ الفقیہ (ج۲) ص۵۹۶

کام اس کی حد سے زیادہ ہے تو اسے معاف کرے۔اسے ایسے کام کا حکم نہ دے جسے وہ انجام نہ دے سکتا ہو اور اسے بے وقوف نہ سمجھے[۱]۔"

اہلبیت علیہم السلام کی سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے بچوں سے اس طرح برتاؤ کرتے تھے کہ عبادات کی انجام دہی ان پر سخت نہ ہو اور ایسے کام کا حکم نہیں دیتے تھے جو ان کی طاقت سے باہر ہو۔

امام سجادؑ کی سیرت میں نقل ہوا ہے کہ آپ بچوں کو نماز ظہر وعصر اور مغرب و عشا کو ساتھ پڑھنے کا حکم دیتے تھے۔لوگوں نے اعتراض کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اس طرح یہ بچے آسانی سے نماز پڑھ سکتے ہیں۔

حلبی نے امام صادقؑ سے نقل کیا ہے کہ :

"ہم اپنے بچوں کو سات سال کی عمر سے اور ان کی جسمانی طاقت کے اعتبار سے روزہ کا حکم دیتے ہیں جہاں تک وہ برداشت کر سکیں چاہے وہ آدھے دن یا اس سے زیادہ یا کم روزہ رکھیں۔جب ان پر بھوک و پیاس کا غلبہ ہوتا تھا تو وہ افطار کر لیتے تھے۔یہ حکم اس لئے تھا تا کہ وہ روزہ سے مانوس ہوں لہٰذا تم اپنے بچوں کو نو سال کی عمر سے روزہ کا حکم دو، جتنا وہ روزہ رکھ سکیں اور جب بھوک پیاس کا غلبہ ہو تو افطار کر لیں"[۲]۔

۵-اصل تدریج

انسان کی فطرت یہ ہے کہ وہ اپنے آس پاس کے ماحول سے متاثر ہوتا ہے لیکن یہ تاثیر اچانک نہیں ہوتی بلکہ آہستہ آہستہ اثر انداز ہوتی ہے۔اصل تدریج کا خلاصہ یہ ہے کہ ایسے تمام تعلیمی وتربیتی منصوبے اور اقدامات جو اساتذہ اور والدین کے ذریعہ اپنے بچوں پر مثبت اثر ڈالنے کے مقصد سے وضع کئے گئے ہیں ان کو عمر اور صنف کی شرائط اور ضروریات کے مطابق بتدریج نافذ کیا جانا چاہئے۔

۱-وسائل الشیعہ الی تحصیل مسائل الشریعہ (ج۱۵) ص۱۹۹

۲-کافی (ج۳) ص۴۰۹

امام محمد باقرؑ سے منقول ہے:

"جب بچہ تین سال کا ہو جائے تو اس سے سات بار لاالہ الااللہ کہلایا جائے۔ چار سال کی عمر میں بچے سے سات بار محمد رسول اللہ کہلایا جائے۔ پانچ سال کی عمر میں اسے قبلہ رخ کیا جائے اور اس سے سجدہ کرنے کو کہا جائے۔ چھ سال کی عمر میں اسے صحیح طور پر سجدہ اور رکوع کرنا سکھایا جائے۔ سات سال کی عمر میں بچے کو وضو کرنا سکھایا جائے اور اس کے بعد اسے نماز پڑھنے کا حکم دیا جائے"[1]۔

عبداللہ بن فضالہ سے منقول ہے کہ امام صادقؑ یا امام باقرؑ سے سنا ہے کہ: بچے کو سات سال کی عمر تک اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ اس کے بعد اس سے وضو کرنے کو کہا جائے۔ جب بچہ نو سال کا ہو جائے تو اسے وضو کرنا سکھایا جائے اور اگر انکار کرے تو اسے تنبیہ کیا جائے۔ اسی طرح اسے نماز پڑھنے کا حکم دیا جائے اور انکار کرے تو اسے تنبیہ کیا جائے۔ جب بچہ وضو کرنا اور نماز پڑھنا سیکھ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے ماں باپ کو بخش دے گا[2]۔

اس حدیث میں بچے کو وضو اور نماز سے آشنا کرنے کے مراحل اور اس کام کو مرحلہ وار انجام دینے کی وضاحت کی گئی ہے۔ اگر والدین بچے کی صلاحیت و قابلیت کو مد نظر رکھتے ہوئے ایسا کرتے ہوں لیکن بچہ اس معاملے میں کوتاہی کرتا ہے تو اس کے ساتھ سختی سے پیش آیا جائے اور اس حد تک سزا بھی دی جا سکتی ہے کہ اس کے منفی نتائج سامنے نہ آئیں۔

۶۔ اصل آزادی اور زور زبردستی سے پرہیز:

انسان ایک صاحب ارادہ موجود ہے اور طبعی حالات میں اپنے انتخاب کی بنیاد پر عمل کرتا ہے اور کسی بھی طرح کی زور زبردستی سے گریزاں ہے۔ اسی وجہ سے اگر جبر و اکراہ کی بنیاد پر کوئی عمل اس سے سرزد ہو گا تو وہ دیرپا ثابت نہ ہو گا اور اس کی انجام دہی تبھی تک رہے گی جب تک زور زبرستی موجود ہے۔

۱۔ مکارم الاخلاق، ص ۱۱۵

۲۔ وسائل الشیعہ الی تحصیل مسائل الشریعہ (ج ۳) ص ۱۳؛ بحار الانوار (ج ۸۸) ص ۱۳۲

اس موضوع کو بچے کی زندگی کے شروع کے سات سالوں کے تناظر میں دوسرے زاویے سے تجزیہ کیا جاسکتا ہے کیونکہ بچہ اس دور میں ابھی حد تمیز تک نہیں پہنچا ہے اور اچھائی و برائی میں فرق نہیں کر سکتا ہے اور بہت سی اچھائیاں اور برائیاں اس کے لئے نامفہوم ہیں۔اس دور میں بچے کو آزادی عمل ملنی چاہئے تاکہ اپنی عمر کے مطابق مختلف سرگرمیاں انجام دے اور بے جا امر و نہی سے گریز کیا جائے اور ایسے آداب و رسوم اس پر نہ تھوپے جائیں جن کو سمجھنے سے وہ قاصر ہے۔

ائمہ معصومینؑ کی سیرت و کلام میں بھی اس نکتہ کی طرف توجہ دی گئی ہے اور بچے کے ابتدائی سات سالوں کو اس کے کھیل کود اور آزادی کا دور مانا گیا ہے۔امام صادقؑ سے ایک روایت میں منقول ہے:

دَعِ ابنَكَ يَلعَب سَبعَ سِنينَ۔ ترجمہ: اپنے بچے کو ابتدائی سات سال میں آزاد چھوڑ دو تاکہ کھیل کود سکے[1]۔

اس دور میں بچے کا مختلف سرگرمیوں میں حصہ لینے کا تجربہ اور اس کا شرارتی ہونا نہ صرف نقصان دہ نہیں ہے بلکہ بڑکپن میں بردباری اور قوائے عقلانی میں بہتری جیسے مثبت اثرات کا پیش خیمہ ہے۔

امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے:

تُستَحَبُّ عَرَامَةُ الصَّبِيِّ فِي صِغَرِهِ؛ لِيَكُونَ حَلِيماً فِي كِبَرِهِ، ثُمَّ قَالَ مَا يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ إِلَّا هَكَذَا۔

ترجمہ: بہتر ہے کہ بچہ اپنے بچپن میں چنچل رہے تاکہ بڑا ہو کر اس کے اندر بردباری پیدا ہو اور اس کے علاوہ کچھ مناسب نہیں ہے[2]۔

اسی طرح پیغمبر اسلامؐ سے منقول ہے:

عَرَامَةُ الصَّبِيِّ فِي صِغَرِهِ زِيَادَةٌ فِي عَقلِهِ فِي كِبَرِهِ۔

ترجمہ: بچپن میں بچے کا چنچل ہونا، جوانی میں اس کی عقل کی فزونی کا باعث ہے[3]۔

۱-کافی (ج۶) ص۴۸

۲-ایضاً، ص۵۱

۳-ابن حیون، نعمان بن محمد، دعائم الاسلام (ج۱) ص۱۹۴

اس موضوع کی اہمیت کے پیش نظر بعض روایتوں میں بچے کی زندگی کے ابتدائی سات سالوں کو سیادت کا دور کہا گیا ہے۔

جیسا کہ پیغمبر اکرمؐ سے منقول ہے :

الوَلَدُ سَيِّدٌ سَبعَ سِنِينَ ، و خادِمٌ سَبعَ سِنِينَ، و وَزيرٌ سَبعَ سِنِينَ۔ ترجمہ : بچہ سات سال بادشاہ، سات سال فرمان بردار اور سات سال وزیر ہوتا ہے[1]۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بچپن کا تقاضا یہ ہے کہ بچے پر کسی طرح کی زبردستی نہ کی جائے بلکہ اس کی جائز خواہشات کو پوری کرنی چاہئے۔

بعض روایات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ جب بچے کی عمر سات سال ہو جائے تو فوراً اسے حلال وحرام کی تعلیم دینی چاہئے۔ مثال کے طور پر امام صادقؑ سے منقول ہے :

اَلْغُلَامُ يَلْعَبُ سَبْعَ سِنِينَ وَيَتَعَلَّمُ الْكِتَابَ سَبْعَ سِنِينَ وَيَتَعَلَّمُ الْحَلَالَ وَالْحَرَامَ سَبْعَ سِنِينَ۔

ترجمہ : بچہ سات سال تک کھیل کود کرے۔ اس کے بعد سات سال تک لکھنا سیکھے۔ اور سات سال تک حلال وحرام کی تعلیم لے[2]۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ لکھنے پڑھنے اور دینی مسائل اور سماجی آداب و رسوم کو بچے کی عمر کے دوسرے سات سال میں شروع کرنا چاہئے اور اس سے پہلے دینی مسائل یا سماجی آداب و رسوم اور اخلاق کے سلسلہ میں بچے سے سختی سے پیش نہیں آنا چاہئے۔ سیرت معصومین علیہم السلام میں اسی بات پر تاکید کی گئی ہے۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ بچے ابتدائی سات سالوں میں آزاد رہیں اور مختلف تجربات حاصل کرنے کا انہیں موقع ملے۔ یہاں پر یہ نکتہ ذہن نشین رہے کہ آزادی سے مراد مطلق آزادی نہیں ہے جہاں دوسروں کے حقوق کی پامالی ہو یا ان کی آزادی میں خلل واقع ہو بلکہ بعض مواقع پر لازم ہے کہ بچے کو ابتدائی حد تک اچھے اور برے کے بارے میں بتایا جائے لیکن بہر حال سختی نہیں کرنی چاہئے۔

۱- دلائل الامامۃ، ص ۲۲۲ ۲- کافی (ج ٦) ص ۴۷

نتیجہ

ائمہ معصومین علیہم السلام کی سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی نظر میں تربیت اولاد کی ایک خاص اہمیت رہی ہے۔اس مقالہ میں ہم نے سیرت معصومینؑ سے مأخوذ بعض تربیتی اصول کو قارئین کے سامنے پیش کیا جیسے کہ ماحول بنانا، روک تھام، اصل تکریم، اصل تدریج ، متربی کی صلاحیتوں اور ظرفیت کا لحاظ کرنا، اصل آزادی وغیرہ۔اس مقالہ میں ہم نے مندرجہ ذیل اہم نکات کی طرف اشارہ کیا ہے:

۱. تربیت اولاد ایک خطیر ذمہ داری ہے اور اس میں تسلسل بھی پایا جاتا ہے۔اگر والدین تربیت اولاد کے سلسلہ میں اپنے اہداف و مقاصد کو اچھی طرح حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ پہلے تربیت کے لئے درکار شرائط اور ماحول کو فراہم کریں اور یہ قانون اولاد کی تربیت کے مختلف مراحل میں نافذ ہے۔

۲. روک تھام کی اصل کے مطابق تربیت اولاد کے سلسلہ میں تربیتی اصولوں کے نفاذ کے لئے ماحول کی فراہمی کے علاوہ ، ایسے امور کی طرف بھی توجہ ضروری ہے جن سے تربیت کی راہ میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔تربیت کی راہ میں حائل مختلف امور کی شناخت کر کے ان کا ازالہ کرنا بہت ضروری ہے۔

۳. اصل تکریم کے مطابق والدین پر یہ فرض ہے کہ اپنے بچے کے وقار کو برقرار رکھیں چاہے وہ عمر کے کسی بھی حصہ میں ہو۔

۴. بچے رشد و نمو کی عمر میں ہوتے ہیں اور ہر عمر میں ان کے اندر کچھ خاص صلاحیتیں پائی جاتی ہیں لہٰذا تربیتی اصول کو تیار کرتے وقت اس بات کا لحاظ رکھنا چاہیئے کہ ہم جو تربیتی نصاب ان پر نافذ کر رہے ہیں کیا ان کی عمر کے مطابق ہے یا نہیں۔ان سے کسی ایسے کام کی توقع نہ رکھیں جسے انجام دینے کی صلاحیت ان کے اندر پائی نہیں جاتی ہے۔بچوں کی صلاحیتوں اور ظرفیتوں کے مطابق ان سے توقع رکھنی چاہیئے۔

۵. تربیت ایک مستمر اور مسلسل عمل ہے جس کے اثرات اچانک سے مترتب نہیں ہوتے ہیں۔ اس قاعدہ کے مطابق تربیتی منصوبے قدم بہ قدم اور بچوں کی عمر، صنف اور جسمانی تقاضوں کے لحاظ سے نافذ ہوتے ہیں اور اس میں کسی طرح کی عجلت سے کام لینا صحیح نہیں ہے۔

٦. اصل آزادی کے مطابق والدین کو چاہئے کہ بچوں کو خاص کر ابتدائی سات سالوں میں اور سن تمیز تک پہنچنے سے پہلے ان کی من پسند سرگرمیوں کے لئے آزاد چھوڑ دیں اور ایسے سماجی و دینی آداب و رسوم کو ان پر نہ تھوپیں جسے وہ سمجھ نہیں سکتے ہیں۔

منابع و مآخذ

- قرآن مجید
- نہج البلاغہ
- آمدی، عبدالواحد، **غرر الحکم و درر الکلم**، انتشارات دار الحدیث، قم، ۱۳۸۹ش
- الابشیہی، شہاب الدین، **المستطرف فی کل فن مستظرف**، دار مکتبہ الحیاۃ للطباعۃ والنشر، بیروت، ۱۴۱۲ق
- ابن ابی الحدید، عبدالحمید، بن ہبہ اللہ، **شرح نہج البلاغہ**، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۳۸۵ش
- ابن حیون، نعمان بن محمد، **دعائم الاسلام**، انتشارات دار الاضواء، بیروت، ۱۴۱٦ق
- بناری، علی ہمت، **نگرشی بر تعامل فقہ و تربیت**، مؤسسہ آموزشی پژوہشی امام خمینی، قم، ۱۳۸۸ش
- حر عاملی، محمد، **وسائل الشیعہ الی تحصیل مسائل الشریعہ**، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۰۳ق
- حسینی زادہ، سید علی، **سیرہ تربیتی پیامبر و اہل بیت** (ج۱) پژوہشگاہ ہمکاری حوزہ و دانشگاہ، قم، ۱۳۸۹ش
- شریفی، احمد حسین، **ہمیشہ بہار**، نشر معارف، قم، ۱۳۹۱ش
- صدوق، محمد بن علی، **من لایحضرہ الفقیہ**، انتشارات الامیرہ، بیروت، ۱۴۲۹ق
- طباطبائی یزدی، محمد کاظم، **العروۃ الوثقی**، مؤسسہ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، ۱۴۰۹ق
- طبرسی، فضل بن حسن، **مکارم الاخلاق**، دار الحوراء، بیروت، ۱۴۰۸ق

- طبری آملی، محمد بن جریر، **دلائل الامامۃ**، مؤسسہ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، ۱۴۰۸ق
- طبسی، محمد رضا، **درر الاخبار فیما یتعلق بحال الاحتضار**، مطبعہ النعمان، نجف، ۱۳۷۹ش
- طوسی، محمد حسن، **تہذیب الاخبار**، مکتبہ آیت اللہ مرعشی نجفی، قم، ۱۴۰۶ق
- عطاردی قوچانی، عزیز اللہ، **مسند الامام الکاظم ابی الحسن موسی بن جعفر**، آستان قدس رضوی، مشہد، ۱۴۰۹ق
- عیاشی، محمد بن مسعود، **تفسیر العیاشی**، مؤسسہ البعثہ، قم، ۱۴۲۰ق
- فاضلی، محمد، **مصرف و سبک زندگی**، نشر صبح صادق، قم، ۱۳۸۲ش
- کاویانی، محمد، **سبک زندگی اسلامی و ابزار سنجش آن**، پژوہشگاہ ہمکاری حوزہ و دانشگاہ، قم، ۱۳۹۱ش
- کلینی، محمد بن یعقوب، **کافی**، دار الکتب الاسلامیہ، تہران، ۱۴۱۳ق
- لجنۃ الحدیث فی معہد باقر العلوم، **موسوعۃ کلمات الامام الحسین**، دار المعروف، قم، ۱۴۱۵ق
- متقی ہندی، علاؤ الدین بن حسام الدین، **المرشد الی کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال**، مؤسسہ الرسالہ، بیروت، ۱۴۰۹ق
- مجلسی، محمد باقر، **بحار الانوار**، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۰۳ق
- مصباح یزدی، محمد تقی، **فلسفہ تعلیم و تربیت اسلامی**، انتشارات مدرسہ، تہران، ۱۳۹۱ش
- مہدی کنی، محمد سعید، **دین و سبک زندگی**، دانشگاہ امام صادق، تہران، ۱۳۹۰ش
- موسوی خمینی، روح اللہ، **تحریر الوسیلہ**، مکتبۃ الاسلامیہ، تہران
- نوری، میرزا حسین، **مستدرک الوسائل**، دار المطبعہ الاسلامیہ، تہران، ۱۳۸۳ش

حصہ نظم

قرآن محمدؐ

احمد شہریار

وہ گبر و یہود اور نصارا بھی ہوں ہرچند
کرتے نہیں قرآن کی توہین خردمند

قرآن تو پڑھنے سے ہے مخصوص کہ اس کے
ہر لفظ میں اک بات ہے، ہر سطر میں اک پند

جو اہل تعقل ہیں وہی پڑھتے ہیں قرآن
وہ اس سے ہیں غافل جو نہیں عقل کے پابند

قرآن پڑھو تم کہ تمہیں بھی یہ سمجھ آئے
اعجاز ہی اعجاز ہیں الفاظ خداوند

قرآن کو نیزوں پہ اٹھایا تھا جنہوں نے
قرآں نے انہیں قید جہنم میں کیا بند

قرآن محمدؐ کو لگاتے ہیں جو ٹھوکر
دوزخ میں جلیں جیسے کوئی دانہ اسپند

اعجاز قرآن مجید

سید علی اکبر رضوی

مرتبہ اپنا بڑھاناہے تو قرآن پڑھو
اپنی تقدیر بنانا ہے تو قرآن پڑھو

ہر مرض کے لئے اکسیر ہے قرآن مجید
زنگ دل کا جو ہٹانا ہے تو قرآن پڑھو

حملہ شیطان کا رہتا ہے مسلسل ہم پر
خود کو شیطاں سے بچانا ہے تو قرآن پڑھو

یہی دیتا ہے سدا ہم کو حیات جاوید
زندگی اپنی سجانا ہے تو قرآن پڑھو

روح کو تازہ نہ رکھا تو یہ مرجائیگی
روح کو اپنی بچانا ہے تو قرآن پڑھو

کوئی بھی قوم ترقی نہیں کرتی یوں ہی
قوم کا جذبہ بڑھانا ہے تو قرآن پڑھو

اس لئے ہم کو نبیؐ دے گئے قرآن مجید
رب کا عرفان جو پانا ہے تو قرآن پڑھو

اس کے پڑھنے سے ہمیں قرب خدا ملتا ہے
خود کو خالق سے ملانا ہے تو قرآن پڑھو

طور پر موسیٰ جو کرتے تھے خدا سے باتیں
یہ شرف تم کو بھی پانا ہے تو قرآن پڑھو

منزل قبر بہت سخت ہے لیکن اکبؔر
اس کو آسان بنانا ہے تو قرآن پڑھو

قرآن کریم

شاہد کمال

آئینہ در آئینہ در آئینہ قرآن ہے
مصطفیٰ قرآن ہے اور مرتضیٰ قرآن ہے

جو مشیت کے لبوں پر رقص فرماتا رہا
ہاں وہی رمزِ سکوت ماورا قرآن ہے

کررہا ہے وہ جو تدوینِ نصاب کائنات
سینۂ کُن میں وہی حرفِ صدا قرآن ہے

ہے جوازِ خلقت آدم محمدؐ کا وجود
مظہر نورِ جلی نطقِ رَسا قرآن ہے

ہے تصرف میں اُسی کے عالم بود و نبود
جس کے لوحِ قلب پر لکّھا ہوا قرآن ہے

جس کے کشکولِ اَبد میں ہے نظام کائنات
ہاں اُسی صبح اَزل کی ابتدا قرآن ہے

وہ محمدؐ ہے عروج آدمیت کا غرور
جس کے ہر موج نَفس کی انتہا قرآن ہے

سرنگوں اہلِ عجم ہیں اور فصیحانِ عرب
ساری دنیا کے لئے وہ معجزہ قرآن ہے

ہے اگر ممکن تو لے آئے کوئی اس کا جواب
یوں تو اک نقطے میں یہ سمٹا ہوا قرآن ہے

دے رہی ہے یہ شبِ اسریٰ گواہی آج تک
عبد اور معبود میں اک رابطہ قرآن ہے

مصطفیٰ سے گفتگو کرتا ہے اُن کی آل سے
یہ نہ سمجھے کوئی بے صوت و صدا قرآن ہے

اُن کی عظمت کے قصیدے اور خالق کی زباں
مدح خوانِ سیرتِ اہل کسا قرآن ہے

جس کے سائے میں پلی ہے عالمِ انسانیت
مختصر یہ ہے کہ وہ لفظ دعا قرآن ہے

آیتوں میں گفتگو کرنے کے اِس انداز سے
اے کنیز سیدہ حیرت زدہ قرآن ہے

جب علی اصغر کو لے کے آئے خیمے سے حسینؑ
یوں لگا جیسے کہ ہاتھوں پر رکھا قرآن ہے

کربلاکے دشت میں انسانیت تو بچ گئی
کیا ہوا جو خاک پہ بکھرا ہوا قرآن ہے

جس نے اک آیت میں بھی ہونے نہ دی تصحیف تک
کربلا کے بعد ممنون عزا قرآن ہے

اَنفس و آفاق کو زیر و زبر کرتا ہے پھر
جب سر نوکِ سناں پر بولتا قرآن ہے

نظم ہوتے کاش اس میں قافیے کچھ منفرد
جیسے مصرعے کی ردیفِ بے بہا قرآن ہے

اِس سے تو اغماض کرسکتا نہیں شاہدؔ کمال
ذہن انسانی کا حرف ارتقا قرآن ہے

سورہ یسین

محمد رضا خان

کون سمجھے گا فضیلت سورہ یسین کی
معجزہ ہے آیت آیت سورہ یسین کی

اس قدر کیجئے تلاوت سورہ یسین کی
حفظ ہوجائے ہر آیت سورہ یسین کی

جو بھی کرتا ہے تلاوت سورہ یسین کی
اس پہ چھاجاتی ہے رحمت سورہ یسین کی

قلب قرآن بن کے اتری ہے نبیؐ کے قلب پر
منفرد ہے یہ فضیلت سورہ یسین کی

چاہتا ہے گر پس مردن لحد میں نور ہو
زندگی میں کر تلاوت سورہ یسین کی

جب بھی موقع ہاتھ آئے سورہ یسین پڑھو
کام آئے گی شفاعت سورہ یسین کی

دم کیا جائے مریضوں پر تو پاجائیں شفا
دین ہے دنیا کی حکمت سورہ یسین کی

ایک سورہ پڑھ کے کیجئے ختم قرآن کا ثواب
بے بدل ہے یہ خیر و برکت سورہ یسین کی

روز محشر اہل محشر بھی ہمارے ساتھ ساتھ
کررہے ہوں گے تلاوت سورہ یسین کی

برکتیں مانند بارش ہوں رضاؔ صبح و مسا
ہو تلاوت جو بکثرت سورہ یسین کی

قرآن کی مہجوریت

ندیم سرسوی

دھیرے دھیرے غفلتوں کے اک سمندر میں ندیم
غرق کشتی ہو رہی ہے حضرت انسان کی
اے خدا کوئی کہیں تو گوش بر آواز ہو
کرتی رہتی ہے گلہ مہجوریت قرآن کی

جس کے دل میں آیتوں کی روشنی کا ہے قیام
مائل ظلم و ستم وہ مرد ہوسکتا نہیں
خوگر امن زمانہ اس کا ہر اک لفظ ہے
عالم قرآن دہشت گرد ہوسکتا نہیں

جسم کی ساری فضیلت روح کے ہونے سے ہے
روح بن کیا فائدہ مٹی کی زیب و زین کا
فرق کرسکتا نہیں تو آل اور قرآن میں
تجھ پہ کھل جائے اگر معنی ذرا ثقلین کا

زندگی تقسیم کرتی آیتوں سے صبح و شام
کون مردہ ہے یہاں خود پوچھ زندہ کون ہے؟
سر پہ سجدے کے نشاں کو چھوڑ طرز فکر دیکھ
فیصلہ ہوجائے گا خالق کا بندہ کون ہے

اک سمندر دسترس میں ہے تری ہر طور سے
پر نہیں ہے تجھ کو اپنی پیاس کا احساس تک
اہمیت حکم تدبر کی بھلا کر جوش میں
رٹ لیا ہے تو نے قرآں حمد سے والناس تک

جس کے دل میں ضوفشاں ہوتی نہیں شمع شعور
کاٹ لیتا ہے وہ گردن اپنی ہی شمشیر سے
غفلتوں کا اک اندھیرا ہر طرف چھا جائے گا
فاصلہ گر ہوگیا قرآن کی تنویر سے

جس میں ملتا ہے یقیناً آدمیت کو عروج
رب کعبہ کی قسم وہ دائرہ قرآن ہے
تم تو مردوں پر ہی پڑھ کر بیٹھ جاتے ہو مگر
مرسل اعظمؐ کا زندہ معجزہ قرآن ہے

Advisory Board

Prof. S.M. Azizuddin Husain, Prof. Akhtarul Wasey, Prof. S. Akhtar Mahdi
Prof. S. Ali Mohd Naqvi, Prof. S.Tayyab Raza Naqvi

Editorial Board

Hasan Ali Zakaryaee, Mohd Reza Khan, Mahdi Baqir Khan

Chief Editor

Dr. Faridoddin Faridasr

Editor

Dr. Khan Mohd Sadiq Jaunpuri

ISSN : 2349-0950

Printed at: Alpha Art, Noida, U.P.

To read other issues of this Journal and other publications of Iran Culture House , scan below qr code.

www.ichdpublication.in

www.ichdlib.in

RAH-E-ISLAM

An Urdu Quarterly Research Journal
of
Islamic and Cultural Studies

No : 261
October-December 2023

Special Issue
on
Integrity of the Holy Qur'an

Iran Culture House
18 Tilak Marg, New Delhi-110001
Phone No: 23383232, 33,
Email: ichdelhi@gmail.com,
❖
https://en.icro.ir/New-Delhi
www.ichdpublication.in
www.ichdlib.in

Central Library-Iran Culture House, New Delhi

Central Library of Iran Culture House, New Delhi is approximately fifty years old library. It is one of the richest libraries of India in the field of Persian Literature, Iranian Studies and Religious books. Responding to the Academic needs of interested people from all over India and in order to preserve the common Persian Literary heritage of Iran and India It is ready to provide the following academic services:

- ✓ Online Public Access Catalogue (OPAC) for library
- ✓ Consultation for topic selection and support for pre-doctoral and doctoral theses
- ✓ Assistance in Ph.D. and M.Phil. Research methodology
- ✓ Providing required resources related to Persian literature , Iranian studies and Islamic studies
- ✓ Publishing books related to Persian Literature, Iranian studies and Islamic studies

Iran Culture House uploads all its publications including poetry books, prose texts and collections of poems of contemporary Persian poets of India, Iran, Afghanistan and Tajikistan, as well as various issues of Rah-e Islam, Qand-e Parsi, Cultural Dialogue and Cultural Glimpses magazines in the form of digital books on the Publication Portal of Iran Culture House. Those interested in using the library, publication Portal and other services can scan the above QR Code or visit the following sites:

www.ichdlib.in www.ichdpublication.in

ISSN: 2349 - 0950

RAH-E-ISLAM

An Urdu Quarterly Research Journal of Islamic and Cultural Studies
No. 261, October-December 2023 R.N.I. No. 4914788

Special issue on

Integrity of the Holy Qur’an

❖ Unanimity of the Shia Scholars on the Integrity of the Holy Qur'an

❖ The issue of the distortion of the Holy Qur'an: An Analysis

❖ Distortion of the Holy Qur'an in the eyes of two major Muslim sects

❖ The response of Ayatullah Fazil Lankarani to Alusi’s accusation against the Shias for the distortion of the Holy Qur'an

❖ Bibliography on the Integrity of the Holy Qur'an